نہج البلاغہ

(موضوعاتی)

ترجمہ

الدلیل

مترجم

حضرت علامہ مفتی جعفر حسینؒ

امامیہ پبلیکیشنز پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	نہج البلاغہ موضوعاتی (الدلیل)
مؤلف	:	آقائے علی انصاریان
ترجمہ	:	علامہ مفتی جعفر حسینؒ
ترتیب وتدوین	:	آغا محمد عباس ہاشمی (جامعہ امام صادق، راولپنڈی)
کمپوزنگ	:	محمد عباس ہاشمی
ناشر	:	امامیہ پبلی کیشنز
مطبع	:	معراج پرنٹرز، لاہور
اشاعت باراوّل	:	جون 2003
تعداد	:	500
ہدیہ	:	----

ملنے کا پتہ

العصر اسلامک بک سنٹر

35۔حیدر روڈ، اسلام پورہ لاہور، فون: 7119027

ای۔میل: ippakistan@hotmail.com

عنوان	صفحہ نمبر
قریش	312
ابوبکرؓ	315
عمرؓ	316
عثمانؓ	318
جنگ جمل عائشہ، طلحہ اور زبیر	324
جنگ صفین	335
مسئلہ حکمیت	341
جنگ نہروان اور خوارج	346
اپنے اصحاب کی مدح اور مذمت	350
اپنے چاہنے والوں کی یاد	364
دشمنان علیؑ	371
بنوامیہ	374
معاویہ	379
عمرو بن العاص	393
غیب کی خبریں	395
چھٹی فصل اجتماع، سیاست اور اقتصاد	
عدل اور ظلم	410
حق و باطل	420

عنوان	صفحہ نمبر
عدالت اجتماعی کے مورد میں احکام	431
معاشرے کے طبقات	439
حکومت کے وزیر اور مشیر	440
کاتب	442
قاضی	443
اللہ کے لشکر	446
حکومت اسلامی کے کارندے	446
مذہبی اقلیتیں	447
صنعتکار اور تاجر	447
معاشرے کا محروم طبقہ	448
بیت المال	451
تقسیم بیت المال	453
مردم شناسی اور انواع مردم	459
ساتویں فصل اخلاق	
عقل اور عقلاء	476
تفکر	483
دل	486
علم	502

عنوان	صفحہ نمبر
علماءربانی	507
علماءسوکی مذمت	511
دُنیااورآخرت	514
دُنیاکامال ومتاع	547
بخل	556
اسراف	560
فقر	561
گناہ اورمعصیتیں	565
توبہ اوراستغفار	579
تقویٰ	587
متقیوں کی صفات	596
زہد	608
صبر	611
زبان	614
خیراورشر	623
دوست اور بھائی	636
حسد	641
تکبروغرور	643
ادب	655
نفاق اورمنافق	658
عجب اورخودپسندی	660
حلم اورحلیم	661
خودستائی کی مذمت	663
عشق	665
عورتیں	666
دُعاکیاہے؟	670
امیرالمومنینؑ کی دُعائیں	673
مختلف حکمت آمیزکلمات	684

مقدمہ و تحقیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوموں کے معیار کو ان کی ثقافت اور شہری زندگی میں پرکھا جا سکتا ہے کیونکہ معاشروں کی بنیاد کا سہرا ثقافت اور شہری بود و باش کی جڑ میں رکھا گیا ہے اور اس کی پرورش کی گئی ہے۔

ایک صحیح و سالم ثقافت اور تمدن بھی کسی قوم کو تباہ ہونے سے بچا سکتا ہے اور اس قوم کے لیے عظمت و عزت کا پرچم بلند رکھ سکتا ہے۔

اور ایک غلط اور غیر صحیح و سالم ثقافت اور طرز زندگی کسی فرد یا قوم کی عزت اور عظمت کو تباہ و برباد کر سکتی ہے۔

عالم اسلامی کے پاس اسلامی ثقافت اور طرز زندگی نہیں ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ایسے لوگوں کی زبان سے نکلتا ہے اور سنا جاتا ہے جو منحرف تھے اور منحرف ہیں اس کا اصل اسلام اور عظیم اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تا کہ ہم کہہ سکیں کہ یہ اسلام اور یہ اس کا معاشرہ ہے؟

ثقافت اور تمدن کوئی ہتھیار اور مشین نہیں ہے اور نہ ہی پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد یا یونیورسٹی اور کالجوں کی تعداد کا نام ثقافت اور تمدن ہے بلکہ اگر یہ چیزیں صحیح و سالم ہونگی تو ایک ثقافت اور تمدن کا حصہ شمار ہونگی۔

میں نہیں چاہتا کہ بات کو دوبارہ دہراؤں لیکن یہ کہنا ہمارے لیے ضروری ہے کہ اسلامی معاشرے کے بڑے بڑے اور بنیادی انحرافات اور تحریفات کے متعلق علمی اور فنی گفتگو کا آغاز ہو اور ان دردوں کی دوا کے لیے ضروری ہے کہ مفکرین اسلامی ایک مثبت قدم اصلاح معاشرہ کے نام سے اٹھائیں۔

اسلام پیغمبر اکرمؐ کے وسیلہ سے اپنے پروگرام اور عظیم خطوط کے ساتھ حضور اکرمؐ کی زندگی میں جزیرۃ العرب میں برپا ہوا اور لوگوں تک پہنچا اور حضرت محمدؐ کی اسلامی حکومت کی بنیاد اصلی اور حقیقی اسلامی ثقافت اور تمدن کے ستونوں پر رکھی گئی اور اس اسلامی حکومت کا بنیادی قانون قرآن مجید سے لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نبی اکرمؐ کی کلام سے لیا گیا جو آیات الٰہیہ کے ساتھ پیوستہ ہے یعنی سنت رسولؐ اور تمام تاریخی شواہد کی بناء پر اس اسلامی حکومت کی ذمہ داری اپنے بعد کے لیے حضرتؑ نے اپنی

آخری عمر میں علی ابن ابی طالبؑ کے سپرد کر دی اور یہ سپردگی خدا کی طرف سے ہوئی تھی یہ وہ عظیم حقائق ہیں جن کو گذشتہ کئی صدیوں سے علماء حق ثابت کرنے کے درپے ہیں اور ان کے اثبات کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور اب بھی یہ حق کہتے ہیں اور ایک عظیم طاقت کے ساتھ اسی حقیقت سے پردہ اٹھانے کے لیے کمر بستہ ہیں اور اس حقیقت سے غبار و تاریکی کو دور کر رہے ہیں اور مختلف معاشروں کو مطلع کرتے ہیں کہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری اور مسئولیت کن مخصوص افراد کے لیے ہے یہاں تک کہ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

''تشیع اسلام ہے اور اسلام تشیع ہے''۔(۱)

شیعہ ثقافت ایک ایسی ثقافت ہے جو تمام انسانی ثقافتوں میں غنی ترین اور کامل ترین ہے اور اس ثقافت میں بشری ضرورت کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کے متعلق گفتگو پائی جاتی ہے۔

شیعہ ثقافت حقیقت میں قرآن کریم اور اس کی ان تفاسیر کا نام ہے جو شیعہ کے عظیم آئمہ سے ملتی ہیں اور ان علمی بحثوں کا نتیجہ ہے جو ذمہ دار اور متقی علماء سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ ثقافت رسول اکرمؐ کی حدیثوں اور آئمہ کی اخبار کے متنوں سے اور ان کی ان شروحات اور توضیحات سے لی گئی ہے جن کو علماء حق نے قائم رکھا ہے۔

اس طرح کی غنی اور بلند ثقافت ہمارے ہاتھوں میں ذلیل و رسوا ہے ہم اور ہم جیسے کئی لوگوں کے ہاتھوں جو اس ثقافت کے مفاہیم کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور ہمیشہ دوسروں کی مصنوعات کے زر خرید ہیں۔

بیشک نہج البلاغہ ان عظیم کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جو اسلامی ثقافت میں لوگوں کے سامنے پیش کی گئی ہے اور اس کتاب کے مختلف قسم کے موضوعات اس کتاب کے موجد اور صاحب کتاب کی عظمت روحی کی حکایت کرتے ہیں۔

اس کتاب میں سب سے زیادہ اجتماعی عدالت، ظلم و جور سے نفرت اور اہم ترین مسئلہ قیادت اسلامی کے متعلق گفتگو ہوئی ہے اور اس کتاب کے اہم ترین موضوعات میں سے اخلاقیات اور تہذیب نفوس بھی ہیں بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ علیؑ اور آئمہ اطہارؑ کے کلام کی بنیاد اور صحیح و سالم اسلام کی بنیاد دو ستونوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ مسائل اور موضوعات انقلاب اخلاقی، تہذیب نفس اور اصلاح شخص۔

۲۔ مسائل اور موضوعات جن کا تعلق معاشرے کے انقلابات سے ہو اور ایک معاشرے کو نئے سرے سے تشکیل دینا

(۱)۔ اس مسئلہ اور خلافت و حکومت اسلام کو آپ ان کتابوں میں پا سکتے ہیں۔

۱۔ النص والاجتہاد۔ المراجعات۔ اجوبۃ مسائل جار اللہ۔ تالیف حضرت علامہ فقید سید شرف الدین جبل عاملی کی ان تمام کتابوں کو فارسی میں ڈھالا جا چکا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تا کہ عدالت اجتماعی قائم ہو سکے۔

یہ دو عظیم موضوع اسلام کے قوانین اور احکام میں روز روشن کی طرح نظر آتے ہیں اور ان دو کو جدا کرنا مشکل ہے اور نقصان دہ ہوگا اور آج اسلامی معاشرہ اسی مصیبت میں مبتلا ہے۔

خدائی مدارس و مراکز جن کی ترویج خود انبیاء کرام نے کی، ان کا طریق کار بھی اسی طرح تھا اور ہے اگر تاریخ اسلام و غیر اسلام کی طرف نگاہ کی جائے تو یہ مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے ہم مثال کے طور پر فقط اسلام کو لیتے ہیں۔

حضرت محمد کی زندگی اور چالیس سال سے لے کر عرب میں حکومت اسلامی کی تشکیل تک ان کی پیغمبری اسی فلسفہ کی حکایت کرتی ہے کہ تہذیب نفس و شخص کی جائے اور معاشرہ اور افراد معاشرہ کو مفاسد سے پاک رکھا جائے۔

رسول خدا کے زمانے میں اور بعد میں اور اسی طرح عظیم حکومت اسلامی کے آغاز میں امیر المومنینؑ کی سیرت اور زندگی بھی ہمارے لیے روشن تر اور واضح تر اس سے ہے کہ کسی بیان کی محتاج ہو۔

امام حسن مجتبیٰؑ اور حسینؑ ابن علیؑ اور بقیہ تمام آئمہ بھی اسی فلسفہ الٰہی کی پیروی فرماتے رہے اور زندگی گزارتے رہے اور حضرات آئمہ کی طرف سے جو میراث علمی ہم تک پہنچی ہے وہ بھی اسی طرز زندگی کی نشان دہی کرتی ہے اور ان کے حقیقی شیعہ بھی ایسے ہی تھے۔

خلاصہ تہذیب نفس اور بعبارت کامل تر اخلاقی قدروں کی پیروی تہذیب نفس، معاشرہ کی تبدیلی اور معاشرہ کو ظلم اور

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے)

۳۔ عبد اللہ بن سبا۔ احادیث عائشہ ام المومنین۔ خمسون و مائہ صحابی مختلق، عبد اللہ بن سبا کے نام سے ان کتابوں کے فارسی ترجمے موجود ہیں۔ احادیث عائشہ در اسلام۔ عائشہ در دوران معاویہ، عائشہ در دوران علی تالیف آقای سید مرتضی عسکری۔

''الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب'' جو کہ بہت بڑی اور قیمتی کتاب ہے کہ جس کی گیارہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں اور ان میں سے ایک حصہ کا فارسی ترجمہ ہو چکا ہے مؤلف آیۃ اللہ علامہ امینی رضوان اللہ علیہ۔ اصل الشیعہ و اصولھا از آیت اللہ مرحوم کاشف الغطاء آقائی ناصر مکارم شیرازی۔

اعیان الشیعہ جو ۵۶ جلدوں میں ہے کہ جس کی پہلی اور دوسری جلد میں ان مباحث کی اہمیت بیان کی گئی ہے جو کہ علامہ مرحوم سید محسن امین جبل عاملی کی تالیفات میں سے ہے۔

سرود جبشھا از محمد رضا حکیمی

عقائد الامامیہ و ''السقیفہ'' از علامہ مرحوم محمد رضا مظفر ان کا ترجمہ بالترتیب مجتہدی شبستری اور علی حجتی کرمانی نے کیا ہے۔ عبقات الانوار فی مناقب الائمۃ الاطہار جو کہ مرحوم عالم بزرگوار میر حامد حسین ہندی کی چند بڑی جلدوں میں تالیف ہے۔

احقاق الحق جو کہ ۱۳ جلدوں میں ہے تالیف قاضی نور اللہ شوستری

ظالم افراد سے نجات دینا اور اجتماعی عدالت کو قائم کرنا یہ وہ راستہ ہے جو الٰہی مکاتب فکر اور خاص طور پر شیعہ مکتبہ فکر کا راستہ ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دو چیزیں آپس میں ایسی جڑی ہوتی ہیں کہ شیعہ کے نزدیک ان دو کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح اگر نہج البلاغہ کی طرف نظر کی جائے تو آپ اسی طرز فکر کو موجود پائیں گے کبھی ان دو میں سے ایک اور کبھی دونوں کسی ایک خطبہ میں یا حضرتؑ کے کسی خط میں موجود ہوں گے یہ دو چیزیں کبھی جدا نہیں ہوئیں بلکہ آپس میں لازم وملزوم ہیں۔

کیونکہ اس کتاب کی بنیاد نہج البلاغہ کے موضوعی طرز پر ہے اس لیے ضروری نہیں ہے کہ جن موضوعات کے متعلق اس نہج البلاغہ کے مجموعہ میں بحث ہو چکی ہے دوبارہ بحث کریں اور آپ حضرات اس کتاب کی مختلف فہرستوں کی طرف رجوع کرنے سے نہج البلاغہ کے موضوعات اور بحثوں کو پالیں گے۔

اسلامی ثقافت کے نصوص کو موضوع قرار دینے کی ضرورت اور ان کی تحریف

خطا کار اور خیانت کار ہاتھ ہر جگہ پر انسانی حقیقوں کو تبدیل کرنے کے درپے ہیں دین اسلام اور ثقافت اسلامی ہی اس ظلم وزیادتی سے محفوظ نہیں رہا بہت سے ایسے عوامل اور چیزوں کا نام لیا جا سکتا ہے جن کا اسلامی ثقافت کی حقیقتوں کے تبدیل کرنے میں عمل دخل ہے۔

بنوامیہ کی حکومت اور ان کے نام نہاد علماء ان بڑی طاقتوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی مطالب اور مسائل کی تحریف میں کمر باندھ رکھی تھی۔ جبر واختیار اور قضاء وقدر اس زمانے کی یادگار میں سے ہیں کہ جو اپنی اصلی صورت گم کر بیٹھے ہیں اور قوموں کو ان مسائل کے اوپر تباہ و برباد کر دیا ہے بنوامیہ کے بعد بنی عباس کی حکومت نے اسلامی ممالک میں دوسری حقیقتوں کو تبدیل کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا یعنی توحیدی اور کلامی مسائل کو تبدیل کر دیا انہوں نے کبھی معتزلہ عقیدہ کو اختیار کیا اور کبھی اشعری بن بیٹھے۔

خلاصہ یہ کہ جس طرف اس وقت کی سیاست چل رہی تھی ویسے ہی چل پڑے اور اس کے بعد قرون وسطیٰ میں یورپ

صلح الحسن جو کہ تالیف ہے علامہ آل یاسین کی اس کا ترجمہ آقائے خامنہ ای نے صلح امام حسنؑ کے نام سے فرمایا ہے۔

الشیعہ والحاکمون جو کہ تالیف ہے محمد جواد مغنیہ کی اس کا ترجمہ مصطفیٰ زمانی نے "شیعہ وزمامداران خودسر" کے نام سے فرمایا ہے اور اسی قبیل سے بیسیوں کتابیں اور ہیں

حماسہ غدیر محمد رضا حکیمی، حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ از امام ۔۔۔۔

اور دنیائے مغرب میں قسیسین اور عیسائیوں کے گرجا گھروں کے پادریوں کو بھی ان تحریف کرنے والوں میں شامل کیا جا سکتا ہے اور چند صدیوں قبل سے لے کر اب تک کچھ مستشرقین اور نام نہاد اسلام سے آگاہی رکھنے والوں نے بھی اپنے کاموں سے اسلام کے حقائق کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

کبھی بے دینی اور لا مذہبی کی بات ہوتی ہے اور اس کے مختلف عوامل پر گفتگو ہوتی ہے اور شور ڈالا جاتا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بہت بڑے حادثے کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس حادثہ سے غفلت نہیں کرنی چاہیے اور وہ افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ آج کے دین دار اور حق کی حمایت کرنے والے درحقیقت باطل اور تحریفات کے جال میں پھنسے ہوتے ہیں دنیائے اسلام میں قرآن کی افسوسناک تاریخ کی طرف نگاہ کریں قرآن کو آپ کہاں پائیں گے؟ آیا قانون سازی کے مراحل میں یا فقط قبرستانوں میں؟ بہت بڑے مکتب شیعہ اور اس کے رہبروں یا اس مذہب کے خاص خاص مذہبی مقامات کو آپ کس حال میں پاتے ہیں؟ کیا علیؑ کے ساتھ دوستی اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے ساتھ تماشا اور کھیل کود کریں کیا واقعہ غدیر اسی چیز کا تقاضا کرتا ہے؟ کیا روز عاشور کے انقلاب کا یہی راز تھا کہ چند دن ماتم کر لیا جائے اور کچھ امور انجام دے دیئے جائیں اور اس کے بعد جیسے پہلے تھے ویسے کے ویسے رہیں؟ کیا یہی نتیجہ ہے انقلاب حسینی اور علوی کا؟ کیا زیارت ایسی ہی ہونی چاہیئے جیسی ہم کرتے ہیں؟ کیا عبادات اسی طرح ہونی چاہئیں جس شکل میں ہم بجالاتے ہیں؟ کس وقت تک سوئے رہیں گے کس وقت تک خرگوش صفت بنے بیٹھے رہیں گے؟ اس وقت تک کہ مغرب زدہ ہو جائیں اور خیال یہ بھی ہو کہ ہم علیؑ اور حسینؑ کی طرح زندگی گزار رہے ہیں؟ یہ تمام بدبختیاں ہمارے گریبانوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم یزیدیوں کے پیرو کار بھی ہوں اور حسینؑ کے بھی؟ لیکن اگر حقیقت حال کو دیکھا جائے تو ہماری نوجوان نسل کی کوشش سوائے اس کے اور کچھ بھی نہیں ہے، اس بارے میں اتنی گفتگو کی جا سکتی ہے کہ جو لکھنے میں نہیں آسکتی ہم اس جگہ تحریف کے حقائق میں سے چند کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

جو چیزیں اب تک تحریف سے محفوظ نہیں ہیں ان کو ہم ذکر کر سکتے ہیں۔

ایمان، مومن، جہاد و اجتہاد، نص آزادی و حریت، احسان و بخشش، حکمت، حلم، خشوع، تواضع، خوف و رجاء، اخلاق، خیر و شر، عدل و ظلم، دعاء، آخرت، دین، ذکر، صلۂ رحم، رزق و روزی، رضا، زہد و زاہد، سعادت، شقاوت، سلطان، سیاست و دین، شفاعت، شکر، شیعہ، شیعہ ہونا، صبر، صدقہ، صلح، سکوت، تولّی و تبرّی، راہ خدا میں دوستی اور راہ خدا میں دشمنی، فقر، غنی، قضا و قدر، جبر، اختیار، قناعت، تقوی و تقوی صفتی، نعمت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، روزہ، انفاق در راہ خدا، نیت، واجبات و مستحبات، وطن، تقیہ، اسلامی فرقوں کے درمیان ہم آہنگی، توکل، ولایت، امامت، تہذیب نفس، یتیم، یقین، دعا، انتظار فرج،

توبہ ،استغفار،ذکر،زیارت،عزاداری اور مصیبت ،شعر ومدح سرائی ،پند وموعظہ ۔۔۔۔

مذکورہ بالا چیزیں اور اس طرح کی اور چیزیں ذکر کی جاسکتی ہیں جو تحریف کی زد میں رہی ہیں اور اسی حد تک ان کی تحریف کی گئی ہے کہ ان کی حقیقت ان کی ضد محسوس ہوتی ہے۔

اکثر ان لغت اور الفاظ کو ہم نہج البلاغہ میں تلاش کر سکتے ہیں اور ان کے اصلی اور حقیقی معانی کو زبان مبارک امیر المومنینؑ سے سن سکتے ہیں اور کان کو عمل کے لیے کھلا رکھ سکتے ہیں۔

اس بارے میں روشن فکر اور روشن ضمیر علماء اسلامی اور درد مند مفکرین کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

علمی مراکز ،روحانی حضرات ،مجتہدین اسلامی اور فکری رہبر سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں اور ان سب کا فریضہ بنتا ہے کہ باقی دوسرے صاحبان علم گروہوں کے ساتھ مل کر علمی مراکز کو تشکیل دیں اور اسلامی ثقافت اور اس کی خصوصیات کے لکھنے کی طرف ہاتھ بڑھائیں اور اسلامی خصوصیات کو ان کے صحیح معانی کے ساتھ زمانے اور حال کے مطابق پیش کریں اور ان مخصوص اسلامی اصطلاحات اور دوسرے اسلامی معارف سے ظلم وجہل کے غبار کو دور کریں تا کہ حقیقی ذمہ داری کو تمام گروہوں کے لیے معین کیا جاسکے اور اسلام کے تکامل کے لیے بڑھ چڑھ کر قدم اٹھایا جاسکے اور توحید اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر ایک معاشرہ کی تشکیل کی جاسکے۔

مؤلف نهج البلاغة

سیّد رضیؒ ان عظیم شیعہ علماء میں سے ہیں جنہوں نے چوتھی صدی ہجری میں زندگی گزاری ،وہ ۳۵۹ ہجری ۲۰ جمادی الاولیٰ کی رات کو پیدا ہوئے اور چار سو چھ ہجری قمری میں بروز اتوار چھ محرم الحرام کو وفات پائی۔

ان کا نسب چند پشتوں کے وسیلہ سے ساتویں امام حضرت موسیٰ کاظمؑ تک پہنچتا ہے اسی طرح ان کی والدہ گرامی کا نسب چند واسطوں کے ساتھ علیؑ ابن ابی طالب تک پہنچتا ہے۔

ان کے دفن ہونے کا مقام ابتدا میں بغداد کے محلّہ کوفہ میں خود ان کا گھر ہے بعد میں کربلا معلی میں سید الشہداؑ کے جوار میں منتقل کر دیا گیا آپ کے علمی درجات ،زہد وتقوی ،امانت علمی اور دوسرے مسائل کے بارے میں تمام مسلمان مورخین اعم از شیعہ وسنی سب نے بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

اس عظیم ہستی کے حالات زندگی آپ ان کتابوں میں معلوم کر سکتے ہیں۔

فہرست نجاشی ص ۳۸۳ ،یتیمۃ الدہر ثعالبی جلد سوم صفحہ ۱۱۶ ،تاریخ بغداد تالیف خطیب بغدادی جلد ۳ ص ۲۴۶ اور جلد ۱۱ ص ۴۰۶۔

کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۹، معالم العلماء ص ۱۳۸، دمیۃ القصر ص ۳۷، تاریخ ابن خلکان جلد ۲ ص ۱۰۶، منتظم ابن جوزی جلد ۷ ص ۲۷۹، خلاصہ علامہ ص ۸۸، صحاح الاخبار ص ۶۱، تاریخ ابن کثیر جلد ۱۲ ص ۳، شذرات الذھب جلد ۳ ص ۱۸۲، مجالس المومنین ص ۲۱۰، لسان المیز ان جلد ۴ ص ۲۲۳، تاسیس الشیعۃ ص ۱۰۷، اعلام زرکلی جلد ۳ ص ۲۲۳، دائرہ المعارف فرید وجدی جلد ۴ ص ۲۵۱، الغدیر جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ تا ۲۲۱، انباۃ الرواۃ جلد ۳ ص ۱۱۴، البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۳ ص ۳، اعیان الشیعہ تالیف آیۃ اللہ امین وطبقات اعلام الشیعۃ -----

اس کے علاوہ اور ایسی بہت ساری تاریخی اور رجالی کتابوں میں حالات زندگی موجود ہیں اور چند مستقل کتابیں بھی پائی جاتی ہیں جو فقط سید رضیؒ کے حالات زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

عبقریۃ الشریف الرضی تالیف زکی مبارک دس جلدوں میں چاپ قاہرہ ۱۹۵۲

کاخ دلاویز فارسی میں، سید اکبر برقعی قی طبع تہران

الشریف الرضی، تالیف ڈاکٹر محفوظ جو بیروت میں چھپی، اس کے علاوہ چند اور کتابیں

آپ کی چند کتابیں

۱۔ خصائص الآئمہ

۲۔ مجازات آثار النبویۃ

۳۔ حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل

ان کے علاوہ چند دوسری علمی اور ادبی کتابیں جن کی تعداد ۱۹ تک ہے آپ نے تالیف اور تصنیف کی ہیں اور ایک نہج البلاغہ ہے جو سب سے بڑی ہے

احادیث کی کتابوں کے لکھنے کا طریق کار

مختلف اہداف ومقاصد اور سلیقہ وذوق کے اختلاف نے ہائمہ میں ہاتھ ڈال کر حدیث کی کتابوں یا علمی کتابوں کو کئی رخ سے منظم کیا ہے اور ترتیب دیا ہے چند کو ہم مثال کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

احادیث کی بعض کتابوں میں معصومینؑ کے زمانے اور دور حیات کے مطابق روایات کو نقل کرنے میں درجہ بندی کا طریقہ اپنایا گیا ہے جیسے کہ تحف العقول جیسی عظیم کتاب جو حسن بن شعبۃ الحرانی کی تالیف ہے جو چوتھی صدی کے علماء میں سے تھے اس کتاب کو ہم اس طرح پاتے ہیں کہ اس کتاب کا پہلا باب حضرت محمدؐ سے جو روایات نقل ہوئی ہیں ان کے ساتھ خاص ہے اس کے بعد دوسری فصل ان روایات اور خطبوں میں ہے جو حضرت امیر المومنینؑ سے نقل ہوتی ہیں اس کے بعد امام حسنؑ،

اس کے بعد امام حسینؑ اسی طرح گیارہویں امام حسن عسکریؑ تک اور ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی مناجات کا اضافہ بھی ہے اس طریقہ کے علاوہ ایک اور طریقہ جو روایات کے درج کرنے میں اختیار کیا گیا ہے وہ عدد کے حساب سے ہے یعنی مئولف بزرگوار نے روایات کو مسائل کی تعداد کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے جیسے کہ خصال شیخ صدوقؒ ہے کہ 'بساب الواحد' سے یعنی پہلے باب میں ایسی روایات کا ذکر فرماتے ہیں جن میں ایک مسئلہ کا ذکر جدا ہے اس کے بعد اسی طرح ترتیب کے ساتھ آگے چلتے ہیں حتی کہ ایک ہزار باب تک جاتے ہیں۔

یا پھر روایات کی ترتیب موضوع اور عنوان کے لحاظ سے دی گئی ہے جیسے کہ اصول کافی اور فروع کافی کہ علم اور عقل کے باب سے شروع ہوتی ہیں اور پھر دوسرے موردکو ذکر کرتے ہیں اور مسائل فقہیہ پر کتاب کی روایات کا خاتمہ کرتے ہیں اسی طرح بحارالانوار کہ موضوع کے لحاظ سے ترتیب روایات موجود ہے اور کبھی خط اور خطوط کو جمع کرنے کی خواہش تالیف کتاب کا موجب بنی ہے جیسے کہ رسولؐ خدا کے خطوط یا معادن الحکمۃ فی مکاتیب الآئمۃ یعنی حکمت کے معادن آئمہ کے خطوط میں جو علم الہدیٰ فرزند مرحوم فیض کاشانیؒ کی تالیف ہے جو دو جلدوں میں چھپی ہے اور اس کتاب میں امیر المومنینؑ سے لے کر ولی عصرؑ کے خطوط کو جمع کیا گیا ہے۔

نہج البلاغہ کی ترتیب کا طریق کار اور انداز

سب سے پہلا مقصد سید رضیؒ کا امیر المومنینؑ کے کلمات کی فصاحت و بلاغت تھی لیکن انہوں نے صرف اس مسئلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اصل مقصد کو بھی علیؑ کی زبان سے نقل کیا ہے کہ جو ترقی کے شخصی اور اجتماعی راستوں کی نشان دہی کرنا ہے اور آپ اس مقدمہ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

کتاب کے موضوعات کی ترتیب تین فصلوں میں ہے

۱۔ خطبے اور کلام جن کی تعداد ۲۴۱ ہے۔

۲۔ فصل دوم خطوط اور وصیتیں ۷۹ خطوط۔

۳۔ تیسری فصل کلمات قصار اور کلمات حکمت جن کی تعداد ۴۸۰ ہے۔

سید رضیؒ نے کچھ خطبوں، خطوط اور کلمات قصار کی عبارتوں کے معانی اور تفسیر کی ہے۔

نہج البلاغہ کی تاریخ کی مختصر سی سیر

اس تاریخ کی بنیاد پر جو سید رضیؒ نے نہج البلاغہ کے آخر میں لکھی ہے ۴۰۰ ہجری میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے اس طرح اس کتاب کو ایک ہزار سال کے قریب عرصہ گزر چکا ہے اور اس ہزار سال میں سینکڑوں شرحیں اور ترجمے اور دوسرے علمی وفنی کام اس کتاب کے متعلق انجام پا چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں نہج البلاغہ کی باقی احادیث کی کتابوں کے درمیان خصوصیات کی نشاندہی کرتی ہیں بلکہ یہ کہنا برحق ہوگا کہ قرآن کے بعد نہج البلاغہ ایک ایسی کتاب ہے جو علماء کے نزدیک سب سے زیادہ علمی توجہ کا مرکز رہی ہے اب

تک ۲۵۰ کتابیں اور ترجے اس کتاب مبارک کے متعلق ہو چکے ہیں اور اس دور میں بھی نہج البلاغہ کے متعلق بہت زیادہ توجہ کی جا رہی ہے امید ہے کہ نہج البلاغہ اور اس کے موضوعات کے بارے میں معرفت کی خاطر زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے۔

نهج البلاغه کی اسناد اور مدارک کے متعلق تھوڑی سی گفتگو

اب ان کتابوں کا ذکر کیا جائے گا جو نہج البلاغہ کے سند اور مدرک کو ذکر کرتے ہیں۔

کیونکہ زندہ دل لوگوں نے اس بارے بڑا کام کیا ہے اس لیے فقط اس کتاب کا نام ذکر کیا جائے گا۔

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جو تھوڑا سا متن کے مدرک کو ذکر کرتی ہے۔

۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن میثم یہ کتاب بھی کبھی کبھی کچھ متون کے مدرک کا ذکر کرتی ہے۔

۳۔ نہج البلاغہ کے دوسرے شارحین

کچھ ایسی تالیفات جو اس مستقل طور پر اس بارے میں ھیں.

۱۔ مدارک نہج البلاغہ ورفع الشبہات عنہ یعنی نہج البلاغہ کے مدارک اور ان چیزوں کا جواب جو نہج البلاغہ کے بارے میں شبہات پائے جاتے ہیں تالیف کاشف الغطا ایک عراقی عالم جو اک ضمیمہ مستدرک نہج البلاغہ کے طور پر عراق اور بیروت میں چھپ چکی ہے اس کتاب میں ۸۰ خطبوں، ۲۷ خطوط اور کچھ کلمات قصار کی اسناد اور مدارک آپ کو ملیں گی۔

۲۔ اسناد نہج البلاغہ تالیف استاد امتیاز علی خان عرشی رامپوری ہندوستانی جو انگریزی میں لکھی گئی ہے اور عربی میں ترجمہ ہوا ہے اس کتاب میں ۱۵۰ اسناد اور مدارک خطبوں کے اور ۲۷ خطوط کے اور ۷۹ کلمات قصار کے نقل ہوئے ہیں۔

۳۔ نہج البلاغہ کی مدارک اور الفاظ کے متعلق مختصر بحث یہ کتاب رضا استادی کی فارسی میں تالیف ہے اس کتاب میں ۷۰ خطبوں ۴۰ خطوط اور ۱۲۰ کلمات قصار کی سند کا ذکر ہے۔

۴۔ مصادر نہج البلاغہ شیخ عبداللہ نعمہ کی جو لبنانی عالم ہیں اس کتاب میں خطبوں، خطوط اور کلمات قصار کی سند اور مدرک کا ذکر ہے۔

۵۔ مصادر نہج البلاغہ فی مدارک نہج البلاغہ تالیف سید ہبۃ الدین شہرستانی

۶۔ نہج البلاغہ تالیف سید ہبۃ الدین شہرستانی جس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ نہج البلاغہ اور خطبہ شقشقیہ کے دفاع اور مدارک کے بیان میں ہے۔

۷۔ مصادر نہج البلاغہ واسانیدہ تالیف عبدالزہراء الحسینی نہج البلاغہ کی تاریخ کے متعلق یہ ایک بڑی عظیم کتاب ہے۔

حق سے ناآشنا افراد ہمیشہ اس بارے میں سروصدا کرتے رہے ہیں کہ نہج البلاغہ کے خطبے اور حدیثوں کے متن علی امیر المومنین کی طرف سے نہیں ہیں لیکن شیعہ علماء اور اہل سنت کے علماء نے نہج البلاغہ کے مدارک کو تلاش کرنا شروع کیا اور ابن ابی الحدید جیسے لوگوں

نے بعض مدارک کو پیش کیا اور اسی طرح امتیاز علی خان عرشی ہندی نے ایک مستقل کتاب اس عنوان پر لکھ ڈالی جس کے متعلق ذکر گذر چکا ہے۔

اور آخر کار یہ آشنائی اور معرفت ایک عظیم شیعہ عالم کو نصیب ہوئی کہ جنھوں نے کمر ہمت باندھی اور تقریباً پندرہ سال کی انتھک کوشش کے بعد نہج البلاغہ کے مدارک و مصادر کے بارے میں ایک عظیم کتاب لکھی اور حقیقت میں یہ ایک بے نظیر مشکل کام تھا اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی قدر نہیں کی گئی یہ ایک ایسا کام تھا جو نہج البلاغہ کی معرفت کے متعلق ضروری محسوس ہوتا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ ایک شیعہ عالم نے اس کام کو مکمل کیا اگر ہم اسی طرح مستی میں رہتے تو یا تو اس کام کو ہمارے سنی بھائی کر جاتے یا آخر کار غیر مسلم خدا سے بے خبر لوگ کر جاتے۔

خلاصہ جلد اول اور دوم اس کتاب کی ان چیزوں کے متعلق ہے۔

نہج البلاغہ کی تاریخ کی سیر، حضرت امیرؑ کے خطبے اور کلام، اس کے بعد مختصر ساذکر نہج البلاغہ کی شرحوں، ترجموں اور دوسرے علمی کاموں کا ہے جو نہج البلاغہ کے متعلق انجام پاتے ہیں اس کے بعد پہلے خطبہ کو پیش کیا ہے پھر اس خطبہ کے مدارک کو ذکر کیا ہے جو سید رضیؒ سے پہلے تھا اور اگر کوئی اہم کتاب جو سید رضیؒ کے زمانے میں یا بعد میں تھی اسے ذکر کیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ نہج البلاغہ کے علاوہ کوئی دوسرا مدرک بھی تھا کیونکہ نہج البلاغہ کے متن کا اختلاف بھی ہمارے سامنے ہے اس کے بعد خطبوں کی سندوں کو ذکر کرتے ہیں۔

اس کتاب کی تیسری جلد تمام خطوط کی اسناد اور مدارک کے ساتھ مختص ہے۔

اس کتاب کی چوتھی جلد کلمات قصار کے مدارک اور اسناد کے متعلق ہے اور دوسرے مدارک اور کتابوں کے ذکر میں ہے جو اس کام میں معاون ثابت ہوئی ہیں۔

نهج البلاغه کے لغوی اور موضوعی راهنما

اس بارے میں ہم دو کتابوں کا نام لیتے ہیں۔

ا۔ الکاشف عن الفاظ نہج البلاغہ فی شروحہ جو اختصاراً کاشف کے نام سے مشہور ہے محترم عالم سید جواد مصطفوی کی تالیف ہے اس کتاب میں نہج البلاغہ کے کلمات کو تلاش کرنے میں راہنمائی پائی جاتی ہے۔

مثلاً تقوی کے موضوع کو معلوم کرنے کے لیے اس کے مادہ جو ''وق'' سے ہے کی طرف رجوع کیا جائے گا اور تمام نہج البلاغہ میں اس سے نکلنے والے دوسرے صیغے معلوم ہونگے اور کچھ ترجمہ اور شرح بھی کی گئی ہے یا خیر وعدل کی طرح کلمات اور ان کے علاوہ سینکڑوں دوسرے کلمات کے بارے معلومات۔

حقیقت میں یہ کام نہج البلاغہ کے متعلق ایک اہم کام ہے اور مئولف نے اس کام میں حد سے زیادہ محنت فرمائی ہے اور پھر کہیں جا کر اسی کتاب کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا ہے یہ کتاب ایران میں دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔

۲۔ نہج البلاغہ تحقیق ڈاکٹر صبحی صالحی ہے جو کہ بیروت میں چھپی ہے۔

انہوں نے پہلے اس کتاب میں ۵۰۳۱ کلمات کا معنی کیا ہے، اس کے بعد ۱۲۰ اور فہرستوں کو ترتیب دیا ہے اور ساتھ ملایا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ فہرست الفاظ غریبہ اور ان کے معانی

۲۔ فہرست موضوعات نہج البلاغہ الفبائی طریقہ کے مطابق

۳۔ خطبوں کی فہرست اور ان کے مطالب کی ترتیب جیسے اجتماعی، انتقادی، سیاسی، زہد یا دنیا یا۔۔۔۔

۴۔ خطوط کے مطالب کی ترتیب کی فہرست خطبوں کی ترتیب کے مطابق

۵۔ نہج البلاغہ میں ذکر شدہ آیات قرآن کی فہرست

۶۔ نہج البلاغہ میں ذکر شدہ احادیث نبوی کی فہرست

فہرست عقائد دینی

۸۔ فہرست احکام شرعی

۹۔ فہرست ان احکام کی جو فلسفہ اور کلام کے ساتھ مشابہ ہیں

۱۰۔ فہرست تعالیم اجتماعی

۱۱۔ دعاؤں کی فہرست

۱۲۔ فہرست ابیات شعر

۱۳۔ فہرست اعلام وقبائل

۱۴۔ فہرست حیوانات

۱۵۔ بوٹیوں کی فہرست

۱۶۔ ستاروں کی فہرست

۱۷ فہرست معادن و جواہر

۱۸۔ فہرست مقامات اور ممالک

۱۹۔ تاریخی اوقات کی فہرست

۲۰۔ فہرست تفصیلی مطالب کتاب

بہر حال یہ تمام کام باجود اس کے کہ بڑی محنت سے ہوا ہے لیکن پھر بھی نا مکمل ہے اور بطور کامل نہیں ہوا مثال کے طور پر اگر نماز کے باب میں لفظ ''صلوۃ'' دس مرتبہ آیا ہے تو انہوں نے ایک دفعہ ذکر کیا ہے اس کے علاوہ دوسرے موارد میں بھی اسی طرح ہے لیکن پھر بھی ان کی زحمات قابل توجہ اور قابل قدر ہیں یہ دو کتابیں جن کا ذکر ہو چکا ہے اپنے مقام پر نہج البلاغہ کی تحقیق میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اور دونوں کی دونوں نہج البلاغہ کی آشنائی میں ایک عظیم قدم ہے۔

نہج البلاغہ کی موضوعی ترتیب

بہر حال یہ کام حد تکامل تک پہنچنا چاہیے ہم نے اپنے لحاظ سے اور اپنی علمی وفنی کمی کے باوجود اپنے اندر محسوس کیا کہ معاشرہ کو نہج البلاغہ کے موضوعات کی ترتیب کی ضرورت ہے اور غور وخوض کے بعد ہم نے علمی تحقیقات میں اس کام کو موجود نہ پایا اس لیے ہم نے اس کتاب کو مرتب کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے اور اس کام کی تکمیل کا ہم نے خدائے تعالیٰ سے سوال کیا یہاں تک کہ یہ کتاب اس شکل میں سامنے آئی اس کام میں ہم مختلف اہداف ومقاصد کا ذکر کر سکتے ہیں۔

۱۔ نہج البلاغہ میں ذکر شدہ مختلف موضوعات کی معرفت

۲۔ اسلامی مطالب وموضوعات کے صحیح معنوں کی معرفت

۳۔ اسلام کے زندہ پروگراموں کی تعریف اور دوسرے مسائل کہ جن کے متعلق پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ترتیب کا طریقہ کار

مختلف طریقوں سے کتاب کو موضوعی طریقہ پر لکھا جا سکتا ہے مثال کے طور پر ادبی اور فصاحتی یا فقہی اور شرعی لحاظ سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقہ پر کتب یا علوم کو موضوعی شکل دینا۔

علوم یا کتب کو موضوعی شکل دینے کا طریقہ بڑا پرانا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس بحث کو ہم علوم اسلامی کے متعلق خاص طور پر احادیث کے متعلق بہت کم عنوان کریں۔

بزرگ علماء نے فرصت سے فائدہ اٹھانے کے لیے یا مطالب واحادیث کو آسان کرنے کے لیے علوم کو موضوعی کرنے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے مثلاً کتب اربعہ جو تمام کی تمام احادیث ہیں لیکن ان کا طریقہ ان احادیث کو موضوعی کرنا ہے جو رسولؐ خدا اور آئمہ اطہارؑ سے نقل ہوئی ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کتاب ''مجموعہ ورّام'' تالیف ابوالحسین ورّام بن ابی فراس المالکی اشتری کو دیکھیں تو اس میں آپ احادیث کے ایک مجموعہ کو پائیں گے لیکن نہ وہاں ابواب کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ موضوعات کا۔

لیکن اصول کافی اور فروع کافی اپنی ایک خاص موضوعی ترتیب پر ہیں جو باب موضوع عقل وعلم، جہل وعلم، اس کے بعد توحید پھر امامت، اس کے بعد ایمان وکفر اور مختلف موضوعات کے مطابق ہے یہاں تک کہ فروع تک پہنچ جاتے ہیں کہ جو فقہی کتابوں کے

مطابق مرتب کئے گئے ہیں۔

دوسری کتب اربعہ بھی اسی طرح ہیں۔

اور کبھی ایک علم کو موضوعی کرنا مقصود ہوتا ہے یا یہ کہ وہ احادیث مؤلف اور مفکر کے مورد نظر ہوتی ہیں جو اس علم کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جیسے کہ عظیم کتاب وسائل الشیعہ تالیف شیخ حر عاملی یہ کتاب اب ۲۰ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

شیخ حر عاملی کا طریق کار یہ ہے کہ احادیث رسولؐ خدا اور آئمہ کو فقط مختلف فقہی ابوب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور کبھی مطالب اخلاقی کو بھی لاتے ہیں انہوں نے کتاب طہارت سے شروع کیا ہے اور کتاب قصاص و دیات پر ختم کیا ہے اور ہر بات اور موضوع میں مختلف موضوعات کو عنوان بنایا ہے یا ہم نمونہ کے طور پر ایک اور عظیم کتاب یا کام کو پیش کر سکتے ہیں جیسے کہ صد در صد کتاب علمی اور فنی بحار الانوار مرحوم علامہ مجلسیؒ کی کہ اکثر طور پر رسولؐ خدا اور آئمہ اطہار سے جو احادیث مختلف موارد مثلاً عقائد و فقہ، رجال و تاریخ تفسیر و اخلاق، مواعظ میں نقل ہوئی ہیں ایک بڑے مجموعہ میں ان سب کو موضوعی کیا ہے اور ہم تمام موضوعات اسلامی کو اس مجموعہ میں پا سکتے ہیں یہاں تک کہ معارف اسلامی کا ایک وسیع مرکز ہے مثلاً جلد اول و دوم اس کتاب کی عقل و جہل کے موضوع پر ہے اس موضوع میں اور مختلف موضوعات کو دیکھا جا سکتا ہے کہ کبھی کبھی ایک موضوع سے بھی ۳۰ سے زیادہ موضوع عنوان کیے گئے ہیں حق یہ ہے کہ یہ ایک بڑا عظیم و سخت کام ہے یہ کتاب اب ۱۱۰ جلدوں میں چھپ چکی ہے اور مرحوم علامہ مجلسی نے اس کتاب کو ۲۶ بڑی جلدوں میں مرتب کیا تھا۔

خلاصہ کتابوں اور علوم کو موضوعی کرنا اکثر علماء کا طریقہ رہا ہے۔

اور یہ جو کہا گیا ہے یہ فقط روایات کو موضوعی کرنے کے بارے میں تھا جو ایک مشکل کام ہے۔

بہر حال کسی حدیث کی کتاب کے مطالب کو موضوعی کرنا ایک مشکل اور مشقت طلب کام ہے۔

بندہ حقیر کی نظر میں حدیث کی ایک کتاب کو مستقل صورت میں دو قسموں پر موضوعی کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ محدود و خام یعنی غیر پختہ

۲۔ نا محدود و متنوع یا اعمال سلیقہ

۱. محدود و خام

یہ وہ طریقہ ہے جس کو آپ اس میں ملاحظہ کر سکتے ہیں جس کو پڑھ رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مطالب کا نتیجہ نکالنا اور مطالب کو بصورت محدود موضوعی قرار دینا یعنی ہم لغت، تاریخ، موضوع فقہی، اجتماعی احکام، اعتقادات، ذکر مسائل اخلاقی، تفسیر شدہ آیات اور ان افراد کو یاد کرنا جن کی اس کتاب میں تعریف یا مذمت ہوئی ہے کے تابع ہیں۔

اس نتیجہ خیزی اور مطالب کی موضوعی طبقہ بندی میں کسی بھی شخصی طریقہ، تفسیر یا استدلال کی طرف ہم نے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ چیز جو خطبوں، خطوط اور احادیث کے متن میں درج ہے علیحدہ علیحدہ ان سب کا نتیجہ نکالا گیا ہے اور ایک مخصوص موضوع میں درج کر دیا

ہے۔

مثلاً تقویٰ کے متعلق زیادہ تر تقویٰ کے کلمہ اس سے نکلنے والے صیغے یعنی باقی کلمات جیسے کہ''وقی'' سے متقین، تقوی، تقی اوران کے علاوہ دوسرے کلمات کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

یا معاویہ کے متعلق وہ مقامات کہ جن کا واضح طور پر یا کنایۃ شارحین کی اتفاق رائے کے مطابق معاویہ کے لحاظ سے اشارہ ہوا ہے معاویہ کے باب میں آپ موجود پائیں گے اور وہ خطوط بھی موجود ہونگے جو علی امیر المومنینؑ نے معاویہ کو لکھے تھے۔

یا ایک تاریخی بحث جیسے کہ صفین اور جمل کی طرف بھی اسی طرح جیسے کہ معاویہ کے باب میں کہا گیا ہے اشارہ ہوا ہے اپنی طرف سے کوئی نیا طریقہ یا استدلال عمل میں نہیں لایا گیا ورہم نے اس قسم کے موضوعی قرار دینے کو زیادہ علمی اور زیاہ قابل استفادہ پایا ہے اوراس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

۲۔ نا محدود و متنوع یا اعمال ذوق

اس طرح کی موضوعی قسم پہلے طریقہ کو ہی اپنے اندر لیے ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک جدید طریقہ اور استدلال کو بھی مختلف قسم کے نئے نئے موضوعات کو اپنے اندر پائے ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر ہم اقتصاد اسلامی کے نام پر تمام علوم اسلامی میں کوئی موضوع نہیں پاتے یا کم از کم نہج البلاغہ میں لیکن اگر ہم چاہیں تو سو سے زیادہ مقامات پر نہج البلاغہ میں اوراس سے زیادہ تعداد میں باقی احادیث اسلامی میں ایسے کلمات جمع کر سکتے ہیں کہ جن کو اقتصاد اسلامی کا عنوان دیا جا سکتا ہے یا آج کل محافل ومجالس کو گرما دینے والی بحثیں مثال کے طور پر بحث رسالت و روشنفکر (ماڈرن) فقط ان الفاظ کے ساتھ یا خاص علمی الفاظ کے ساتھ جیسے کہ''**میکرب**''اوران کے علاوہ دوسرے الفاظ۔

یا مثال کے طور پر خود آگاہی کا علم جیسے کہ''میں'' یا شعور اور لاشعور اوران کے علاوہ اور بہت سی ایسی اصطلاحات کہ جن کو آپ نصوص اسلامی میں نہیں پاؤ گے لیکن اگر آپ چاہیں تو ان عنوانات کو بھی کامل طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ مفکر آدمی جتنا زیادہ مختلف علوم پر مسلط ہوگا یا کسی ایک علم میں مکمل طور پر ماہر ہوگا تو ساتھ ساتھ اسلامی نصوص اور متنوں کی مہارت کے کئی طرح کے نئے نئے موضوع نکال سکتا ہے البتہ اس چیز کو نظر میں رکھنا ضروری ہے کہ اس قسم کا طریقہ موضوعی شرح، تفسیر، اور تحلیل وتجزیہ کی طرف احتیاج رکھتا ہے وگرنہ ان کے بغیر سارا کام ناقص اور غیر علمی ہو جائے گا۔

نہج البلاغہ کو موضوعی کرنا اور موضوعات کو حاصل کرنے کا طریقہ

اس کتاب میں پہلے سات فصلیں ہیں اور ہر فصل میں اس کے ساتھ مربوط موضوعات کو رکھا گیا ہے۔

اور وہ سات فصلیں یہ ہیں

۱۔ الھیات الکائنات۔ معرفت خدا

۲۔النبوۃ۔نبوت وانبیاء

۳۔العقائد والاحکام۔عقائد واحکام

۴۔الامامۃ والخلافۃ۔امامت وخلافت

۵۔التاریخ۔تاریخ

۶۔الاجتماع والسیاسۃ والاقتصاد۔معاشرہ،سیاست اور اقتصاد

۷۔الاخلاق۔اخلاق

اس کتاب کے محترم قاری کو چاہیے کہ کسی بھی مطلب کو جو نہج البلاغہ سے لینا چاہتا ہے اس بات کا خیال رکھے کہ جس موضوع کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے کونسی قسم میں ہیں تا کہ اس قسم کی طرف رجوع کیا جائے اور اپنے مطلب کو حل کیا جائے۔

مثال کے طور پر ہم چاہتے ہیں کہ عدالت خدا،صفین ، جہاد،صفات امام علی ابن ابی طالبؑ ،سقیفہ، بیت المال تقویٰ کے بارے میں تحقیق کریں اور دیکھنا چاہیں کہ ان موضوعات کے متعلق علی امیر المومنینؑ نے نہج البلاغہ میں کیا فرمایا ہے تو اس ترتیب کے ساتھ رجوع کرنا ہوگا۔

عدل الٰہی کو الٰہیات میں ،صفین کو تاریخ میں ، جہاد کو عقائد اور احکام کی فصل میں ،صفات امام کو امامت میں ،سقیفہ کو تاریخ میں ،بیت المال کو اجتماع و اقتصاد میں اور تقویٰ کو اخلاق میں۔البتہ آخر کتاب میں کئی طرح سے راہنمائی کی گئی ہے کہ آپ دوسرے طریقوں سے بھی اپنے پسندیدہ مطالب کو تلاش کر سکتے ہیں۔

آخر میں خداوند متعال سے ان تمام افراد کے لیے توفیقات کا خواہشمند ہوں جو اسلامی مطالب کو اپنی کلام وقلم اور عمل سے پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور امید ہے شیعہ ثقافت جو ایک عظیم اور گراں قدر ثقافت ہے جلد از جلد شیعوں کے لیے واضح اور روشن ہو تا کہ حیرت و پریشانی اور دوسروں کی غلامی کا دور ختم ہو۔

علی انصاریان

ایران،تہران

رمضان ۱۳۹۵ ہجری

ترجمہ: استاد محترم مولانا ناظم رضا عترتی

رموز

اس کتاب کا متن اور ترجمہ امامیہ پبلیکیشنز پاکستان کی شائع کردہ نہج البلاغہ مترجمہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ سے لیا گیا ہے۔
اس کے حروف رمزی کے اشارات مندرجہ ذیل ہیں۔

خ :- خطبہ

ک : - کلام جناب امیرؑ

ح :- کلمات قصار

دعا :- دعائے جناب امیرؑ

حدیثہ :- جن کی تشریح وتفسیر سید رضیؒ نے فرمائی ہے۔

ر :- وہ خطوط جو ''کتب ورسائل'' کے عنوان سے درج ہیں۔

وص :- وصایا کہ جو ''من وصیہ'' کے عنوان سے درج ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں دیئے گئے حوالہ جات کی توضیح یوں ہے۔
بطور مثال ہم اس حوالہ نمبر کو لیتے ہیں (ر 53/753,759,771,775)
اس میں ''ر'' سے مراد ''کتب ورسائل'' جناب امیرؑ ہے۔ خط کا نمبر 53 ہے اور صفحہ نمبر پیراگراف کی ترتیب کے ساتھ درج ہیں یعنی اس متن کو خط نمبر 53 میں سے چار مختلف جگہوں سے لیا گیا ہے درج شدہ پہلا پیراگراف صفحہ نمبر 753 ہے اور اس کے آخری پیراگراف کا صفحہ نمبر 775 ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس

ساتویں فصل

۷

اخلاق

1۔ عقل اور عقلاء
2۔ تفکر
3۔ دل
4۔ علم
5۔ علماء ربانی
6۔ علماء سوء کی مذمت
7۔ دنیا اور آخرت
8۔ دنیا کا مال و متاع
9۔ بخل
10۔ اسراف
11۔ فقر
12۔ گناہ اور معصیتیں
13۔ توبہ اور استغفار
14۔ تقویٰ
15۔ متقیوں کی صفات
16۔ زہد
17۔ صبر
18۔ زبان
19۔ خیر اور شر
20۔ دوست اور بھائی
21۔ حسد
22۔ تکبر و غرر
23۔ ادب
24۔ نفاق اور منافق
25۔ عجب اور خود پسندی
26۔ حلم اور حلیم
27۔ خودستائی کی مذمت
28۔ عشق
29۔ عورتیں
30۔ دُعا کیا ہے؟
31۔ امیر المومنین کی دُعائیں
32۔ مختلف حکمت آمیز کلمات

1

عقل و عقلاء

تمہاری عقلیں سبک اور دانائیاں خام ہیں ۔ (ک 14/140)

اے مردوں کی شکل و صورت والے نامردو! تمہاری عقلیں بچوں کی سی اور تمہاری سمجھ حجلہ نشین عورتوں کے مانند ہے ۔ (خ 27/168)

گویا تم موت کے گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تم پر طاری ہے، میری باتیں جیسے تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتیں تو تم ششدر رہ جاتے ہو معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے ۔ (خ 34/185)

س نے اپنی عقلوں کو اپنی صفتوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لئے ان کے آگے پردے بھی حائل نہیں کئے ۔ (خ 49/205)

دنیا عقلمندوں کے نزدیک ایک بڑھتا ہوا سایہ ہے جسے ابھی بڑھا ہوا اور پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹ کر اور سمٹ کر رہ گیا ۔ (خ 61/218)

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے ۔ (خ 78/237)

اور سمجھ لو کہ آرزوئیں عقلوں پر سہو کا اور یاد الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں امیدوں کو جھٹلاؤ اس لئے کہ یہ دھوکا ہیں اور امیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے ۔ (خ 84/257)

مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لیے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں ۔ (ک 90/290)

اے وہ لوگو! جن کے جسم تو حاضر ہیں اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا جدا ہیں ان پر حکومت کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں ۔ (خ 95/299)

کیا پہلے لوگوں کے واقعات میں تمہارے لیے کافی تنبیہ کا سامان نہیں اور تمہارے لیے عبرت اور بصیرت نہیں اگر تم سوچو سمجھو۔(خ97/305)

سمجھنے بوجھنے اور سوچ بچار کرنے والے کے لیے فہم و دانش۔(خ104/315)

جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے، تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کا نفس اس پر مرمٹا ہے یہ دنیا کا اور ان لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی وہ دنیا ہے بندہ وغلام بن گیا ہے۔(خ107/324)

تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔(خ119/350)

اے الگ الگ طبیعتوں اور پراگندہ دل و دماغ والو کہ جن کے جسم موجود اور عقلیں گم ہیں۔(ک130/376)

اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

اور ذات الٰہی کو جاننے کے لیے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حد بیان سے زیادہ دور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کر رہی ہوتی ہیں ان سب کو (ناموں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں کر سکتا ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کر لے۔

جب وہ تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں جس طرح مجسم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ (خ89/269,270,271,272)

کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں؟(خ142/394)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں اور اس کی عظمت و بلندی نے عقلوں کو روک دیا ہے جس سے وہ اس کی سرحد فرمانروائی تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں۔

وہ اللہ اقتدار کا مالک ہے اور (سراپا) حق اور (حق کا) ظاہر کرنے والا ہے وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ (اپنے مقام پر) ثابت و آشکار ہے کہ جنہیں آنکھیں دیکھتی ہیں عقلیں اس کی حد بندی کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتیں کہ وہ دوسروں سے

مشابہ ہو جائے۔(خ153/417)

اے اللہ کے بندو! ڈرو جس طرح اپنے نفس پر قابو پالینے والا اور اپنی خواہشوں کو دبانے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے کیونکہ (ہر) چیز واضح ہو چکی ہے نشانات قائم ہیں راستہ ہموار ہے اور راہ سیدھی ہے۔(خ159/436)

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو وہ جاندار ہو یا بے جان ساکن ہو یا متحرک عجیب وغریب آفرینش کا جامہ پہنا کر ایجاد کیا ہے اور اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں کہ جن کے سامنے عقلیں اس کی ہستی کا اعتراف اور اس کی (فرمانبرداری) کا اقرار کرتے ہوئے سر اطاعت خم کر چکی ہیں۔

(غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صفتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک رسائی پا سکتی ہیں یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جز نے واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو، تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا۔(خ163/446,450)

جو نہ دین میں فہم وبصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل وفہم سے کام لیتے تھے۔(خ164/453)

اور مقرب فرشتوں کے لاؤلشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی وطہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر وحیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔(خ180/488)

اور اس جاننے کے سلسلے میں ان کی عقلیں حیران وسرگردن اور قوتیں عاجز ودرماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں خستہ ونامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔

انہی اعضاء وجوارح اور حواس ومشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے۔(خ184/510)

کیونکہ آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لیے نصیحت دینے اور نادان کے لیے عبرت بننے کے لیے کافی ہے۔(خ188/520)

اور اگر اللہ چاہتا تو آدم کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی آنکھوں کو چوندھیا دے اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو سے کہ جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے۔

جنہیں شیطان نے گمراہی کی بار بردار سواری قرار دے رکھا ہے اور ایسا لشکر جس کو ساتھ لے کر لوگوں پر حملہ کرتا ہے

اور ایسے ترجمان کہ جن کی زبان سے وہ گویا ہوتا ہے تاکہ تمہاری عقلیں چھین لے تمہاری آنکھوں میں گھس جائے اور تمہارے کانوں میں پھونک دے اس طرح اس نے تمہیں اپنے تیروں کا ہدف اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنالیا ہے۔(خ190/527,531)

اس بات کو سمجھو اس لئے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

میں نے نگاہ دوڑائی تو دنیا بھر میں اک فرد کو بھی ایسا نہ پایا کہ وہ کسی چیز کی پاسداری کرتا ہو مگر یہ کہ اس کی نظروں میں اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں سے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بیوقوفوں کی عقلوں سے چپک جاتی ہے سوا تمہارے کہ تم ایک چیز کی جنبہ داری کرتے ہو مگر اس کی کوئی علت اور وجہ نہیں معلوم ہوتی ابلیس ہی کو لو کہ اس نے آدمؑ کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بناء پر چنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے۔(خ151/414,415)

اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اس کے عقاب و عتاب سے ڈر گئے اور اس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا بلاشبہ انسان بڑا ناانصاف اور بڑا جاہل ہے۔(ک197/573)

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے کہ دائرہ بیان میں آسکیں یا اہل دنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پوری اتر سکیں۔(ک217/611,617)

یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کیے وہ مخصوص یاد رکھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔

اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں۔(ک219/618,619)

(ہر بات) سچ سچ بیان کرنا چاہیے اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے۔(خ152/415)

علیؑ کو فنا ہونے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور

لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔(خ221/626)

پورا خوش شکل انسان عقل میں ناقص ہو جاتا ہے۔(خ231/639)

انہوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے، نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔(خ236/645)

اس وقت کہ جب حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہوگا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے گواہ شد براین عقل: جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔(ر3/654)

اے معاویہ! میری جان کی قسم اگر تم اپنی نفسانی خواہشوں سے دور ہو کر عقل سے دیکھو، تو سب لوگوں سے زیادہ مجھے عثمان کے خون سے بری پاؤ گے مگر یہ کہ تم بہتان باندھ کر کھلی ہوئی چیزوں پر پردہ ڈالنے لگو، والسلام۔(ر6/657)

اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا، چاہے وہ تمہاری عزت و آبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ ان کی قوتیں ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور و ضعیف ہوتی ہیں۔(وص14/669,715,720)

ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں۔

تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو۔

کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے۔

جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔(وص31/715)

اور تمہاری طغیانی کو روک دے گی اور تمہاری کھوئی ہوئی عقل کو پلٹا دے گی۔(ر53/755)

لہٰذا اپنی عقل کو ٹھکانے پر لاؤ اپنے حالات پر قابو حاصل کرو اور اپنا حظ و نصیب لینے کی کوشش کرو۔(ر63/790)

خدا کی قسم! تم جیسا میں جانتا ہوں ایسے ہو جس کے دل پر تہیں چڑھی ہوئی ہیں اور جس کی عقل بہت محدود ہے۔(ر64/792)

میں نے جو عہد کیا ہے اسے پورا کر کے رہوں گا اگرچہ تم اس نیک خیال سے کہ جو مجھ سے آخری ملاقات تک تمہارا تھا، اب پلٹ جاؤ وہ بدبخت ہے کہ جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے اس کے فوائد سے محروم رہے۔(ر78/807)

عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے۔(ح5/810)

سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے۔(ح38/821)

عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بیوقوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔(ح 40/822)

بیوقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔(ح 41/823)

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں۔(ح 54/826)

جب عقل بڑھتی ہے، تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔(ح 71/829)

جب کوئی حدیث سنو تو اسے عقل کے معیار پر پرکھلو، صرف نقل الفاظ پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور وفکر کرنے والے کم ہیں۔(ح 98/837)

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سود مند نہیں۔

اور تدبیر سے برھ کر کوئی عقل کی بات نہیں۔(ح 113/843)

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر زہر ہلاہل بھرا ہوتا ہے، فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھنچتا ہے اور ہوشمند ودانا اس سے بچ کر رہتا ہے۔(ح 119/844)

میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔(ح 142/853)

جو خود رائی سے کام لے گا، وہ تباہ و برباد ہوگا اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔(ح 161/862)

بہت سی غلام عقلیں امیروں کی ہوا وہوس کے بارے میں دبی ہوئی ہیں تجربہ وآزمائش کی نگہداشت حسن توفیق کا نتیجہ ہے۔(ح 211/873)

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔(ح 212/873)

اور شراب خوری کے ترک کو عقل کی حفاظت کے لیے۔(ح 252/883)

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ آنکھیں کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں مگر عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔(ح 281/902)

اکثر عقلوں کا ٹھوکر کھا کر گرنا طمع وحرص کی بجلیاں چمکنے پر ہوتا ہے۔(ح 219/875)

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔(ح 301/908)

اپنے فرزند محمد ابن حنیفہؓ سے فرمایا اے فرزند! میں تمہارے لیے فقر وتنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی

پناہ مانگو کیونکہ یہ دین کا نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے (ح 319/913)

عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ گھر سے دور ہو، مگر تین چیزوں کے لیے "معاش" کے بندوبست کے لیے یا امر آخرت کی طرف قدم اٹھانے کے لیے یا ایسی لذت اندوزی کے لیے کہ جو حرام نہ ہو۔ (ح 390/932)

اللہ نے کسی شخص کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ وہ کسی دن اس کے ذریعہ سے اسے تباہی سے بچائے گا۔ (ح 407/936)

اتنی عقل تمہارے لیے کافی ہے کہ جو گمراہی کی راہوں کو ہدایت کے راستوں سے الگ کر کے تمہیں دکھا دے۔ (ح 421/940)

حلم و تحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے لہٰذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بردباری سے چھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔ (ح 424/941)

کوئی شخص کسی دفعہ ہنسی مذاق نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اپنی عقل کا ایک حصہ اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔ (ح 450/947)

نہ میری عقل میں فتور آیا ہے۔ (دعا 213/602)

حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں تو اس کی عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔ (خ 158/429)

اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اکتاتے نہیں، نہ ان کی آنکھوں میں نیند آتی ہے نہ ان کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے، نہ ان کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے نہ ان پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے۔

اللہ سبحانہ نے ان کی اولاد سے انبیاء چنے وحی پر ان سے عہد و پیمان لیا تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا جب کہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا چنانچہ وہ اس کے حق سے بے خبر ہو گئے اوروں کو اس کا شریک بنا ڈالا شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اس کی عبادت سے الگ کر دیا اللہ نے ان میں اپنے رسول مبعوث کئے اور لگاتار انبیاء بھیجے تا کہ ان سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں اس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں پیغام ربانی پہنچا کر حجت تمام کریں عقل کے دفینوں کو ابھاریں اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں یہ سروں پر بلند بام آسمان ان کے نیچے بچھا ہوا فرش زمین، زندہ رکھنے والا سامان معیشت فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثات اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبر یا آسمانی کتاب یا دلیل قطعی یا طریق روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا۔ (خ 1/86)

تفکر

2

پھر اس میں روح پھونکی تو وہ ایسے انسان کی صورت میں کھڑی ہوگئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا فکری حرکات سے تصرف کرنے والا۔ (خ 1/87)

جس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہنچ سکے اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں اس میں اپنی رائے کو کار فرما نہ کرو۔ (خ 85/261)

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہاء معلوم کرنے کے لیے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑ بن سے آزاد ہو کر اس کے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو۔

تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں سکتا کہ ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کرلے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری سمائی ہے کہ تو محدود ہو کر ان کے فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔

وہ گوناگوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے۔

نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے کہ ان کے فکروں کو زنگ و تکدر سے آلودہ کر دیں۔ (خ 89/270,272,276)

خدا اس شخص پر رحم کرے جو سوچ بچار سے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے دنیا کی ساری موجود چیزیں معدوم ہو جائیں گی گویا کہ وہ موجود تھیں ہی نہیں اور آخرت میں پیش آنے والی چیزیں جلد ہی موجود ہو جائیں گی گویا کہ وہ ابھی سے موجود ہیں ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جایا کرتی ہے اور جس کی آمد کا انتظار ہو اسے آیا ہی جانو اور ہر آنے والے کو نزدیک اور پہنچا ہوا سمجھو۔ (خ 101/310)

پھر ان (کے اعضاء) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اس کی زبان بند ہو جاتی ہے درصورتیکہ اس کی عقل درست اور ہوش و حواس باقی ہوتے ہیں وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سنتا ہے اور ان چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اس نے اپنی عمر گنوا دی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے۔

(خ107/325)

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے اس لیے کہ آنکھوں والا وہ ہے جو سنے تو غور کرے اور نظر اٹھائے تو حقیقتوں کو دیکھ لے اور عبرتوں سے فائدہ اٹھائے۔

اور جو باتیں بنی امی کی زبان سے پہنچی ہیں ان میں اچھی طرح غور وفکر کرو کہ ان سے نہ کوئی چارہ ہے اور نہ کوئی گریز کی راہ۔ (خ151/412)

جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور وفکر (کی قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔ (خ158/429)

اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں کھو جائیگا۔ (خ163/451)

اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور وفکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔

اور نہ فکروں میں سماتی ہے دیکھو تو کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے۔

اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند و پست حصوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی ساخت میں غور وفکر کرو گے تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجب ہوگا اور اس کا وصف کرنے میں تمہیں تعب اٹھانا پڑے گا بلند و برتر ہے وہ کہ جس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا شریک نہیں ہوا اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے اگر تم سوچ بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل کی رہنمائی تمہیں بس اس نتیجہ پر پہنچائیگی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لئے ہوئے ہے اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق ہے اس کی مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی بھاری اور ہلکی طاقتور اور کمزور چیزیں یکساں ہیں۔ (خ183/501,502)

وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے بغیر فکر کی جولانی کے۔ (خ84/506)

اگر تم نے ان کی دونوں (اچھی بری) حالتوں پر غور کر لیا ہے تو پھر ہر اس چیز کی پابندی کرو کہ جس کی وجہ سے عزت

وبرتری نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا اور دشمن ان سے دور دور رہے اور عیش وسکون کے دامن ان پر پھیل گئے اور نعمتیں سرنگوں ہو کر ان کے ساتھ ہولیں عزت وسرفرازی نے اپنے بندھن ان سے جوڑ لئے (وہ کیا چیزیں تھیں؟) یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق ویک جہتی پر قائم رہے اسی پر ایک دوسرے کو ابھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش کرتے تھے اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت وتوانائی کو ضعف سے بدل دیا (اور وہ یہ تھا) کہ انہوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا، ایک دوسرے کی مدد سے پیٹھ پھرالی اور باہمی تعاون سے ہاتھ اٹھالیا۔ (خ190/539)

اور اپنے جلال عظمت کی وجہ سے وہم وگمان دوڑانے والوں کے فکر واوہام سے پوشیدہ ہے۔ (خ211/599)

ایسے بندے کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق ومعارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت وبصیرت کے) چراغ روشن کیے۔ (ک221/618)

اے فرزند! اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی یہاں تک کہ گویا میں بھی ان ہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔

کیونکہ جس طرح تم اپنے لیے نظر وفکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظر وفکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر انتہائی غور وفکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں۔

تو پھر ان مسائل پر غور وفکر کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں لیکن تمہارے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظر وفکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے۔ (وص717,708,707,31/706)

اور فکر صاف وشفاف آئینہ ہے۔ (ح4/810)

اور تفکر وپیش بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں۔ (ح113/843)

شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل ہوتا ہے۔ (ح333/916)

فکر ایک روشن آئینہ ہے عبرت اندوزی ایک خیر خواہ متنبہ کرنے والی چیز ہے۔ (ح365/923)

اللہ سے اس طرح ڈرو، جس طرح وہ مرد زیرک ودانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو۔ (خ81/247)

دل

3

عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بیوقوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔
سید رضیؒ کہتے ہیں کہ یہ جملہ عجیب و پاکیزہ معنی کا حامل ہے مقصد یہ ہے کہ عقلمند اس وقت زبان کو کھولتا ہے، جب دل میں سوچ بچار اور غور وفکر سے نتیجہ اخذ کر لیتا ہے لیکن بے وقوف بے سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے اس طرح گویا عقلمند کی زبان اس کے تابع ہے اور بیوقوف کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔(ح40/822)
یہی مطلب دوسرے لفظوں میں بھی حضرتؑ سے مروی ہے اور وہ یہ کہ بے وقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔
بہر حال ان دونوں جملوں کا مقصد ایک ہے۔(ح41/823)
اور مدہوشی وغفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع و برباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے ذلت اسے سہنا پڑتی ہے اور انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔
خدا کی قسم! ان لوگوں کا باطل پر ایکا کر لینا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا دل کو مردہ کر دیتا ہے، اللہ تمہیں مارے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے۔(خ27/166,167,168)
مگر دل اب بھی حظ وسعادت سے بے رغبت اور ہدایت سے بے پرواہ ہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد ومخاطب ہے اور گویا ان کے لئے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔(خ81/246)
مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لیے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔(ک90/290)
اور قرآن کا علم حاصل کرو کہ وہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔(خ108/329)
عقلمند دل کی آنکھوں سے اپنا مال کار دیکھتا ہے اور اپنی اونچ نیچ (اچھی بری راہوں) کو پہچانتا ہے دعوت دینے والے نے پکارا اور نگہداشت کرنے والے نے نگہداشت کی بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔
اور اہل آخرت میں سے بنے اس لیے کہ وہ ادھر ہی سے آیا ہے اور ادھر ہی اسے پلٹ کر جانا ہے، دل (کی آنکھوں)

سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اس لیے کہ جانے بوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو تو اب دیکھنے والے کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے۔ (خ 152/415)

اگر تم دیدۂ دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا۔ (خ 163/451)

اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں۔ (ک 166/457)

بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے۔

اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گزرتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کونسی بات مضر ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستحکم نہ ہو اور دل اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

اور اسی سے (آئینہ) قلب پر جلا ہوتی ہے باوجودیکہ یاد رکھنے والے گزر گئے اور بھول جانے والے یا بھلاوے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ (خ 174/475,477)

میں نے اس امر کو اندر باہر سے الٹ پلٹ کر دیکھا، تو مجھے جنگ کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئی۔ (خ 54/209)

میں نے اس امر کو اچھی طرح سے پرکھ لیا ہے اور اندر باہر سے دیکھ لیا ہے مجھے تو جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ (خ 43/199)

اور جو تمہاری دسترس میں بہترین زاد ہے اسے لے کر (اللہ کی طرف پلٹو)۔ (خ 202/580)

اعضاء و جوارح سے خدمت لینے والا اور ہاتھ پیروں کو چلانے والا ہے۔ (خ 1/87)

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں۔(خ 141/392)

اور نورانی آفتاب زمانہ کی ان گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے (پیدا) ہوتی ہیں۔(خ 161/439)

اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے بچنے کے لیے جلدی کرتے ہیں ان کے جسم گویا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کر رہے ہیں وہ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔(خ 227/636)

اس اللہ سے ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جس کے قبضہ قدرت میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے۔(خ 181/496)

اللہ انہیں غارت کرے انہیں کیا ہو گیا ہے وہ شخص جو زمانے کی اونچ نیچ دیکھ چکا ہے اور اس کے ہیر پھیر سے آگاہ ہے وہ کبھی کوئی تدبیر اپنے لئے دیکھتا ہے۔(خ 41/198)

آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان (عمل) کشادہ ہے، قبل اس کے فرصت رفتہ موقع نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے۔(خ 194/563)

اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں صدق نیت و رجوع قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا۔(خ 176/480)

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار ہوتا ہے اور ایک وہ کہ دلوں اور سینے (کی تہوں) میں ایک مقرر مدت تک عاریۃً ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی ایک میں تمہیں کوئی برائی ایسی نظر آئے کہ جس سے تمہیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آ جائے کہ اس موقعہ پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہو گی۔

اور جس تک حجت (الٰہیہ) کی خبر پہنچے کہ اس کے کان سن لیں اور دل محفوظ کر لیں تو اسے مستضعفین میں (جو ہجرت سے مستثنیٰ ہیں) داخل نہیں سمجھا جا سکتا بلاشبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دشوار ہے۔ جس کا متحمل وہی بندہ مومن ہو گا کہ جس کے دل کو اللہ ایمان کے لیے پرکھ لیا ہو۔(ک 187/516)

باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔

تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو کیوں کہ مسلمان میں یہ غرور، خود پسندی شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور افسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

اور خداوند عالم یہ چاہتا کہ وہ اپنا محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہیں ایسی جگہ پر بنائے کہ جس کے گرد باغ و چمن کی قطاریں اور بہتی ہوئی نہریں ہوں زمین نرم و ہموار ہو کہ (جس میں) درختوں کے جھنڈ اور (ان میں) جھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوں جہاں عمارتوں کا جال بچھا ہوا اور آبادیوں کا سلسلہ ملا ہوا ہو جہاں سرخی مائل گیہوں کے پودے، سرسبز مرغزار، چمن در کنار سبزہ زار، پانی میں شرابور میدان، لہلہاتے ہوئے کھیت اور آباد گزرگاہیں ہوں تو البتہ وہ جزا و ثواب کو اسی اندازہ سے کم کر دیتا کہ جس اندازہ سے ابتلاء و آزمائش میں کمی واقع ہوئی ہے اگر وہ بنیاد کہ جس پر اس گھر کی تعمیر ہوئی ہے اور وہ پتھر کہ جس پر اس کی عمارت اٹھائی گئی ہے زمرد سبز یا قوت سرخ کے ہوتے اور (ان میں) نور و ضیاء (کی تابانی) ہوتی تو یہ چیز سینوں میں شک و شبہات کے ٹکراؤ کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی لیکن اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور انہیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاء و آزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و امتنان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ و ذریعہ قرار دے۔

دنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے برے انجام کے خیال سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ (سرکشی ظلم اور غرور و تکبر) شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت بڑا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اتر جاتا ہے نہ اس کا اثر کبھی رائیگاں جاتا ہے نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے نہ عالم سے اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پرانے چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔ (خ190/527,530,536)

جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے، تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا دل کو مریض کر دیتی ہے وہ دیکھتا ہے تو بیمار

آنکھوں سے سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے۔

اور جو مر جائے تو اس کا پلٹنا اس کی طرف ہے۔

شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے۔

لہٰذا آپؑ نے دنیا سے دل ہٹالیا۔(خ107/324,322,328)

اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور واپسی کے اندوہ سے پناہ مانگتا ہوں۔(ک46/202)

اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا: وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ (زبان سے) انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔(ک29/205)

اور جب جنگ چھڑ ہی جاتی ہے تو تم اس سے پناہ مانگنے لگتے ہو جو تم کو مدد کے لئے پکارے اس کی صدا بے وقعت اور جس کا تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہو اس کا دل ہمیشہ بے چین ہے۔(خ29/172)

ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا۔(خ86/263)

اور دیکھنے والے کے دل میں سما جاتی ہے۔(خ45/202)

حالانکہ تو اپنے گناہوں کی بدولت اس کے قہر و تسلط کی راہ میں پڑا ہوا ہے دل کی کوتاہیوں کے روگ کا چارہ عزم راسخ سے، آنکھوں کے خواب غفلت کا مداوا بیداری سے کرو۔

حالانکہ اسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی کے لطف و احسان کی پہنائیوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔(ک220/621)

ہر اطاعت کے موقعہ پر تمہارے لیے اللہ کی طرف سے نصرت و تائید دستگیری کے لیے موجود ہوتی ہے (جس کو) اس نے زبانوں سے ادا کیا ہے اور اس سے دلوں کو ڈھارس دی ہے اس میں بے نیازی چاہنے والے کے لیے بے نیازی اور شفا چاہنے والے کے لیے شفا ہے۔

مبارک ہو اس پاک و پاکیزہ دل والے کو کہ جو ہدایت کرنے والے کی پیروی اور تباہی میں ڈالنے والے سے کنارا کرتا ہے اور دیدۂ بصیرت میں جلا بخشنے والے کی روشنی اور ہدایت کرنے والے کے حکم کی فرمانبرداری سے سلامتی کی راہ پا لیتا ہے اور ہدایت کے دروازوں کے بند اور وسائل و ذرائع کے قطع ہونے سے پہلے ہدایت کی طرف بڑھ جاتا ہے توبہ کا دروازہ کھلواتا ہے اور (پھر) گناہ کا دھبہ اپنے دامن سے چھڑاتا ہے وہ سیدھے راستے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور واضح راہ اسے بتا دی گئی ہے۔(خ212/600)

خدا کی قسم! تم جیسا میں جانتا ہوں ایسے ہو جس کے دل پر تہیں چڑھی ہوئی ہیں اور جس کی عقل بہت محدود ہے۔(ر 64/792)

اور یہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہیں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا، وہ اس کی مدد کرے گا اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہوگا، وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔

رعایا کے لیے اپنے دل کے اندر لطف و محبت کو جگہ دو۔

کبھی یہ نہ کہنا کہ میں حاکم بنایا گیا ہوں لہٰذا میرے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہونا چاہیئے کیونکہ یہ دل میں فساد پیدا کرنے دین کو کمزور بنانے اور بربادیوں کو قریب لانے کا سبب ہے۔(ر 53/754,755)

تا کہ پتہ چل جائے کہ کس کے دل پر زنگ کی تہیں چڑھی ہوئی اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے میں (کوئی اور نہیں) وہی ابوالحسنؑ ہوں کہ جس نے تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کے پرخچے اڑا کر بدر کے دن مارا تھا وہی تلوار اب بھی میرے پاس ہے اور اسی دل گردے کے ساتھ اب بھی دشمن سے مقابلہ کرتا ہوں۔(ر 10/664)

جو ہٹ دھرمی کرتے ہوئے گمراہی میں دھنستا جائے گا، تو وہ عہد شکن ہوگا جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور زمانہ کے حوادث اس کے سر پر منڈلاتے رہیں گے۔(ر 58/784)

اور اگر خداوند عالم نے خود ستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔(ر 28/693)

میرے جاسوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو (مکہ) حج کے لیے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے ہیں۔(ر 33/723)

بارالہا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں۔(ر 15/672)

اور پاکیزگی کی جگہوں میں، ان کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکا دیئے گئے ہیں۔(خ 94/298)

اور جس طرح اس وقت ان کے دل بنائے گئے تھے ویسے ہی دل اس وقت تمہیں دیئے گئے ہیں خدا کی قسم!(خ 87/265)

اور لوگوں سے پکار کر کہا: کہ بس اب (آپس میں) بات چیت نہ کرو اور خاموشی سے میری بات سنو اور دل سے توجہ کرو اور جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اپنے علم کے مطابق (جوں کی توں) گواہی دے۔(ک 120/351)

اس سے دل متواضع ہوتا ہے۔(ح 103/839)

کمیل ابن زیاد نخعیؒ سے فرمایا اے کمیل! اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں اس ذات کی قسم! جس کی قوت شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا، تو اللہ اس کے لیے اس سرور سے ایک لطف خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے۔ (ح257/888)

اور جو اس کی چاہت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے وہ اس کے دل کو ایسے غموں سے بھر دیتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کرتے ہیں۔ (ح267/924)

مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم و اندوہ ہوتا ہے۔ (ح333/916)

اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔ (ح228/877)

لوگوں کے دل صحرائی جانور ہیں، جو ان کو سدھائے گا، اس کی طرف جھکیں گے۔ (ح50/826)

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔ (ح91/835)

بارالہٰا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں۔ (ر15/672)

وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ، یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پرنور بنانا، موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا، دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا گردش روزگار سے اسے ڈرانا، گذرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا۔

کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے، جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھایا تاکہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے۔

وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آجانے سے وابستہ ہو۔ (ر31/704,706,709)

خدایا! ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔ (خ25/163)

وہ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ اس نے بیعت ہاتھ سے کر لی تھی مگر دل سے نہیں کی تھی بہرصورت اس نے بیعت کا تو اقرار کر لیا لیکن اس کا یہ ادعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا۔ (ک8/126)

اس انسان سے بھی زیادہ عجیب وہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو اس کی ایک رگ کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا ہے اور وہ دل ہے جس میں حکمت و دانائی کے ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں اگر اسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اسے ذلت میں مبتلا کرتی ہے اور اگر طمع ابھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر ناامیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و اندوہ اس کے لیے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر غضب اس پر طاری ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے اور اگر خوش و خوشنود ہوتا ہے تو حفظ ما تقدم کو بھول جاتا ہے اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو فکر و اندیشہ دوسری قسم کے تصورات سے اسے روک دیتا ہے اگر امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو بے تابی و بے قراری اسے رسوا کر دیتی ہے اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلاء اسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بھوک اس پر غلبہ کرتی ہے تو ناتوانی اسے اٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پری اس کے لیے کرب و اذیت کا باعث ہوتی ہے کوتاہی اس کے لیے نقصان رساں اور حد سے زیادتی اس کے لیے تباہ کن ہوتی ہے۔ (ح108/841)

ان کے دل (نفاق کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک وصاف ہیں وہ اندر ہی اندر چالیں چلتے ہیں اور (بہکانے کے لیے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جس طرح مرض چپکے سے سرایت کرتا ہے ان کے طور و طریقے دوا باتیں شفا اور کرتوت درد و بے درماں ہیں (دوسروں کی) خوشحالی پر جلنے والے انہیں مصیبت میں پھنسانے کے لیے جدوجہد کرنے والے اور انہیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں ہر راہ گذر پر ان کا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم کے لیے ان کی (آنکھوں میں مگرمچھ کے) آنسو ہیں۔ (خ559/192)

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: تمہیں جاننا چاہیے کہ ہر شے سے آدمی کبھی کبھی سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے سوا زندگی کے وہ کبھی مرنے میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ اس حکمت کی طرح ہے کہ جو قلب مردہ کے لیے حیات ہے۔ (خ131/379)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ایسی گواہی جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔ (خ99/307)

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ و ملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے۔

صورت تو اس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے، یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ (خ 85/257)

اور پریشان دل والا پراگندہ عقل۔ ملاحظہ فرمائیے: (**معرفة الناس**) (خ 231/639)

اگر تم دیدۂ دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں سے نفرت کرنے لگے گا۔

اے سننے والے! اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان ہی نکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پالینے کے لیے میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا، اللہ سبحانہ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سر توڑ) کوشش کرتے ہیں۔ (خ 163/451)

اور دل کے لیے چھریوں کے کچوکوں سے زیادہ الم ناک تھے۔ (خ 215/609)

یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے، بس ادھر ذرا سا شبہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔ (ح 147/855)

دلوں کے لیے رغبت و میلان آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو، کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے، تو اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ (ح 193/868)

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔ (ح 91/835)

آپؑ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا ہے۔ (ح 227/876)

اور جس میں تقویٰ کم ہو گا اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مردہ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔ (ح 349/920)

اس بات کو جانے رہو کہ فقر و فاقہ ایک مصیبت ہے اور فقر سے زیادہ سخت جسمانی امراض ہیں اور جسمانی امراض سے زیادہ سخت دل کا روگ ہے یاد رکھو کہ مال کی فراوانی ایک نعمت ہے اور مال کی فراوانی سے بہتر صحت بدن ہے اور صحت بدن سے بہتر دل کی پرہیزگاری ہے۔(ح 388/931)

دل آنکھوں کا صحیفہ ہے۔(ح 409/936)

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے اور جو شخص شمشیر بکف ہو کر اس برائی کے خلاف کھڑا ہوتا کہ اللہ کا بول بالا ہو اور ظالموں کی بات گر جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کی راہ کو پا لیا اور سیدھے راستے پر ہو لیا اور اس کے دل میں یقین نے روشنی پھیلا دی۔(ح 373/927)

پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھ کا جہاد ہے پھر زبان کا اور پھر دل کا جس نے دل سے بھلائی کو اچھا اور برائی کو برا نہ سمجھا اسے الٹ پلٹ کر دیا جائے گا اس طرح کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا جائے گا۔(ح 375/928)

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ، زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے۔(ح 374/928)

چنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔

اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی۔

ایسی صورت سے جس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جس کے چھپانے سے سینوں کی وسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالت میں کمزور و ناتوں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اور انہیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے۔

دنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے برے انجام کے خیال سے اللہ

کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ (سرکشی ظلم اور غرور و تکبر) شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت بڑا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اتر جاتا ہے نہ اس کا اثر کبھی رائیگاں جاتا ہے نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے نہ عالم سے اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پرانے چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر دور کرتا ہے۔

اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت و توانائی کو ضعف سے بدل دیا (اور وہ یہ تھا) کہ انہوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا۔(خ190/527,531,534,536,537,539)

دل مایوسانہ خاموشیوں کے ساتھ بیٹھتے ہوں گے۔

یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں بشرطیکہ انہیں پاکیزہ دل اور سننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں۔

اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانیوالی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے۔

- مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت اور ہدایت سے بے پروا ہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے اور گویا ان کے لیے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔

اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح وہ مرد زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو۔

اللہ نے اسے نگہداشت کرے والا دل دیا تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے۔ (خ81/243,244,245,246,247,249)

جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہوا ہے سزاوار ہے کہ اس جلالت و عظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے۔(خ214/606)

ان کے راز تیرے سامنے آشکارا اور ان کے دل تیرے آگے فریادی ہیں اور میرے دل کو اصلاح و بہبودی کی صحیح منزل پر پہنچا۔(دعا224/628)

میرے اللہ زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا ان سے بھی درگزر

کر۔(دعا76/235)

خلق خدا پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہوگا، تو بہت سے دل ٹھہراؤ کے بعد ڈانواڈول ہو جائیں گے۔(خ149/407)

اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور وفکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔(خ183/501)

کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں اور کہاں ہیں تقویٰ کے روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں اور کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے دل وہ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ رہے ہیں ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں۔(خ142/394)

اے الگ الگ طبیعتوں اور پراگندہ دل ودماغ والو!(خ130/376)

اور دل ٹھہرے رہتے ہیں۔(خ122/354)

اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لیے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور اس کے دل کو یہ یقین چھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک نہیں اور خضوع وخشوع کی عجز وشکستگی سے ان کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح وتقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لیے کھول دیئے ہیں۔

انہیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کے بجائے) ان کی قلبی امید وبیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے، اور ان کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت وجلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

دل کی تہوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔

مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کے لیے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈلو ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔(خ89/270,278,83)

نہ اس کی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے، نہ اس کے اجزاء ہیں کہ اس کا تجزیہ کیا جاسکے اور نہ قلب وچشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔(خ83/254)

اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے، دلوں کو اچھی اور بری فطرت پر پیدا کرنے والے۔

فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی۔(خ70/229,230)

اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں۔ (ک 166/457)

آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں، بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں اور دل اس کے خوف سے لرزاں وہراساں ہیں۔ (ک 177/481)

بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ (اوامر ونواہی سے) بہرا ہونے کے بعد سننے لگے۔

کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے، ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق ومعارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت وبصیرت کے) چراغ روشن کیے، وہ مخصوص یادرکھنے (کے قابل) دنوں کی یاددلاتے ہیں اور اس کی جلالت وبزرگی سے ڈراتے ہیں وہ لق ودق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔

وہ اس کے فضل وکرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت ورفعت کے سامنے ذلت وپستی میں جکڑے ہوئے ہوں، غم واندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ وبکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کردیا ہو۔ (ک 219/618,620)

اور دلوں میں بھڑک اٹھنے والے کینوں کے بعد خویش واقارب کو آپس میں شیر وشکر کردیا۔ (خ 229/637)

خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ (خ 171/465)

خدا ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق پر ٹھہرائے اور ہمیں اور تمہیں صبر عطا کرے۔ (خ 203/582)

ہلاکت وتباہی کی مہاریں انہیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ وکدورت کے تالے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے اور اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ۔ (خ 189/523)

اور دل کے کانوں کو کھول کر سامنے لاؤ تا کہ سمجھ سکو۔ (خ 185/514)

اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں، تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے۔ (خ 111/335)

تمہارے شمار میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ جب کہ تم ایک دل نہیں ہو پاتے۔ (خ 117/347)

خدا کی قسم! اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں امید وبیم سے خون بہانے لگیں اور پھر رہتی دنیا تک

(اسی حالت میں) جیتے بھی رہو تو بھی تمہارے اعمال اگر چہ تم نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہو، اس کی نعمات عظیم کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بار انہیں اتار سکتے۔ (خ52/208)

جیسے تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے۔ (ک34/185)

قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کر دیئے جائیں اپنے دل اس سے ہٹالو اس دنیا میں تمہیں جانچا جارہا ہے لیکن تمہیں پیدا دوسری جگہ کے لیے کیا گیا ہے۔ (ک201/580)

اور دل مجروح ہیں۔ (خ32/183)

ہر میعاد کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور ہر غائب کو پلٹ کر آنا ہے اپنے اپنے عالم ربانی سے سنو اپنے دلوں کو حاضر کرو اگر تمہیں پکارے تو جاگ اٹھو۔

(محبت کی لفظیں) صرف زبانوں پر آئیں گی اور لوگ دلوں میں ایک دوسرے سے کشیدہ رہیں گے۔

یہ ایک وہ طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو۔

اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح الٹا اوڑھا جائے گا۔ (خ106/320,321)

اے کمیلؒ! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو لہٰذا تو جو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔

یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے بس ادھر ذرا سا شبہہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں۔

خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک یہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ (ح147/854,855,856)

اور پیشانی کے بالوں کو پیروں (سے ملا کر) گرفت میں لے لیا ہے یہ تیری مخلوق کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں تیری قدرت (کی کارسازیوں) پر تعجب کرتے ہیں اور تیری عظیم فرمانروائی (کی کارفرمائیوں) پر اس کی توصیف کرتے ہیں

حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں اس سے کہیں زیادہ باعظمت ہے جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور و فکر (کی قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔

وہ اپنے خیال میں اس کا دعوے دار بنتا ہے کہ اس کا دامن امید اللہ سے وابستہ ہے خدائے برتر کی قسم وہ جھوٹا ہے (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر کیوں اس کے اعمال میں اس امید کی جھلک نمایاں نہیں ہوتی جب کہ ہر امیدوار کے کاموں میں امید کی پہچان ہو جایا کرتی ہے سوائے اس امید کے کہ جو اللہ سے لگائی جائے کہ اس میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ہر خوف و ہراس جو (دوسروں) سے ہو ایک مسلمہ حقیقت رکھتا ہے مگر اللہ کا خوف غیر یقینی ہے، وہ اللہ سے بڑی چیزوں کا اور بندوں سے چھوٹی چیزوں کا امیدوار ہوتا ہے پھر بھی جو عاجزی کا رویہ بندوں سے رکھتا ہے وہ رویہ اللہ سے نہیں برتتا تو آخر کیا بات ہے کہ اللہ کے حق میں اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لیے کیا جاتا ہے کیا تمہیں کبھی اس کا اندیشہ ہوا ہے کہ کہیں تم ان امیدوں (کے دعوؤں) میں جھوٹے تو نہیں؟ یا یہ کہ تم اسے محل امید ہی نہیں سمجھتے یوں ہی انسان اگر اس کے بندوں میں سے کسی بندے سے ڈرتا ہے تو جو خوف کی صورت اس کے لیے اختیار کرتا ہے اللہ کے لئے ویسی صورت اختیار نہیں کرتا انسانوں کا خوف تو اس نے نقد کی صورت میں رکھا ہے اور اللہ کا ڈر صرف ٹال مٹول اور (غلط سلط) وعدے یوں ہی جس کی نظروں میں دنیا عظمت پالیتی ہے اور اس کے دل میں اس کی عظمت و وقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اسے اللہ پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی طرف مڑتا ہے اور اسی کا بندہ ہو کر رہ جاتا ہے رسول اللہؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنی ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو جب میری نظریں پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آ جاتی ہیں آپؐ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تاکہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا یونہی جو شخص کسی شے کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔ (خ 158/429,432)

وہ سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کا جاننے والا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے برگزیدہ (بندے) اور فرستادہ (رسولؐ) ہیں ایسی گواہی کہ جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

جس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ کا شعار بنالیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہوا تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنت کے لیے جو عمل ہونا چاہیے اسے انجام دو۔ (خ130/377,378)

(دل میں اللہ کا خوف رکھو) کیونکہ یہ تمہارے دلوں کے روگ کا چارہ فکر وشعور کی تاریکیوں کے لیے اجالا جسموں کی بیماریوں کے لیے شفا سینے کی تباہ کاریوں کے لیے اصلاح نفس کی کثافتوں کے لیے پاکیزگی، آنکھوں کی تیرگی کے لیے جلا دل کی وحشت کے لیے ڈھارس اور جہالت کی اندھیاریوں کے لیے روشنی ہے۔ (خ196/567)

اگر تم اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جماؤ یا یہ کہ تمہارے سامنے سے ان پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ تم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس و خاشاک کو دیکھو گے کہ ان پر شدت و سختی کی ایسی حالت ہے کہ وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت و جان کاہی ہے کہ ہٹنے کا نام نہیں لیتی۔

اسی اثنا میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر پھندوں میں سے ایک ایسا پھندہ اسے لگا کہ اس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہو گئی اور کتنے ہی مہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا مگر بیان کرنے سے عاجز ہو گیا اور کتنی ہی دل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سننے سے بہرہ ہو گیا وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جس کا یہ بڑا احترام کرتا تھا یا کسی ایسے خورد سال کی ہوتی تھی جس پر یہ مہربان و شفیق تھا۔ (ک218/615,617)

علم

4

(اس موقع پر) آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلۂ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! آپؑ کو تو علم غیب حاصل ہے جس پر آپؑ ہنسے اور فرمایا اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنہیں اللہ سبحانہ نے ''ان اللہ عندہ علم الساعۃ'' والی آیت میں شمار کیا ہے چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے نر ہے یا مادہ بدصورت ہے یا خوبصورت سخی ہے یا بخیل بد بخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبیؐ نے مجھے بتایا اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔ (ک 126/367)

دل (کی آنکھوں) سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے علم کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اس لیے کہ بے جانے بوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائیگا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو (تو اب) دیکھنے والے کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے۔ (خ 150/415)

یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔ (خ 236/645)

ایمان سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم کی بدولت موت سے ڈرا جاتا ہے۔ (ک 154/420)

اس سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں اور جو اس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اس کے لیے علم و دانش ہے۔ (ک 196/571)

اور آخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے اور ہم اسے نہیں جانتے تو جو چیز اس میں کی تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی لاعلمی پر محمول کرو کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے، تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر

انہیں جان لیتے ہو۔

اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

کیونکہ جس طرح تم اپنے لیے نظر و فکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظر و فکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر انتہائی غور و فکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لیے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو، نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث و نزاع میں الجھنے کا۔

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں بھلائی نہیں ، جس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔ (ر31/708,705,707)

یہ دل بھی اسی طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔(ح197/869)

علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو نفس میں رچ بس جائے اور ایک وہ جو صرف سن لیا گیا ہو اور سنا سنایا علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو۔(ح338/917)

ہر ظرف اس سے کہ جو اس میں رکھا جائے تنگ ہوتا جاتا ہے، مگر علم کا ظرف وسیع ہوتا جاتا ہے۔(ح205/871)

بردبار کو اپنی بردباری کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف اس کے طرفدار ہو جاتے ہیں۔(ح206/871)

اگر تم بردبار نہیں تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شباہت اختیار کرے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔(ح207/871)

اور جو بینا ہوتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے، اسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔(ح208/872)

بردباری احمق کے منہ کا تسمہ ہوتی ہے۔(ح211/873)

جب حکماء کا کلام صحیح ہو تو وہ دوا ہے اور غلط ہو تو سراسر مرض ہے۔(ح265/897)

اپنے علم کو جہل اور اپنے یقین کو شک نہ بناؤ جب جان لیا تو عمل کرو اور جب یقین پیدا ہو گیا تو آگے

بڑھو۔(ح274/901)

تمہارے جاہل دولت زیادہ پا جاتے ہیں اور عالم آئندہ کے توقعات میں مبتلا رکھے جاتے ہیں۔(ح283/903)

ایک شخص نے ایک مشکل مسئلہ آپؑ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا سمجھنے کے لیے پوچھو الجھنے کے لیے نہ پوچھو کیونکہ وہ جاہل جو سیکھنا چاہتا ہے مثل عالم کے ہے اور وہ عالم جو الجھنا چاہتا ہے وہ مثل جاہل کے ہے۔(خ320/913)

علم عمل سے وابستہ ہے لہٰذا جو جانتا ہے وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر، ورنہ وہ بھی اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔(ح366/924)

علم وتحمل ایک پورا قبیلہ ہے۔(ح418/939)

جو نہیں جانتے اسے نہ کہو، بلکہ جو جانتے ہو وہ بھی سب کا سب نہ کہو کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تم پر حجت لائے گا۔(ح382/930)

ان کے ذریعہ سے قرآن کا علم حاصل ہوا اور قرآن کے ذریعہ سے ان کا علم ہوا اور ان کے ذریعہ سے کتاب خدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعہ سے برقرار ہیں۔(ح432/944)

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے طالب علم اور طلبگار دنیا۔(ح457/943)

اور علم شریف ترین میراث ہے۔(ح4/810)

اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں: تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری چنانچہ جس نے غور وفکر کیا وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔(ح30/818)

جو شخص لوگوں کے بارے میں جھٹ سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انہیں ناگوار گزریں تو پھر وہ اس کے لیے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنہیں وہ جانتے نہیں۔(ح35/820)

جاہل کو نہ پاؤ گے مگر یا حد سے آگے بڑھا ہوا اور یا اس سے بہت پیچھے۔(ح70/828)

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو، اسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔(ح79/822)

حکمت مومن ہی کی گم شدہ چیز ہے اسے حاصل کرو اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔(ح80/822)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنگاؤ، تو وہ اسی قابل ہوں گی تم میں سے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی سے آس نہ لگائے اور اس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھائے اور اگر تم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا تو اس کے سیکھنے میں شرمائے نہیں اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

ہر کہ را صبر نیست ایمان نیست۔(ح82/833)

یہ دل بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اکتا جاتے ہیں لہٰذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ نکات تلاش کرو۔(ح91/835)

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضا و جوارح سے نمودار ہو۔(ح92/835)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو۔(ح94/804)

اور تفکر و پیش بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں اور علم کے مانند کوئی بزرگی و شرافت نہیں۔(ح113/842)

کمیل ابن زیاد نخعیؒ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے، جب آبادی سے باہر نکلے، تو ایک لمبی آہ کی پھر فرمایا:

اے کمیلؒ! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو لہٰذا تو جو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار ہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیاء کیا، نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔

اے کمیلؒ! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔

اے کمیلؒ! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتداء کی جاتی ہے اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیلؒ! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنیوالے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔(ح147/854)

تمہیں چاہیے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفیتیں حائل ہو جائیں۔(خ103/314)

علماء ربانی

5

اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون و قرار سے نہ بیٹھیں۔(خ 3/104)

اور تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں جس پر تم عمل کرو۔(خ 34/186)

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کس چیز سے تمہاری اصلاح اور کس چیز سے تمہاری کجروی کو دور کیا جا سکتا ہے لیکن میں اپنے نفس کو بگاڑ کر تمہاری اصلاح کرنا نہیں چاہتا۔(خ 67/227)

(تمہیں معلوم ہونا چاہیئے) کہ مہربان ، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ حسرت و ندامت ہوتا ہے۔(خ 35/188)

اور اس بات کو یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں کہ جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے (اور ان پر اعتقاد رکھتے) ہیں اگر چہ ان کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے اور یہی اقرار انہیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر ان کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطۂ علم سے باہر ہوتی ہے اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعترف کر لیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی اس میں تعمق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسوخ رکھا ہے لہٰذا بس اسی پر اکتفا کرو۔(خ 89/269)

عالم وہ ہے جو اپنا مرتبہ شناس ہو۔(خ 101/310)

اور دوا لیے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تنویروں سے ضیاء و نور کو حاصل کیا اور نہ علوم درخشان کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کیے وہ اس معاملہ میں چرنے والے حیوانوں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔(خ 106/319)

وہی علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔(خ 145/401)

اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں۔(ر 31/707)

اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم ونسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و(صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو۔

اور اس (جنگ) کے جھنڈے کو وہی اٹھائے گا جو نظر رکھنے والا (مصیبتوں پر) صبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہچاننے والا ہو۔(خ 171/463,462)

اور فائدہ مند علم پر کان دھر لیے ہیں۔

بردباری کے ساتھ دانائی اور علم میں حرص، اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے۔(خ 191/553)

تمہیں جاننا چاہیئے کہ اللہ کے وہ بندے جو علم الٰہی کے امانتدار ہیں وہ محفوظ چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو (تشنگان علم و معارف کے لیے) بہاتے ہیں ایک دوسرے کی (اعانت کے لیے) باہم ملتے ملاتے ہیں اور خلوص ومحبت سے میل ملاقات کرتے ہیں اور (علم وحکمت کے) سیراب کرنے والے ساغروں سے چھک کر سیراب ہوتے ہیں اور سیراب ہو کر (سرچشمہ) علم سے پلٹتے ہیں ان میں شک وشبہہ کا شائبہ نہیں ہوتا اور غیبت کا گزر نہیں ہوتا اللہ نے ان کے پاکیزہ اخلاق کو ان کی طینت وفطرت میں سمو دیا ہے انہی خوبیوں کی بنا پر وہ آپس میں محبت وانس رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں وہ لوگوں میں اس طرح نمایاں ہیں جس طرح (بیجوں میں) صاف ستھرے بیج کہ (اچھے دانوں کو) لے لیا جاتا ہے اور (بروں کو) پھینک دیا جاتا ہے اس صفائی و پاکیزگی نے انہیں چھانٹ اور پرکھنے نے نکھار دیا ہے انسان کو چاہیئے کہ وہ ان اوصاف کی پذیرائی سے اپنے لیے شرف وعزت قبول کرے اور قیامت کے وارد ہونے سے پہلے اس سے ہراساں رہے۔(خ 212/600)

وہ علم کے لیے باعث حیات اور جہالت کے لیے سبب مرگ ہیں ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔(خ 236/644)

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے۔(ر 45/737)

اور اپنے شہروں کے اصلاحی امور کو مستحکم کرنے اور ان چیزوں کے قائم کرنے میں کہ جن سے اگلے لوگوں کے حالات مضبوط رہے تھے علماء وحکماء کے ساتھ باہمی مشورہ اور بات چیت کرتے رہنا۔(ر 53/759)

پورا عالم و دانا وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس اور اس کی طرف سے حاصل ہونے والی آرائش و راحت سے نا امید نہ کرے اور نہ انہیں اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن کر دے۔ (ح 90/835)

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک عالم ربانی۔

اے کمیلؒ! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں اس کے بعد حضرتؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے کاش اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے، ہاں ملا کوئی تو یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر نا قابل اطمینان ہے اور جو دنیا کے لیے دین کو آلۂ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے بس ادھر ذرا سا شبہہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک وشبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور بآسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھینچ جانے والا ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی (پھر حضرتؑ نے کمیلؒ سے فرمایا) اے کمیلؒ! (مجھے جو کچھ کہنا تھا کہ چکا) اب جس وقت چاہو واپس جاؤ۔ (ح 147/854,855,856)

خداوند عالم نے جاہلوں سے اس وقت تک سیکھنے کا عہد نہیں لیا جب تک جاننے والوں سے یہ عہد نہیں لیا کہ وہ سکھانے میں دریغ نہ کریں۔ (ح478/956)

جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے فرمایا اے جابر! چار قسم کے آدمیوں سے دین و دنیا کا قیام ہے عالم جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو سخی جو داد و دہش میں بخل نہ کرتا ہو اور فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا۔ (ح372/926)

6 علماء سوء کی مذمت

البتہ ایک علم پوشیدہ میرے سینے کی تہوں میں لپٹا ہوا ہے کہ اسے ظاہر کردوں تو تم اسی طرح پیچ و تاب کھانے لگو جس طرح گہرے کنوؤں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔ (خ 5/121)

ان لوگوں کے بارے میں جوامت کے فیصلے چکانے کے لئے مسند قضاء پر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے۔

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں ایک وہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہو (یعنی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنی توفیق سلب کرلی) جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے ہٹا ہوا بدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر مٹا ہوا ہے، وہ اپنے ہوا خواہوں کے لئے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے وہ تمام ان لوگوں کے لئے جو اس کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں، گمراہ کرنے والا ہے وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے جہالت کی باتوں کو (ادھر ادھر سے) بٹور لیا ہے وہ امت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن و آشتی کے فائدوں سے آنکھ بند کر لیتا ہے چند انسانی شکل و صورت سے ملتے جلتے ہوئے لوگوں نے اسے عالم کا لقب دے رکھا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں وہ ایسی (بے سعد) باتوں کے سمیٹنے کے لئے منہ اندھیرے نکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے یہاں تک کہ جب وہ اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دوسروں پر مشتبہ رہنے والے مسائل کے حل کرنے کا ذمہ لے لیتا ہے اگر کوئی الجھا ہوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اس کے لئے بھرتی کی فرسودہ دلیلیں مہیا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے اس طرح وہ شبہات کے الجھاؤ میں پھنسا ہوا ہے جس طرح مکڑی خود ہی اپنے جالے کے اندر وہ خود یہ نہیں جانتا کہ اس نے صحیح حکم دیا ہے یا غلط اگر صحیح بات بھی کہی ہو تو اسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو وہ جہالتوں میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دھندلا پن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا نہ اس کی تہ تک پہنچا وہ روایات کو اس طرح درہم و برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو خدا کی قسم! وہ ان مسائل کے حل

کرنے کا اہل نہیں جو اس سے پوچھے جاتے ہیں اور نہ اس منصب کے قابل ہے جو اسے سپرد کیا گیا ہے جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس چیز کو وہ کوئی قابل اعتناء علم ہی نہیں قرار دیتا اور جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے اس کے آگے یہ سمجھتا ہی نہیں کہ کوئی دوسرا پہنچ سکتا ہے اور جو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی اسے پی جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے (ناحق بہائے ہوئے) خون اس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں اللہ ہی سے شکوہ ہے ان لوگوں کا جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مرجاتے ہیں ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں اس وقت جب کہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔ (ک17/143)

فتاوی میں علماء کے اختلاف الآرا ہونے کی مذمت میں فرمایا:

جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ہے پھر وہی مسئلہ بعینہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بنا رکھا ہے تو وہ سب کی رایوں کو صحیح قرار دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک نبیؐ ایک اور کتاب ایک ہے (انہیں غور تو کرنا چاہیے) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ہاتھ بٹانے کا خواہشمند ہوا تھا یا یہ کہ یہ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضا مند رہے یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اتارا تھا مگر اس کے رسولؐ نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا وضح بیان کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں چنانچہ اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہوا ہوتا، تو تم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوش نما اور باطن گہرا، نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں ظلمت (جہالت) کا پردہ اسی سے چاک کیا جاتا ہے۔ (ک18/146)

جن چیزوں کو ہم جانتے ہیں، ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور جن چیزوں کو نہیں جانتے انہیں دریافت نہیں کرتے۔ (خ32/181)

اس کے علاوہ ایک دوسرا شخص ہوتا ہے جس نے (زبردستی) اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں اس نے جاہلوں، اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لئے مکروفریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں حالانکہ انہیں میں پڑا ہوا ہے اس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں حالانکہ انہی میں اس کا بیٹھنا ہے صورت تو اس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ (خ 85/259)

لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہے اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہے اگر اسے دنیا کی کھیتی (بونے) کے لیے بلایا جاتا ہے تو سرگرمی دکھاتا ہے اور آخرت کی کھیتی بونے کے لیے کہا جاتا ہے تو کاہلی کرنے لگتا ہے گویا جس چیز کے لیے اس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی اور جس میں سستی و کوتاہی کی ہے وہ اس سے ساقط تھی۔ (خ 101/310)

وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر (اللہ کی) حجت زیادہ ہے اور حسرت وافسوس اس کے لیے لازم وضروری ہے اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابل ملامت ہے۔ (خ 108/329)

بہت سے پڑھے لکھوں کو (دین سے) بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ (ح 107/840)

دنیا و آخرت

7

بیشک مال واولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشت زار ہے۔ (خ 23/160)

دنیا نے پیٹھ پھرا کر اپنے رخصت ہونے کا اعلان اور منزل عقبیٰ نے سامنے آ کر اپنی آمد سے آگاہ کر دیا ہے آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا جس طرف آگے بڑھنا ہے، وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص اپنے اعمال کی بدولت بلا اختیار پہنچ جائیں گے وہ دوزخ ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنا زاد لے لو، جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔ (خ 28/169,170)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے شر پھیلا رہے ہیں اور انہوں نے اپنے سوار اور پیادے جمع کر رکھے ہیں صرف کچھ مال بٹورنے کسی دستہ کی قیادت کرنے یا منبر پر بلند ہونے کے لئے انہوں نے اپنے نفسوں کو وقف کر دیا ہے اور دین کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے کتنا ہی برا سودا ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں کا بدل قرار دے لو اور کچھ لوگ وہ ہیں جو آخرت والے کاموں سے دنیا طلبی کرتے ہیں۔

اس دنیا کو تمہاری نظروں میں کیکر کے چھلکوں اور ان کے ریزوں سے بھی زیادہ حقیر و پست ہونا چاہیے اور اپنے قبل کے لوگوں سے تم عبرت حاصل کر لو اس سے قبل کہ تمہارے حالات سے بعد والے عبرت حاصل کریں اور اس دنیا کی برائی محسوس کرتے ہوئے اس سے قطع تعلق کرو اس لئے کہ اس نے آخر میں ایسوں سے قطع تعلق کر لیا جو تم سے زیادہ اس کے والہ و شیدا تھے۔ (خ 32/182,183)

حیف ہے تم پر میں تو تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اکتا گیا ہوں کیا تمہیں آخرت کے بدلے دنیوی زندگی اور عزت کے بدلے ذلت ہی گوارا ہے؟ (خ 34/185)

اے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے ایک خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ آخرت کو بھلا دیتا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا تیزی سے جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے مگر اتنا ہے کہ جیسے کوئی انڈیلنے والے برتن کو انڈیلے تو

اس میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے اور آخرت کا ادھر رخ لئے ہوئے آرہی ہے اور دنیا و آخرت ہر ایک والے خاص آدمی ہوتے ہیں تو تم فرزند آخرت بنو اور ابناء دنیا نہ بنو اس لئے کہ ہر بیٹا روز قیامت اپنی ماں سے منسلک ہوگا آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا عمل نہ ہو سکے گا۔ (ک 42/199)

مگر اس کے باوجود جب میں امر خلافت کو لے کر اٹھا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کر لیا گویا انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گروں کے لئے ہے۔ ہاں ہاں خدا کی قسم! ان لوگوں نے اس کو سنا تھا اور یاد کیا تھا لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔

اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ نا قابل اعتنا پاتے۔ (خ 3/103)

دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے لئے فنا طے شدہ امر ہے اور اس کے بسنے والوں کے لئے یہاں سے بہر صورت نکلنا ہے یہ دنیا شیریں و شاداب ہے اپنے چاہنے والے کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور دیکھنے والے کے دل میں سما جاتی ہے جو تمہارے پاس بہتر سے بہتر توشہ ہو سکے اسے لے کر دنیا سے چل دینے کے لیے تیار ہو جاؤ اس دنیا میں اپنی ضرورت سے زیادہ نہ چاہو اور جس سے زندگی بسر ہو سکے اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرو۔ (خ 45/202)

دنیا اپنا دامن سمیٹ رہی ہے اور اس نے اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر دیا ہے اس کی جانی پہچانی ہوئی چیزیں اجنبی ہو گئیں اور وہ تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے اور اپنے رہنے والوں کو فنا کی طرف بڑھا رہی ہے اور اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے اس کے شیریں (مزے) تلخ اور صاف و شفاف (لمحے) مکدر ہو گئے ہیں دنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے، جتنا برتن میں تھوڑا سا بچا یا پانی، یا نپا تلا ہوا جرعہ آب کہ پیاسا اگر اسے پیئے تو اس کی پیاس نہ بجھے خدا کے بندو! اس دار دنیا سے کہ جس کے رہنے والوں کے لئے زوال امر مسلم ہے نکلنے کا تہیہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تم پر غالب آجائیں اور اس (چند روزہ زندگی) کی مدت کو دراز سمجھ بیٹھو۔

خدا کی قسم! اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں امید و بیم سے خون بہانے لگیں اور پھر رہتی دنیا تک (اسی حالت میں) جیتے بھی رہو، تو بھی تمہارے اعمال اگر چہ تم نے کوئی کسر اٹھا رکھی ہو، اس کی نعمات عظیم کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ (خ 52/207,208)

اور آخرت کی تباہیوں سے دنیا کی ہلاکتیں میرے لئے آسان نظر آئیں۔ (خ 54/209)

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا ایسا گھر ہے کہ اس کے (عواقب) سے بچاؤ کا ساز وسامان اسی میں رہ کر کیا جا سکتا ہے

کہ کسی ایسے کام سے جو صرف اسی دنیا کی خاطر کیا جائے، نجات نہیں مل سکتی لوگ اس دنیا میں آزمائش میں ڈالے گئے ہیں لوگوں نے اس دنیا سے جو دنیا کے لئے حاصل کیا ہوگا اس سے الگ کر دیئے جائیں گے اور اس پر ان سے حساب لیا جائے گا اور جو اس دنیا سے آخرت کے لئے کمایا ہوگا اسے آگے پہنچ کر پالیں گے اور اسی میں رہیں سہیں گے دنیا عقلمندوں کے نزدیک ایک سرکتا ہوا سایہ ہے جسے ابھی بڑھا ہوا اور پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ دیکھتے ہیں دیکھتے وہ گھٹ کر اور سمٹ کر رہ گیا۔

لہٰذا اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنا توشہ آخرت لے لو، جس کے ذریعہ کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔ (خ61/218,219)

میں اس دار دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتدا رنج اور انتہا فنا ہو جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا وعقاب، ہو یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو حزن و ملال سے سابقہ رہے جو دنیا کے لئے سعی وکوشش میں لگا رہتا ہے اس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے دنیا خود ہی اس سے سازگار ہو جاتی ہے جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے اور جو صرف دنیا ہی پر نظر رکھتا ہے تو وہ اسے کورونا بینا بنا دیتی ہے۔ (خ80/239)

اس دنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے اس کا ظاہر خوشنما اور باطن تباہ کن ہے یہ ایک مٹ جانے والا دھوکا غروب ہو جانے والی روشنی ڈھل جانے والا سایہ اور جھکا ہوا ستون ہے جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، تو یہ اپنے پیروں کو اٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تار قبر اور وحشت ناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانا (جنت یا دوزخ دیکھ لے) اور اپنے کئے کا نتیجہ پا لے بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے نہ موت کانٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے منزل منتہاء و مقام فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ (خ81/242)

دنیا بے رونق و بے نور تھی اور اس کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں اس وقت اس کے پتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے ناامیدی تھی، پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا۔

دیکھو ان فریب خوردہ لوگوں کے ٹھاٹھ باٹھ تمہیں ورغلا نہ دیں اس لیے کہ یہ ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کا وقت محدود ہے۔ (خ87/264,265)

یہاں تک کہ گمان کرنے والے یہ گمان کرنے لگیں گے کہ بس اب دنیا بنی امیہ ہی کے دامن سے بندھی رہے گی اور انہیں ہی اپنے سارے فائدے بخشتی رہے گی اور انہیں ہی اپنے صاف چشمہ پر سیراب ہونے کے لئے اتارتی رہے گی۔(خ85/261)

اوراس گزرگاہ سے منزل اقامت کے لئے زادفراہم کرتا جائے۔(خ84/255)

اس وقت قریش دنیا و مافیہا کے بدلہ میں یہ چاہیں گے۔(خ91/294)

وہ تمہیں سلامتیوں کے گھر (جنت) کی طرف بلا رہا ہے اور ابھی تم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمہیں اتنی مہلت وفراغت ہے کہ اس کی خوشنودیاں حاصل کرسکوں ابھی موقعہ ہے چونکہ اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں قلم چل رہے ہیں بدن تندرست وتوانا ہیں زبان آزاد ہے توبہ سنی جاسکتی ہے اور اعمال قبول کئے جاسکتے ہیں۔(خ92/297)

اور یہاں تک کہ دو قسم کے رونے والے کھڑے ہو جائیں گے ایک دین کے لیے رونے والا اور ایک دنیا کے لیے۔(ک96/303)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس دنیا کے چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہیں چھوڑ دینے والی ہے حالانکہ تم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے اور وہ تمہارے جسموں کو کہنہ و بوسیدہ بنانے والی ہے حالانکہ تم اسے تر وتازہ رکھنے ہی کی کوشش کرتے ہو تمہاری اور اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے چند مسافر کسی راہ پر چلیں اور چلتے ہی منزل طے کرلیں اور کسی بلند نشان کا قصد کریں اور فوراً وہاں تک پہنچ جائیں کتنا ہی تھوڑا وقفہ ہے اس (گھوڑا دوڑانے والے) کا کہ جو اسے دوڑا کر انتہا کی منزل تک پہنچ جائے اور اس شخص کی بقا ہی کیا ہے کہ جس کے لیے ایک ایسا دن ہو کر جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا اور دنیا میں ایک تیز گام طلب کرنے والا اسے ہنکار رہا ہو یہاں تک کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ جائے دنیا کی عزت اور اس میں فخر وسربلندی کی خواہش نہ کرو اور نہ اس کی آرائشوں اور نعمتوں پر خوش ہو اور نہ اس کی سختیوں اور تنگیوں پر بے صبری سے چیخنے چلانے لگو اس لیے کہ اس کی عزت وفخر دونوں مٹ جانے والے ہیں اور اس کی آرائشیں اور نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں اور اس کی سختیاں اور تنگیاں آخر ختم ہو جائیں گی اس کی ہر مدت کا نتیجہ اختتام اور ہر زندہ کا انجام فنا ہونا ہے کیا پہلے لوگوں کے واقعات میں تمہار لیے کافی تنبیہ کا سامان نہیں اور تمہارے لیے عبرت اور بصیرت نہیں اگر تم سوچو سمجھو کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلٹ کر نہیں آتے اور ان کے بعد باقی رہنے والے بھی زندہ نہیں رہتے تم دنیا والوں پر نظر نہیں کرتے کہ جو مختلف حالتوں میں صبح وشام کرتے ہیں کہیں کوئی میت ہے جس پر رویا جا رہا اور کہیں کسی کو تعزیت دی جارہی ہے کوئی عاجز وزمین گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنے والا عیادت کر رہا ہے کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے کوئی دنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اسے تلاش کر رہی ہے

اور کوئی غفلت میں پڑا ہوا ہے لیکن (موت) اس سے غافل نہیں گزر جانے والوں کے نقش قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔ (خ 97/304)

دنیا کو زہد اختیار کرنے والوں اور اس سے پہلو بچانے والوں کی نظر سے دیکھو خدا کی قسم! وہ جلد ہی اپنے رہنے سہنے والوں کو اپنے سے الگ کر دے گی اور امن وخوشحالی میں بسر کرنے والوں کو رنج واندوہ میں ڈال دے گی اور جو چیز اس میں کی منہ موڑ کر پیٹھ پھرا لے، وہ واپس نہیں آیا کرتی اور آنے والی چیز کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی راہ دیکھی جائے اس کی مسرتیں رنج میں سمودی گئی ہیں اور جوانمردوں کی ہمت وطاقت اس میں کمزوری وناتوانی کی طرف بڑھ رہی ہے (دیکھو) دنیا کو خوش کر دینے والی چیزوں کی زیادتی تمہیں مغرور نہ بنا دے اس لیے کہ جو چیزیں تمہارا ساتھ دیں گی، وہ بہت کم ہیں۔

خدا اس شخص پر رحم کرے جو سوچ بچار سے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے دنیا کی ساری موجود چیزیں معدوم ہو جائیں گی گویا کہ وہ موجود تھیں ہی نہیں اور آخرت میں پیش آنے والی چیزیں جلد ہی موجود ہو جائیں گی گویا کہ وہ ابھی سے موجود ہیں ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جایا کرتی ہے اور جس کی آمد کا انتظار ہو اسے آیا ہی جانو اور ہر آنے والے کو نزدیک اور پہنچا ہوا سمجھو۔

لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہے اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہے اگر اسے دنیا کی کھیتی (بونے) کے لیے بلایا جاتا ہے، تو سرگرمی دکھاتا ہے اور آخرت کی کھیتی (بونے) کے لیے کہا جاتا ہے تو کاہلی کرنے لگتا ہے گویا جس چیز کے لیے اس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی اور جس میں سستی وکوتاہی کی ہے وہ اس سے ساقط تھی۔ (خ 101/309,310)

دنیا اپنی لذتوں میں اس وقت تمہارے لیے شیریں وخوشگوار ہوئی اور اس وقت تم اس کے تھنوں سے دودھ پینے پر قادر ہوئے جب اس کے پہلے اس کی مہاریں جھول رہی تھیں اور اس کا تنگ (ڈھیلا ہو کر) ہل رہا تھا یعنی اس کا کوئی سوار اور دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا جو اس کی باگیں اٹھاتا اور اس کا تنگ کستا کچھ قوموں کے لیے تو حرام اس بیری کے مانند (خوش گوار اور مزے دار) ہو گیا تھا۔ (خ 103/313)

دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ اور جنت بڑھنے کا انعام ہے۔ (خ 104/316)

میں خالق ومعبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں تیرے اس بہترین سلوک کی بنا پر جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مہیا کیے ہیں پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا مگر نہ انہوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی، اور نہ

ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا وہ تو اسی مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت وآبرو گنوار ہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کرلیا تھا جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے، تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنادیا ہے اور اس کا نفس اس پر مرمٹا ہے یہ دنیا کا اور ان لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی وہ دنیا ہے بندہ وغلام بن گیا ہے جدھر وہ مڑتی ہے، ادھر یہ مڑتا ہے جدھر اس کا رخ ہوتا ہے ادھر ہی اس کا رخ ہوتا ہے نہ اللہ کی طرف سے کسی روکنے والے کے کہنے سننے سے وہ رکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے حالانکہ وہ ان لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنہیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا کہ جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ چیزیں ان پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دنیا سے جدائی (کی گھڑی سامنے) آ گئی کہ جس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

جس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں اور حلال ان کے لیے۔(کوسوں) دور اور نایاب تھا۔ (خ107/323)

لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے کتنی حقیر ہے اور دنیا میں یہ تیری نعمتیں کتنی ہی کامل وہمہ گیر ہیں مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔۔

انہوں نے اس دنیا کو ذلیل وخوار سمجھا اور پست وحقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دنیا کا رخ ان سے موڑا ہے اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے لہٰذا آپؐ نے دنیا سے دل ہٹالیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔(خ107/322,327)

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں اس لیے کہ یہ (بظاہر) شیریں وخوش گوار تروتازہ وشاداب ہے نفسانی خواہشیں اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں وہ اپنی جلد میسر آ جانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنالیتی ہے وہ (جھوٹی) امیدوں سے سجی ہوئی اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے نہ اس کی مسرتیں دیرپا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جاسکتا ہے وہ دھوکے باز نقصان رساں ادلنے بدلنے والی اور فنا

ہونے والی ہے، ختم ہونے والی اور مٹ جانے والی ہے کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے تو بس وہی ہوتا ہے، جو اللہ سبحانہ نے بیان کیا ہے"(اس دنیادی زندگی کیمثال ایسی ہے) جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اتارا، تو زمین کا سبزہ اس سے گھل مل گیا اور (اچھی طرح پھولا پھلا) پھر سوکھ کر تنکا تنکا ہو گیا جسے ہوائیں (ادھر سے ادھر) اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ جو شخص اس دنیا کا عیش وآرام پاتا ہے تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں اور جو شخص دنیا کی مسرتوں کا رخ دیکھتا ہے وہ مصیبتوں میں دھکیل کر اس کو اپنی بے رخی بھی دکھاتا ہے اور جس شخص پر راحت وآرام کی بارش کے ہلکے ہلکے چھینٹے پڑتے ہیں اس پر مصیبت وبلا کی دھواں دھار بارشیں بھی ہوتی ہیں یہ دنیا ہی کے مناسب حال ہے کہ صبح کو کسی کی دوست بن کر اس کا (دشمن سے) بدلہ چکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی اگر اس کا ایک جنبہ شیریں وخوشگوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلاانگیز جو شخص بھی دنیا کی تروتازگی سے اپنی کوئی تمنا پوری کرتا ہے تو وہ اس پر مصیبتوں کی مشقتیں بھی لاد دیتی ہے جسے امن وسلامتی کے پروبال پر شام ہوتی ہے تو اسے صبح خوف کے پروں پر ہوتی ہے، وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز دھوکا وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے، اس کے کسی زاد میں سوا زادتقویٰ کے بھلائی نہیں ہے جو شخص کم حصہ لیتا ہے وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے وہ اپنے لیے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے (حالانکہ) اسے اپنے مال ومتاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دنیا پر بھروسہ کیا اور اس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیا اور کتنے ہی اس پر اطمینان کئے بیٹھے تھے جنہیں اس نے پچھاڑ دیا اور کتنے ہی رعب وطنطنہ والے تھے، جنہیں حقیر وپست بنا دیا اور کتنے ہی نخوت وغرور والے تھے جنہیں ذلیل کر کے چھوڑا اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز، اس کا سرچشمہ گندا، اس کا خوش گوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلو (کے مانند تلخ) ہیں اس کے کھانے زہر ہلاہل اور اس کے اسباب وذرائع کے سلسلے بودے ہیں، زندہ رہنے والا معرض ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا زبردست زیردست بننے والا، مالدار بدبختیوں کا ستایا ہوا اور ہمسایہ لٹا لٹایا ہوا ہے کیا تم انہیں سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے پائدار نشانیوں والے بڑی بڑی امیدیں باندھنے والے زیادہ گنتی وشمار والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے؟ وہ دنیا کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے اور اسے آخرت پر کیسا کیسا ترجیح دیتے رہے پھر بغیر کسی ایسے زاد وراحلہ کے جو انہیں راستہ طے کر کے منزل تک پہنچاتا چل دیئے کیا تمہیں بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ دنیا نے ان کے بدلہ میں کسی فدیہ کی پیشکش کی ہو یا انہیں کوئی مدد پہنچائی ہو یا اچھی طرح ان کے ساتھ رہی سہی ہو؟ بلکہ اس نے تو ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے آفتوں سے انہیں عاجز ودرماندہ کر دیا اور لوٹ لوٹ کر آنے والی زحمتوں سے انہیں جھنجوڑ کر

رکھ دیا اور ناک کے بل انہیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے کھروں سے کچل ڈالا اور ان کے مخالف زمانہ کے حوادث کا ہاتھ بٹایا تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دنیا کی طرف جھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا تو اس نے (اپنے تیور بدل کر ان سے کیسی اجنبیت اختیار کر لی یہاں تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے جدا ہو کر چل دیئے اور اس نے انہیں بھوک کے سوا کچھ زادراہ نہ دیا اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا اور سوا گھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا تو کیا تم اسی دنیا کو ترجیح دیتے ہو یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو یا اسی پر مرے جا رہے ہو جو دنیا پر بے اعتماد نہ رہے اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے اس کے لیے یہ بہت برا گھر ہے جان لو اور حقیقت میں تم جانتے ہی ہو کہ (ایک نہ ایک دن) تمہیں دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہاں سے کوچ کرنا ہے ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ ہم سے زیادہ قوت و طاقت میں کون ہے؟ انہیں لاد کر قبروں تک پہنچایا گیا مگر اس طرح نہیں کہ انہیں سوار سمجھا جائے انہیں قبروں میں اتار دیا گیا مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے پتھروں سے ان کی قبریں چن دی گئی ہیں اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو ان کا ہمسایہ بنا دیا گیا ہے وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے اور نہ زیادتیوں کو روک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پرواہ کرتے ہیں اگر بادل (جھوم کر) ان پر برسیں تو خوش نہیں ہوتے اور قحط آئے تو ان پر مایوسی نہیں چھا جاتی وہ ایک جگہ ہیں مگر الگ الگ وہ آپس میں ہمسائے ہیں مگر دور دور پاس پاس ہیں مگر میل ملاقات نہیں قریب قریب ہیں مگر ایک دوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے وہ بردبار بنے ہوئے بے خبر پڑے ہیں ان کے بغض و عناد ختم ہو گئے اور کینے مٹ گئے نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دور کرنے کی توقع ہے انہوں نے زمین کے اوپر کا حصہ اندر کے حصہ سے اور کشادگی اور وسعت تنگی سے اور گھربار پردیس سے اور روشنی اندھیرے سے بدل لی ہے اور جس طرح ننگے پیر اور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے ویسے ہی زمین میں (پیوند خاک) ہو گئے اور اس دنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے جس طرح ہم نے مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے۔ (خ 109/329)

میں تمہیں دنیا سے خبردار کیے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کے لیے قرار نہیں اور ایسا گھر ہے جس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جا سکتا یہ اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکا دیتی ہے یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے چنانچہ اس نے حلال کے ساتھ حرام اور بھلائیوں کے ساتھ برائیاں اور زندگی کے ساتھ موت اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں خلط ملط کر دی ہیں اور اپنے دوستوں کے لیے اسے بے غل و غش نہیں رکھا اور نہ دشمنوں کو دینے میں بخل کیا ہے اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور برائیاں (جہاں چاہو) موجود، اس کی جمع پونجی ختم ہو جانے والی اور

اس کا ملک چھن جانے والا ہے اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں بھلا اس گھر میں خیر و خوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو مسمار عمارت کی طرح گر جائے اور اس عمر میں جو زادراہ کی طرح ختم ہو جائے اور اس مدت میں جو چلنے پھرنے کی طرح تمام ہو جائے جن چیزوں کی تمہیں طلب و تلاش رہتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھی داخل کر لو اور جو اللہ نے تم سے چاہا ہے اسے پورا کرنے کی توفیق بھی اس سے مانگو۔

موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پکار اپنے کانوں کو سنا دو اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم واندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگر چہ ان کے چہروں سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے اگر چہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے ان پر رشک کیا جاتا ہو تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی امیدیں (تمہارے اندر) موجود ہیں آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھائی ہوئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے تم دین خدا کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو لیکن بدنیتی اور بدظنی نے تم میں تفرقہ ڈال دیا ہے نہ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ باہم پند و نصیحت کرتے ہو نہ ایک دوسرے پر کچھ خرچ کرتے ہو نہ تمہیں ایک دوسرے کی چاہت ہے تھوڑی سی دنیا پا کر خوش ہونے لگتے ہو اور آخرت کے پیشتر حصہ سے بھی محرومی تمہیں غم زدہ نہیں کرتی ذرا سی دنیا کا تمہارے ہاتھوں سے نکلنا تمہیں بے چین کر دیتا ہے یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکارا ہو جاتی ہے گویا یہ دنیا تمہارا (مستقبل) مقام ہے اور دنیا کا ساز و برگ ہمیشہ رہنے والا ہے تم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا تم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دنیا کو چاہنے پر سمجھوتہ کر رکھا ہے تو لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے (یعنی صرف زبانی اقرار) اور تم تو اس شخص کی طرح (مطمئن) ہو چکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو اور اپنے مالک کی رضامندی حاصل کر لی ہو۔ (خ111/334)

پھر یہ دنیا تو فنا اور مشقت تغیر اور عبرت کی جگہ ہے چنانچہ فنا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان کا چلہ چڑھائے ہوئے ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور نہ اس کے زخموں کا کوئی مداوا ہو سکتا ہے زندہ پر موت کے تندرست پر بیماری کے اور محفوظ پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ اس کی پیاس بجھتی ہی نہیں اور رنج وتعب کی صورت یہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے لیکن اس میں سے کھانا اسے نصیب نہیں ہوتا گھر بناتا ہے مگر اس میں رہنے نہیں پاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح چل دیتا ہے کہ نہ مال ساتھ اٹھا کر لے جا سکتا ہے اور نہ گھر ہی ادھر منتقل کر سکتا ہے اور

اس کے تغیر کی یہ حالت ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے اور وہ (دیکھتے ہی دیکھتے) اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس پر رشک کھایا جائے اور قابل رشک آدمی کو دیکھتے ہو کہ (چند ہی دنوں میں) اس کی حالت پر ترس آنے لگتا ہے اس کی یہی وجہ تو ہے کہ اس سے نعمت جاتی رہی اور اس پر فقر و افلاس ٹوٹ پڑا اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ انسان اپنی امیدوں کی انتہا تک پہنچنے والا ہی ہوتا ہے کہ موت پہنچ کر امیدوں کے سارے بندھن توڑ دیتی ہے اس طرح یہ امیدیں برآتی ہیں اور نہ امیدیں باندھنے والا ہی باقی چھوڑا جاتا ہے، اللہ اکبر! اس دنیا کی مسرت کی فریب کاریاں اور اس کی سیرابی کی تشنہ کامیاں کتنی زیادہ ہیں اور اس کے سایہ میں دھوپ کی شرکت کتنی زیادہ ہے، نہ آنے والی موت کو پلٹایا جا سکتا ہے اور نہ جانے والا پلٹ کر آسکتا ہے سبحان اللہ! زندہ مردوں سے انہی میں مل جانے کی وجہ سے کتنا قریب ہے اور مردہ زندوں سے تمام تعلقات کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کس قدر دور ہے۔

بیشک کوئی بدی سے بدتر شے نہیں سوا اس کے عذاب کے اور کوئی اچھائی سے اچھی چیز نہیں سوا اس کے ثواب کے دنیا کی ہر چیز کا سننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ہے مگر آخرت کی ہر شے کا دیکھنا سننے سے کہیں بڑھا چڑھا ہوا ہے تم اسی سننے سے اس کی اصلی حالت کا جو مشاہدہ میں آئے گی اندازہ اور خبر ہی سن کر اس غیب کی تصدیق کر لو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا کی کمی اور آخرت کا اضافہ عقبیٰ کی کمی اور دنیا کے اضافے سے کہیں بہتر ہے بہت سے گھاٹا اٹھانے والے فائدہ میں رہتے ہیں اور بہت سے سمیٹ لینے والے نقصان میں رہتے ہیں۔ (خ 112/338)

میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔ (خ 126/367)

دیکھو بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دنیا میں بلند کر دیتی ہے لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزت میں اضافہ کرتی مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے۔ (خ 124/364)

اے ابوذرؓ! تم اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصہ ہے اسی سے امید رکھو ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے لہٰذا جس چیز کے لیے انہیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑ دو اور جس شے کے لیے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو جس چیز سے تم انہیں محروم کر کے جا رہے ہو کاش کہ وہ سمجھتے کہ وہ اس کے کتنے حاجتمند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لو گے کہ فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں۔

اور تم اس میں کوئی حصہ اپنے لیے مقرر کرا لیتے تو وہ تم سے مطمئن ہو جاتے۔ (ک 129/373)

اللہ کے بندو! تم اور تمہاری اس دنیا سے بندھی ہوئی امیدیں مقررہ مدت کی مہمان ہیں اور ایسے قرضدار جن سے ادائیگی کا تقاضا کیا جارہا ہے عمر ہے جو گھٹتی جارہی ہے اور اعمال ہیں جو محفوظ ہو رہے ہیں بہت سے دوڑ دھوپ کرنے والے اپنے محنت اکارت کرنے والے ہیں اور بہت سے سعی و کوشش میں لگے رہنے والے گھاٹے میں جارہے ہیں۔

کیا وہ سب کے سب اس ذلیل اور زندگی کا مزا کرکرا کرنے والی تیز رو دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا تم ان کے بعد ایسے رذیل اور ادنیٰ لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے ذکر سے پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمت میں بھی کھلنا گوارا نہیں کرتے ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' فساد ابھر آیا ہے برائی کا وہ دور ایسا ہے کہ انقلاب کے کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے کیا انہی کرتوتوں سے جنت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے ارے توبہ! اللہ کو دھوکا دے کر اس سے جنت نہیں لی جا سکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضا مندیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔(خ128/371,372)

چاہیے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے خوش اسلوبی سے مہمان نوازی کرے قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے محتاجوں اور قرضداروں کو دے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر برداشت کرے اس لیے کہ ان خصائل و عادات سے آراستہ ہونا دنیا کی بزرگیوں سے شرفیاب ہونا اور آخرت کی فضیلتوں کو پالینا ہے، انشاء اللہ۔(خ140/391)

کیونکہ دنیا تمہاری قیام گاہ نہیں بنائی گئی بلکہ یہ تو تمہارے لیے گزرگاہ ہے تاکہ تم سے اپنی مستقل قیام گاہ کے لیے زاد اکٹھا کرسکو اس دنیا سے چل نکلنے کے لیے آمادہ رہو اور کوچ کے لیے سواریاں اپنے سے قریب کرلو (کہ وقت آنے پر بآسانی سوار ہوسکو)۔(خ130/378)

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے: (دل کے) اندھے کا منتہائے نظر یہی دنیا ہوتی ہے کہ اسے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نظر رکھنے والے کی نگاہیں اس سے پار چلی جاتی ہیں اور وہ اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے بعد بھی ایک گھر ہے نگاہ رکھنے والا اس سے نکلنا چاہتا ہے اور اندھا اسی پر نظریں جمائے رہتا ہے بابصیرت اس سے (آخرت کے لیے) زاد حاصل کرتا ہے اور بے بصیرت اسی کے سروسامان میں لگا رہتا ہے۔(خ131/379)

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے: ان لوگوں نے دنیا کو اختیار کرلیا ہے اور عقبیٰ کو پیچھے ڈال دیا ہے صاف پانی چھوڑ دیا ہے اور گندا پانی پینے لگے ہیں۔(خ142/394)

اے لوگو! تم اس دنیا میں موت کی تیراندازیوں کا ہدف ہو (جہاں) ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ میں گلوگیر

پھندا ہے جہاں تم ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتے جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے اور تم میں سے کوئی زندگی پانے والا ایک دن کی زندگی میں قدم نہیں رکھتا جب تک اس کی مدت حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی اور رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی آباؤ اجداد گزر گئے اور ہم انہی کی شاخیں ہیں جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخیں کہاں رہ سکتی ہیں۔(خ 143/395)

وہ حیرت و پریشانی میں سرگرداں اور آل فرعون کی طرح گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے کچھ تو آخرت سے کٹ کر دنیا کی طرف متوجہ تھے اور کچھ حق سے منہ موڑ کر دین چھوڑ چکے تھے۔(خ 149/406)

وہ اس رذیل دنیا پر مرمٹتے ہیں۔(خ 149/407)

بھلا وہ دنیا کو لے کر کیا کرے گا جو عنقریب اس سے چھن جانے والا ہے اور اس کا مظلمہ وحساب اس کے ذمہ رہنے والا ہے۔(خ 155/426)

جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کئے بغیر مر جئے ایک یہ کہ فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو یا دوسرے کے کئے پر عیب لگایا ہو یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو یا لوگوں سے دورخی چالا چلتا ہو یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو اس بات کو سمجھو اس لئے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتا ہے۔

بلاشبہ چوپاؤں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنہ اٹھانا ہی ہوتا ہے مومن وہ ہیں جو خائف وترساں ہوں مومن وہ ہیں جو ہراساں ہوں۔(خ 151/413)

اور موت سے دنیا کے سارے جھنجٹ ختم ہو جاتے ہیں اور دنیا سے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔(خ 154/420)

تمہارے لیے رسول اللہ کا قول وعمل پیروی کے لیے کافی ہے اور ان کی ذات دنیا کے عیب ونقص اور اس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے۔

تم اپنے پاک وپاکیزہ نبی کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات، اتباع کرنے والے کے لیے نمونہ اور صبر کرنے والے کے لیے ڈھارس ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جنہوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی میں صبر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے ان کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے ایک چیز کو برا جانا ہے تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے بھی اسے پست ہی قرار دیا اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو کہ ہم اس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسول برا

سمجھتے ہیں اور اس چیز کو بڑا سمجھنے لگیں جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے بہت ہے رسول اللہؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے گھر کے دروازہ پر ایک دفعہ ایسا پردہ پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپؐ نے اپنے ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آ جاتی ہیں آپؐ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا یونہی جو شخص کسے شے کو برا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔

رسول اللہؐ (کے عادات و خصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ دیں گی جبکہ آپؐ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب منزلت کے اس کی آرائشیں ان سے دور رکھی گئیں چاہیے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دنیا نہ دے کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے کہ عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ نے دوسروں کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انہیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت دے دی اور اس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا پیروی کرنے والے کو چاہیئے کہ ان کی پیروی کرے اور ان کے نشان قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی اور جنت کی خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا قرار دیا ہے دنیا سے آپؐ بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے آپؐ نے تعمیر کے لیے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمت عظمیٰ بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بقدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی) میں خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپؑ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو میں نے اسے کہا کہ میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔

(خ158/431,432)

اگر تم دیدۂ دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگا گا اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں کہ جن کی جڑیں مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں کھو جائے گا۔ (خ163/481)

دنیا اور اس کے فنا و زوال اور اس کے پلٹ جانے کو کھول کر بیان کیا جو چیزیں اس دنیا سے تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ان سے پہلو بچائے رکھو کیونکہ ان میں سے ساتھ جانے والی تو بہت ہی تھوڑی ہیں دنیا کی منزل اللہ کی ناراضگیوں سے قریب اور اس کی رضامندیوں سے دور ہے اللہ کے بندو! اس کی فکروں اور اس کے دھندوں سے آنکھیں بند کر لو اس لیے کہ تمہیں یقین ہے کہ آخر یہ جدا ہو جانے والی ہے اور اس کے حالات پلٹا کھانے والے ہیں اس دنیا سے اس طرح خوف کھاؤ جس طرح کوئی ڈرنے والا اور اپنے نفس کا خیر خواہ اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا ڈرتا ہے تم نے اپنے پہلے لوگوں کے جو گرنے کی جگہیں دیکھی ہیں ان سے عبرت حاصل کرو کہ ان کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے نہ ان کی آنکھیں رہیں اور نہ کان، ان کا شرف و وقار مٹ گیا ان کی مسرتیں اور نعمتیں جاتی رہیں اور بال بچوں کے قرب کے بجائے علیحدگی ہو گئی۔ (خ159/435)

یہ اس شخص پر جسے اللہ نے امارت و خلافت دی ہے حسد کرتے ہوئے اس دنیا کے طلب گار بن گئے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام امور (شریعت) کو پلٹا کر (دور جاہلیت) کی طرف لے جائیں (اگر تم ثابت قدم رہے تو) تمہارا ہم پر یہ حق ہو گا کہ ہم تمہارے امور کے تصفیہ کے لیے کتاب خدا اور سیرت پیغمبرؐ پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو برپا اور ان کی سنت کو بلند کریں۔ (خ167/458)

دیکھو! یہ دنیا جس کی تم تمنا کرتے ہو اور جس کی جانب خواہش و رغبت سے بڑھتے ہو جو کبھی تم کو غصہ دلاتی ہے اور کبھی تمہیں خوش کر دیتی ہے تمہارا (اصلی) گھر نہیں ہے اور نہ وہ منزل ہے جس کے لیے تم پیدا کئے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے دیکھو! یہ تمہارے لیے باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اگر اس نے تمہیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی برائیوں سے خوف بھی دلایا ہے لہٰذا تم اس کے ڈرانے سے متاثر ہو کر اس سے فریب نہ کھاؤ اور اس کے خوفزدہ کرنے کی بنا پر اس کے طمع دلانے میں نہ آؤ، اس گھر کی طرف بڑھو جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اس دنیا سے اپنے دلوں کو موڑ لو تم میں سے کوئی شخص دنیا کی کسی چیز کے روک لیے جانے پر لونڈیوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے اطاعت خدا پر صبر کر کے اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ان کی حفاظت کر کے اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہو دیکھو! اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے تو پھر دنیا کی کسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و برباد کرنے کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو خداوند عالم ہمارے اور

تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔(خ171/464)

اور یہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز (ودشوار) نہیں۔

بلا شبہہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہو گا کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہو گی۔ (ک184/510,511)

انہوں نے دنیا سے یوں اپنا رخت سفر باندھا، جس طرح مسافر اپنا ڈیرا اٹھالیتا ہے اور دنیا کو اس طرح طے کیا جس طرح (سفر کی) منزلوں کو۔(خ174/473)

اے لوگو! جو شخص دنیا کی آرزوئیں کرتا ہے اور اس کی جانب کھنچتا ہے وہ اسے انجام کار فریب دیتی ہے اور جو اس کا خواشمند ہوتا ہے اس سے بخل کرتی اور جو اس پر چھا جاتا ہے وہ اس پر قابو پالے گی۔(خ176/479)

دیکھو! دنیا کی طرف رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کئے ہوئے تھیں پیٹھ پھرا لی اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کرلیا اللہ کے نیک بندوں نے (دنیا سے) کوچ کرنے کا تہیہ کرلیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت مول لے لی۔(خ180/489)

ابھی تو تم اس دور میں ہو کہ جس کی طرف پلٹنے کی تم سے قبل گزر جانے والے لوگ تمنا کرتے ہیں تم اس دار دنیا میں کہ ۔ جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں ہے مسافر راہ نورد ہو اس سے تمہیں کوچ کرنے کی خبر دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زاد کے مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(خ181/497)

یوں مٹ مٹا گئے کہ گویا یہ کبھی دنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں اور گویا یہی آخرت کا (گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی ہمیشہ اس کا انتظام کیا جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہ کی جہاں جانا تھا (اب) نہ تو برائیوں سے (توبہ کرکے) پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں کو بڑھانا ان کے اختیار میں ہے انہوں نے دنیا سے دل لگایا تو اس نے انہیں فریب دیا اور اس پر بھروسا کیا تو اس نے انہیں پچھاڑ دیا۔(خ186/515)

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو ڈرو کیونکہ دنیا تمہارے لیے ایک ہی ڈھرے پر چل رہی ہے اور تم اور قیامت ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہو گویا کہ وہ اپنی علامتوں کو آشکارا کرکے آ چکی ہے اور اپنے جھنڈوں کو لے کر قریب پہنچ چکی ہے اور تمہیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے گویا کہ وہ اپنی مصیبتوں کو لے کر تمہارے سر پر کھڑی ہوئی ہے اور اپنا سینہ ٹیک دیا ہے اور دنیا

اپنے بسنے والوں سے کنارہ کشی کر چکی ہے اور انہیں ان کی آغوش سے الگ کر دیا ہے گویا کہ وہ ایک دن تھا جو بیت گیا اور ایک مہینہ تھا جو گزر گیا اس کی نئی چیزیں پرانی اور موٹے تازے (جسم) دبلے ہو گئے ایک ایسی جگہ میں (پہنچ کر) جو تنگ و (تار) ہے اور ایسی چیزوں میں (پھنس کر) جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑ کر) جس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اٹھتے ہوئے، بھڑکنے کی آوازیں غضبناک، گہراؤ نگاہ سے دور اطراف تیرہ و تار (آتشیں) دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے، گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے۔(خ 188/521)

دیکھو! اس کی حفاظت کرو اور اس کے ذریعہ سے اپنے لیے سروسامان حفاظت فراہم کرو دنیا کی آلودگیوں سے اپنا دامن پاک و صاف رکھو اور آخرت کی طرف والہانہ انداز سے بڑھو جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اسے پست نہ سمجھو اور جسے دنیا نے اوج و رفعت پر پہنچایا ہو اسے بلند مرتبہ نہ خیال کرو اس کے چمکنے والے بادل پر نظر نہ کرو اس کی باتیں کرنے والے کی باتوں پر کان نہ دھرو اور نہ اس کی دعوت دینے والے کی (آواز پر) لبیک کہو، نہ اس کی عمدہ و نفیس چیزوں پر مر مٹو کیونکہ اس کی چمکتی ہوئی بجلیاں نمائش اور اس کی باتیں جھوٹی ہیں اس کا اثاثہ تباہ اور اس کا عمدہ متاع غارت ہونے والا ہے دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال اور منہ زور اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن اور ہٹ دھرم ناشکری ہے اور سیدھی راہ سے مڑنے، رخ پھیر لینے والی اور کجرو پیچ و تاب کھانے والی ہے اس کا وتیرہ (ایک سے دوسرے کی طرف) پلٹ جانا ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے اس کی عزت (سراسر) ذلت اس کی سنجیدگی عین ہرزہ سرائی اور اس کی بلندی سرتا سر پستی ہے یہ غارتگری و تباہ کاری، ہلاکت و تاراجی کا گھر ہے اس کے رہنے والے پادر رکاب، چل چلاؤ کے منتظر، وصل و ہجر کی کش مکش میں گرفتار، اس کے راستے پاشان و پریشان، اس سے گریز کی راہیں دشوار اور اس کے منصوبے ناکام ہیں چنانچہ اس کی محفوظ گھاٹیوں نے ان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا، ان کے گھروں نے انہیں دور پھینک دیا اور ان کی ساری دانشمندیوں نے انہیں درماندہ کر دیا اب جو ہیں (ان کی حالت یہ ہے) کہ کچھ کی کونچیں کٹی ہوئی اور کچھ گوشت کے لوتھڑے ہیں جن کی کھال اتری ہوئی ہے اور کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہے ہوئے خون ہیں اور کچھ (غم و اندوہ سے) اپنے ہاتھ کاٹنے والے اور کچھ کف افسوس ملنے والے اور کچھ (فکر و تردد میں) رخسار کہنیوں پر رکھے ہوئے ہیں اور کچھ اپنی سمجھ کو کوسنے والے اور کچھ اپنے ارادوں سے روگردانی کرنے والے ہیں

(لیکن اب کہاں) جب کہ چارہ سازی کا موقعہ ہاتھ سے نکل چکا اور ناگہانی مصیبت سامنے آ گئی اب نکل بھاگنے کا وقت کہاں؟ یہ تو ایک ان ہونی بات ہے جو چیز ہاتھ سے نکل گی سو نکل گئی اور جو وقت جا چکا سو جا چکا او دنیا اپنی من مانی کرتے ہوئے گزر گئی ان پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔ (خ 189/524)

حالانکہ اس نے چھ ہزار برس تک جو پتہ نہیں دنیا کے سال تھے یا آخرت کے اس کی عبادت کی تھی تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں۔

زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں تمہارے لیے (فتنہ وفساد) کے شعلے بھڑکانے والا ہے۔

اور دنیا جہاں سے زیادہ تنگی وضیق کے عالم میں نہ تھے؟ (خ 190/528,529)

دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا اس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا، رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں۔ (خ 191/554)

اور اس دنیا سے متنبہ کئے دیتا ہوں کہ جو کوچ کی جگہ اور بے لطفی و بدمزگی کا مقام ہے اس میں بسنے والا آخر اس سے چل چلاؤ پر مجبور ہو گا اور ٹھہرنے والا اپنا رخ موڑ کر اس سے الگ ہو جائے گا یہ اپنے رہنے والوں سمیت اس طرح ڈانواڈول ہو رہی ہے جس طرح وہ کشتی جسے تند ہوائیں ہچکولے دے رہی ہوں کچھ تو ان میں سے ہلاک وغرق ہو گئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ موجوں کی سطح پر تھپیڑے کھا رہے ہیں اور ہوائیں اپنے دامنوں سے انہیں دھکیل رہی اور ہولناکیوں میں بڑھائے لیے جا رہی ہیں جو غرق ہو چکا ہے، وہ ہاتھ نہیں لگے گا اور جو بچ رہا ہے وہ مہلکوں میں پڑا رہے گا۔ (خ 194/563)

اور ان کے ذریعہ سے اچھی طرح دنیا کو حلق میں اتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور دنیا (والوں) کا ساتھ دیا کرتے ہیں مگر سوا ان (معدودے چند افراد کے) کہ جنہیں اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے چار میں سے ایک تو یہ ہوا۔ (ک 208/590)

خدایا! تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری باتوں کو سنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہمنوا اور ظلم وجور سے الگ ہیں جو دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی اور شر انگیزی سے دور ہیں۔ (خ 210/598)

پھر یہ کہ اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو اس وقت حق کے ساتھ مبعوث کیا جب کہ فنا نے دنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے اور آخرت سر پر منڈلانے لگی اس کی رونقوں کا اجالا اندھیرے سے بدلنے لگا اور اپنے رہنے والوں کے لیے مصیبت بن کر کھڑی ہو گئی اس کا فرش درشت و ناہموار ہو گیا۔ (خ 196/569)

اے لوگو! یہ دنیا گزرگاہ ہے اور آخرت جائے قرار اس راہ گذر سے اپنی منزل کے لیے توشہ اٹھالو جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا۔ اپنے پردے چاک نہ کرو قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کردیئے جائیں اپنے دل اس سے ہٹالو۔ (خ201/580)

دنیا سے سارے علائق قطع کرلو اور زاد تقویٰ سے اپنے کو تقویت پہنچاؤ۔ (ک 202/581)

تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے درآنحالیکہ آخرت میں تم گھر کی وسعت کے زیادہ محتاج ہو کہ (جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے) ہاں! اگر اس کے ساتھ تم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبیوں سے اچھا برتاؤ اور موقع ومحل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامرانیوں کو پالو گے۔ (ک207/585)

زمین نے کتنے باوقار جسموں اور دلفریب رنگ روپ والوں کو کھالیا جو رنج کی گھڑیوں میں بھی مسرت انگیز چہروں سے دل بہلاتے تھے۔

اسی دوران میں کہ وہ غافل ومدہوش کرنے والی زندگی کی چھاؤں میں دنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے اور دنیا انہیں دیکھ دیکھکر قہقہے لگا رہی تھی۔

اسی اثنا میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا۔

موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے کہ دائرہ بیان میں آسکیں یا اہل دنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پوری اتر سکیں۔ (ک218/615,617)

دنیا تو میرے نزدیک اس پتی سے بھی زیادہ بے قدر ہے جو ٹڈی کے منہ میں ہو جسے وہ چبا رہی ہو علیؑ کو فنا ہونے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔ (خ221/625)

کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے یاد الٰہی کو دنیا کے بدلے لے لیا انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید وفروخت۔

گویا کہ انہوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت کی منزل کو طے کرلیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

انہوں نے اہل دنیا کے سامنے ان چیزوں پر سے پردہ الٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے

دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سن سکتے۔(ک 219/618,619)

سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھ کو فریب نہیں دیا بلکہ تو خود (جان بوجھ کر) اس کے فریب میں آیا ہے اس نے تو تیرے سامنے نصیحتوں کو کھول کر رکھ دیا اور تجھے (ہر چیز سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا۔

اس نے جن بلاؤں کو تیرے جسم پر نازل ہونے اور جس کمزوری کے تیرے قویٰ پر طاری ہونے کا وعدہ کیا ہے اس میں راستگو اور ایفائے عہد کرنے والی ہے بجائے اس کے کہ تجھ سے جھوٹ کہا ہو یا فریب دیا ہو کتنے ہی اس دنیا کے بارے میں سچے نصیحت کرنیوالے ہیں جو تیرے نزدیک نا قابل اعتبار ہیں اور کتنے ہی اس کے حالات کو صحیح صحیح بیان کرنے والے ہیں جو جھٹلائے جاتے ہیں اگر تو ٹوٹے ہوئے گھروں اور سنسان مکانوں سے دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہیں اچھی یاددہانی اور موثر پند دہی کے لحاظ سے بمنزلہ ایک مہربان کے پائے گا جو تیرے (ہلاکتوں میں پڑنے سے) بخل سے کام لیتے ہیں یہ دنیا اس کے لیے اچھا گھر ہے جو اسے گھر سمجھنے پر خوش نہ ہو اور اسی کے لیے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن بنا کر نہ رہے اس دنیا کی وجہ سے سعادت کی منزل پر کل وہی لوگ پہنچیں گے جو آج اس سے گریزاں ہیں۔(ک 220/622)

(یہ دنیا) ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا اور فریب کاریوں میں شہرت یافتہ ہے اس کے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے اور نہ اس میں فروکش ہونے والے صحیح وسالم رہ سکتے ہیں۔

اس کے حالات مختلف اور اطوار ادلنے بدلنے والے ہیں خوش گذرانی کی صورت اس میں قابل مذمت اور امن سلامتی کا اس میں پتہ نہیں اس کے رہنے والے تیر اندازی کے ایسے نشانے ہیں کہ جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں فنا کرتی رہتی ہے۔

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں اور اس دنیا کی ان چیزوں کو کہ جن میں تم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ جو تم سے زیادہ لمبی عمروں والے تم سے زیادہ آباد گھروں والے اور تم سے زیادہ پائدار نشانیوں والے تھے۔(خ 223/626)

اللہ کے نزدیک دنیا کی حقارت کے لیے یہ بھی بہت ہے کہ اللہ کی معصیت ہوتی ہے تو اس میں اور اس کے یہاں کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے چھوڑنے سے۔(ح 385/931)

دنیا سے بے تعلق رہو تا کہ اللہ تم میں دنیا کی برائیوں کا احساس پیدا کرے اور غافل نہ ہو اس لیے کہ تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوا جائے گا۔(ح 391/932)

روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کے قاضی شریح ابن حارث نے آپؑ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی دینار کو خرید کیا

حضرتؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اسی دینار کو خرید کیا ہے او دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی دلوائی ہے؟

شریح نے کہا کہ جی ہاں یا امیر المومنینؑ! ایسا ہوا تو ہے (راوی کہتا ہے) اس پر حضرتؑ نے انہیں غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا۔

دیکھو! بہت جلد ہی وہ (ملک الموت) تمہارے پاس آ جائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا اور نہ تم سے گواہوں کو پوچھے گا اور وہ تمہارا بوریا بستر بندھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا اے شریح دیکھو! ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی دیکھو اس کی خریداری کے وقت تمہارے لیے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے کم بھی اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے وہ دستاویز یہ ہے:

یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بندے نے ایک ایسے بندے سے کہ جو سفر آخرت کے لیے پا در رکاب ہے خرید کیا ہے ایک ایسا گھر کہ جو دنیائے پرفریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطہ میں واقع ہے۔ جس کے حدود اربعہ یہ ہیں: پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے اور تیسری حد ہلاک کرنے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے اور اسی حد میں اس کا دروازہ کھلتا ہے اس فریب خوردہ امید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے اس گھر کو خریدا ہے اس قیمت پر کہ اس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اٹھایا اور طلب و خواہش کی ذلت میں جا پڑا اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ، قیصر اور تبع و حمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں الٹ دینے والے اور مال سمیٹ سمیٹ کر اسے بڑھانے او نچے او نچے محل بنانے سنوارنے انہیں فرش فروش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جا کر حساب و کتاب کے موقف اور عذاب و ثواب کے محل میں کھڑا کرے اس وقت کہ جب حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہوگا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے گواہ شد بر ایں عقل: جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔ (ر 3/652)

تم اس وقت کیا کرو گے جب دنیا کے یہ لباس جن میں لپٹے ہوئے ہو تم سے اتر جائیں گے یہ دنیا جو اپنی سج دھج کی

جھلک دکھاتی اور اپنے حظ و کیف سے ورغلاتی ہے جس نے تمہیں پکارا تو تم نے لبیک کہی اس نے تمہیں کھینچا تو تم اس کے پیچھے ہو لیے اور اس نے تمہیں حکم دیا تو تم نے اس کی پیروی کی وہ وقت دور نہیں کہ بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے کہ جن سے کوئی سپر تمہیں بچا نہ سکے گی لہٰذا اس دعوے سے باز آ جاؤ، حساب و کتاب کا سرو سامان کرو اور آنے والی موت کے لیے دامن گردان کر تیار ہو جاؤ اور گمراہوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔(ر 10/663)

عبداللہ ابن عباسؓ کے نام:

عبداللہ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں نے اس کلام سے حاصل کیا اتنا پیغمبرؐ کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا۔

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں یہ خوشی اور غم بیکار ہے تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونا چاہیے اور اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے اس پر رنج ہونا چاہیے اور جو چیز دنیا سے پالو اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بے قرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیے۔(ر 22/681)

اس زمانہ (کج رفتار) پر حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ ایسوں کا نام لیا جاتا ہے جنہوں نے میدان سعی میں میری سی تیز گامی کبھی نہیں دکھائی اور نہ ان کے لیے میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات ہیں ایسے خدمات کہ جن کی مانند کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا مگر یہ کہ کوئی مدعی ایسی چیز کا دعوے کر بیٹھے کہ جسے میں نہیں جانتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ اسے جانتا ہوگا (یعنی کچھ ہو تو وہ جانے) بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔(ر 9/660)

اور اہل شام دنیا پر اتنے مر مٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں۔(ر 17/674)

یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے تو اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواریوں میں ڈالا اور آخرت میں بھی رسوا و ذلیل ہوگا۔(ر 26/688)

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے، مگر دنیا داران کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب

کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی۔

اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گی، نہ ان کے حظ ونصیب میں کمی ہوگی۔

اور دنیا تمہارے عقب سے تہہ کی جارہی ہے۔(ر27/689,690)

زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پردہ ہی ڈالے رکھا تھا جو یوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو،ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں۔(ر28/692)

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے دنیا کی روگردانی، زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے۔

دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا، گردش روزگار سے اسے ڈرانا، گزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔

یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہش کا تسلط ہو جائے یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں۔

اور بہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے نعمتوں کا دینا، ابتلاؤ آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا دینا۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اس کی حالت اور اس کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت والوں کے لیے جو سروسامان عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے ان کی مثال ان مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا اور انہوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تر و تازہ و پر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرارگاہ تک پہنچ جائیں اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا انہیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اس کے برخلاف ان لوگوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا ان لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے وہ دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رخ کر لیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو ان کے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر ادھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا

ہے اور بہر صورت وہاں جانا ہے۔

کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔

یاد رکھو! تم آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو نہ کہ دنیا کے لیے، فنا کے لیے خلق ہوئے ہو نہ بقا کے لیے، موت کے لیے بنے ہو نہ حیات کے لیے، تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی حصہ ٹھیک نہیں اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لیے ہے اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے۔

خبردار! دنیاداروں کی دنیا پرستی اور ان کی حرص و طمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے اس لیے کہ اللہ نے اس کا وصف خوب بیان کر دیا ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے اس (دنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہوئے ہیں نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے جو ان کی رکھوالی کرے نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے دنیا نے ان کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے اور ہدایت کے مینار سے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں یہ اس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں اور اسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے دنیا ان سے کھیل رہی ہے اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں اور اس کی آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔

ٹھہرو اندھیرا چھٹنے دو گویا (میدان حشر میں) سواریاں اتر ہی پڑی ہیں تیز قدم چلنے والوں کے لیے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلہ سے مل جائیں اور معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے۔

میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں، والسلام۔ (ر 31/703,704,705,708,710,712,714,715,721)

اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو کیونکہ دنیا تم سے بہر حال قطع ہو جائے گی اور آخرت تمہارے قریب پہنچ چکی ہے، والسلام۔ (ر 32/723)

کچھ شام کے لوگوں کو (مکہ) حج کے لیے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈتے ہیں اور اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں اور دین کے بہانے دنیا (کے تھنوں) سے دودھ دوہتے ہیں اور نیکوں اور پرہیزگاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے

ہیں۔(ر 33/723)

اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر دنیا کو نہ سنوارو اور نہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔(ر 43/734)

اور اس امت کے ساتھ اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لیے غفلت کا موقع تاک رہے تھے۔

خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں اور نہ ان پرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی پرانا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے۔

اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے، کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے پڑے ہیں، اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا، قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لیے اترا جائے گا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہوگا، وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا، وہ توفیق سے ہمکنار ہوگا تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لیے تنگ ہو جائیں اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے۔

مجھ سے دور ہو۔۔۔ میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے (ر 41/731,739)

تم نوعمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال و حرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں۔(ر 31/707)

اور دین کے بہانے دنیا (کے تھنوں) سے دودھ دوہتے ہیں اور نیکوں اور پرہیزگاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے ہیں۔(ر 33/723)

تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اس طرح تم نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو گنوایا۔ (ر 39/729)

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اور جس کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے سازو سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے۔ (ر 45/736)

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

یاد رکھو! سرکشی اور دروغ گوئی انسان کو دین و دنیا میں رسوا کر دیتی ہے۔ (ر 48/749)

یا کسی مشترکہ عمل میں اس کے آس پاس کے لوگوں کے لیے ضرر کی باعث ہو یوں کہ اس کا بوجھ دوسرے پر ڈال دے اس صورت میں اس کے خوش گوار مزے تو اس کے لیے ہوں گے نہ تمہارے لیے مگر اس کا بدنما دھبہ دنیا و آخرت میں تمہارے دامن پر رہ جائے گا۔ (ر 53/772)

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا دنیا کے خواہشمند نہ ہونا۔ (ر 47/748)

معاویہ کے نام:

دنیا آخرت سے روگردان کر دینے والی ہے اور جب دنیا دار اس سے کچھ تھوڑا بہت پا لیتا ہے تو وہ اس کے لیے اپنی حرص و شیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے اور جو ہاتھ نہیں آیا اس سے بے نیاز رہے حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اس سے جدائی اور جو کچھ بندوبست کیا ہے اس کی شکست لازمی ہے اور اگر تم گزشتہ حالات سے عبرت حاصل کرو تو باقی عمر کی حفاظت کر سکو گے، والسلام۔ (ر 49/750)

لہٰذا لذت کا حصول اور جذبۂ انتقام کو فرو کرنا ہی تمہاری نظروں میں دنیا کی بہترین نعمت نہ ہو۔ (ر 66/797)

معاویہ کے نام:

بعد حمد و صلوٰۃ معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند عالم نے دنیا اس کے بعد کی منزل کے لیے بنائی ہے اور اس میں لوگوں کو آزمائش میں ڈالا ہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ ان میں کس کے اعمال بہتر ہیں اور ہم دنیا کے لیے پیدا نہیں کئے گئے اور نہ اس میں تگ و دو کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم تو یہاں اس لیے لائے گئے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ ہماری آزمائش ہو چنانچہ اللہ نے تمہارے ذریعہ سے مجھے اور میرے ذریعہ سے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے اور ایک کو دوسرے پر حجت ٹھہرایا ہے مگر تم قرآن کی (غلط سلط) تاویلیں کر کے دنیا پر چھاپہ مارنے لگے اور مجھ سے اس چیز کا مواخذہ کرنے لگے جس میں میرا ہاتھ اور زبان دونوں بے گناہ تھے مگر تم نے اور شامیوں نے مل کر اسے میرے سر منڈھ دیا تم میں کے واقف کاروں نے ناواقفوں کو اور کھڑے ہوؤں

نے بیٹھے ہوؤں کو آمادہ پیکار کر دیا اپنے دل میں کچھ اللہ کا خوف کرو شیطان سے اپنی باگ چھڑانے کی کوشش کرو اور آخرت کی طرف اپنا رخ موڑو کیونکہ ہمارا اور تمہارا راستہ وہی ہے اور اس بات سے ڈرو کہ اللہ تمہیں کسی ایسی ناگہانی مصیبت میں نہ جکڑ لے کہ جس سے نہ تمہاری جڑ رہے نہ شاخ میں تم سے قسم کھاتا ہوں ایسی قسم کہ جس کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر اسباب تقدیر نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ جمع کر دیا تو اس وقت تک تمہارے مقابلہ میں میدان نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔(ر 55/781)

اور اس فریب کار دنیا سے ڈرتے رہنا اور کسی حالت میں اس سے مطمئن نہ ہونا۔(ر 56/782)

اپنے زمانہ خلافت سے قبل سلمان فارسی رحمہ اللہ کے نام تحریر فرمایا تھا:

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کا زہر مہلک ہوتا ہے لہٰذا دنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوں ان سے منہ موڑے رہنا کیونکہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں اس کی فکروں کو اپنے سے دور رکھو کیونکہ تمہیں اس کے جدا ہو جانے اور اس کے حالات کے پلٹا کھانے کا یقین ہے اور جس وقت اس سے بہت زیادہ وابستگی محسوس کرو اسی وقت اس سے زیادہ پریشان ہو کیونکہ جب بھی دنیا دار اس کی مسرت پر مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ اسے سختیوں میں جھونک دیتی ہے یا اس کے انس پر بھروسا کر لیتا ہے، تو وہ اس کے انس کو وحشت و ہراس سے بدل دیتی ہے۔ (ر 48/798)

اور گزری ہوئی دنیا سے باقی دنیا کے بارے میں عبرت حاصل کرو کیونکہ اس کا ہر دور دوسرے دور سے ملتا جلتا ہے اور اس کا آخر بھی اپنے اول سے جا ملنے والا ہے اور یہ دنیا سب کی سب فنا ہونے والی اور بچھڑ جانے والی ہے۔

اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آ پڑے اس حال میں کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو۔(ر 69/801)

اور آخرت کے لیے کوئی توشہ باقی رکھنا نہیں چاہتے تم اپنی آخرت گنوا کر دنیا بنا رہے ہو اور دین سے رشتہ توڑ کر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر رہے ہو۔(ر 71/802)

اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔(ح 6/810)

یہ دنیا دار ہیں جو دنیا کی طرف جھک رہے ہیں اور اسی کی طرف تیزی سے لپک رہے ہیں۔(ر 70/802)

تم اپنی زندگی کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ اس چیز کو حاصل کر سکتے ہو جو تمہارے مقدر میں نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ زمانہ دو دنوں پر تقسیم ہے ایک دن تمہارے موافق اور ایک دن تمہارا مخالف اور دنیا مملکتوں کے انقلاب و

انتقال کا گھر ہے اس میں جو چیز تمہارے فائدہ کی ہوگی وہ تمہاری کمزوری و ناتوانی کے باوجود پہنچ کر رہے گی اور جو چیز تمہارے نقصان کی ہوگی اسے تم قوت و طاقت سے بھی نہیں ہٹا سکتے۔ (ر 72/803)

کتنے ہی لوگ ہیں جو آخرت کی بہت سی سعادتوں سے محروم ہو کر رہ گئے وہ دنیا کے ساتھ ہو لیے خواہش نفسانی سے بولنے لگے۔ (ر 78/807)

جب دنیا (اپنی نعمتوں کو لے کر) کسی کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اسے عاریت دے دیتی ہے اور جب اس سے رخ موڑ لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔ (ح 8/811)

اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا، وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا۔

اور جس نے دنیا و آخرت کی ہلاکت سے سلامتی چاہی وہ دونوں میں ہلاک ہوا۔ (ح 30/818)

یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا عام طریقہ ہے جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بجالاتے ہیں آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اس سے تمہارے حکمرانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبختی مول لیتے ہو اور وہ مشقت کتنی گھاٹے والی ہے جس کا نتیجہ سزائے اخروی ہو۔ (ح 37/821)

اور اگر تمام متاع دنیا کافر کے آگے ڈھیر کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے، تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا۔ (ح 45/824)

دنیا والے ایسے سواروں کے مانند ہیں جو سو رہے ہیں اور سفر جاری ہے۔ (ح 64/828)

اے دنیا! اے دنیا دور ہو مجھ سے ۔۔۔ کیا میرے سامنے اپنے کو لاتی ہے؟ یا میری دلدادہ و فریفتہ بن کر آئی ہے تیرا وہ وقت نہ آئے (کہ تو مجھے فریب دے سکے) بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جا کسی اور کو جل دے مجھے تیری خواہش نہیں ہے؟ میں تو تین بار تجھے طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں تیری زندگی تھوڑی تیری اہمیت بہت ہی کم اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے افسوس زادراہ تھوڑا، راستہ طویل، سفر دور دراز اور منزل سخت ہے۔ (ح 77/831)

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات سلجھائے رکھے گا اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوار دے گا اور جو خود اپنے کو وعظ و پند کر لے تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔ (ح 89/835)

اور دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔ (ح 94/836)

اس سے دل متواضع اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی تاسی کرتے ہیں دنیا اور آخرت آپس میں دو ناساز گار دشمن اور دو جدا جدا راستے ہیں چنانچہ جو دنیا کو چاہے گا اور اس سے دل لگائے گا وہ آخرت سے بیر اور دشمنی رکھے گا وہ دونوں بمنزلہ مشرق و مغرب کے ہیں اور ان دونوں سمتوں کے درمیان چلنے والا جب بھی ایک سے قریب ہوگا تو دوسرے سے دور ہونا پڑے گا پھر ان دونوں کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا دوستوں کا ہوتا ہے۔(ح103/839)

اے نوف! خوشا نصیب ان کے جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے۔ (ح104/839)

جو لوگ اپنی دنیا سنوارنے کے لیے دین سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں، تو خدا اس دنیوی فائدہ سے کہیں زیادہ ان کے لیے نقصان کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔(ح106/840)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے ہیں اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔(ح116/844)

اور تعجب ہے اس پر کہ جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو سرائے فانی کو آباد کرتا ہے اور منزل جاودانی کو چھوڑ دیتا ہے۔(ح126/847)

ایک شخص کو دنیا کی برائی کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: "اے دنیا کی برائی کرنے والے! اس کے فریب میں مبتلا ہونے والے اور اس کی غلط سلط باتوں کے دھوکے میں آنے والے! تم اس پر گرویدہ بھی ہوتے ہو اور پھر اس کی مذمت بھی کرتے ہو کیا تم دنیا کو مجرم ٹھہرانے کا حق رکھتے ہو یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو حق بجانب ہے؟ دنیا نے کب تمہارے ہوش و حواس سلب کئے اور کس بات سے فریب دیا؟ کیا ہلاکت و کہنگی سے، تمہارے باپ دادا کے بے جان ہو کر گرنے سے یا مٹی کے نیچے تمہاری ماؤں کی خواب گاہوں سے؟ کتنی تم نے بیماروں کی دیکھ بھال کی اور کتنی دفعہ خود تیمار داری کی اس صبح کو کہ جب نہ دوا کارگر ہوتی نظر آتی تھی اور نہ تمہارا رونا دھونا ان کے لیے کچھ مفید تھا تم ان کے لیے شفا کے خواہشمند تھے اور طبیبوں سے دوا دارو پوچھتے پھرتے تھے ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی تمہارا اندیشہ فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا اور تمہارا مقصد حاصل نہ ہوا اور اپنی چارہ سازی سے تم موت کو اس بیمار سے نہ ہٹا سکے تو دنیا نے تو اس کے پردے میں خود تمہارا انجام اور اس کے ہلاک ہونے سے خود تمہاری ہلاکت کا نقشہ تمہیں دکھایا دیا بلاشبہ دنیا اس اس شخص کے لیے جو باور کرے، سچائی کا گھر ہے اور جو اس کی ان باتوں کو سمجھے اس کے لیے امن و عافیت کی منزل ہے اور اس سے زاد راہ حاصل کر لے اس کے لیے دولتمندی کی منزل ہے اور جو اس

سے نصیحت حاصل کرے، اس کے لیے وعظ و نصیحت کا محل ہے وہ دوستان خدا کے لیے عبادت کی جگہ، اللہ کے فرشتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مقام، وحی الٰہی کی منزل اور اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے انہوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنت کو فائدہ میں حاصل کیا، تو اب کون ہے جو دنیا کی برائی کرے، جب کہ اس نے اپنے جدا ہونے کی اطلاع دے دی ہے اور اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے بسنے والوں کی خبر دے دی ہے چنانچہ اس نے اپنی ابتلاء سے ابتلاء کا پتہ دیا ہے اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرتوں کا شوق دلایا ہے، وہ رغبت دلانے اور ڈرانے خوفزدہ کرنے اور متنبہ کرنے کے لیے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو درد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی وہ اس کی برائی کرنے لگے اور دوسرے لوگ قیامت کے دن اس کی تعریف کریں گے کہ دنیا نے ان کو آخرت کی یاد دلائی تو انہوں نے یاد رکھا اور اس نے انہیں خبر دی تو انہوں نے تصدیق کی اور اس نے انہیں پند و نصیحت کی تو انہوں نے نصیحت حاصل کی"۔ (ح131/849)

دنیا اصل منزل قرار کے لیے ایک گزرگاہ ہے اس میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اس میں اپنے نفس کو بیچ کر ہلاک کر دیا اور ایک وہ جنہوں نے اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (ح133/851)

خدا کی قسم! تمہاری یہ دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔ (ح236/880)

تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں اگر دنیا انہیں ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔

مگر عمل میں کم ہی کم رہتے ہیں فانی چیزوں میں نفسی نفسی کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں میں سہل انگاری سے کام لیتے ہیں۔ (ح150/857)

دنیا میں انسان موت کی تیر اندازی کا ہدف اور مصیبت و ابتلاء کی غارت گری کی جولانگاہ ہے جہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے اور جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت نہیں پاتا جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے اور اس کی عمر کا ایک دن آتا نہیں جب تک کہ ایک دن اس کی عمر سے کم نہ ہو جائے ہم موت کے مددگار ہیں اور ہماری جانیں ہلاکت کی زد پر ہیں تو اس صورت میں ہم کہاں سے بقا کی امید کر سکتے ہیں، جب کہ شب و روز کسی عمارت کو بلند نہیں کرتے مگر یہ کہ حملہ آور ہو کر جو بنایا ہے اسے گراتے اور جو یکجا کیا ہے اسے بکھیرتے ہوتے ہیں۔ (ح191/868)

یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچہ کی طرف جھکتی ہے اس

کے بعد حضرتؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ''ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں، ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہی کو اس زمین کا مالک بنائیں''۔ (ح209/872)

جو دنیا کے لیے اندوہناک ہو وہ قضا و قدر الٰہی سے ناراض ہے۔

اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔ (ح228/877)

دنیا کی تلخی آخرت کی خوشگواری ہے اور دنیا کی خوشگواری آخرت کی تلخی ہے۔ (ح251/883)

دنیا میں کام کرنے والے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دنیا کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے روک رکھا ہے وہ اپنے پسماندگان کے لیے فقر و فاقہ کا خوف کرتا ہے مگر اپنی تنگدستی سے مطمئن ہے تو وہ دوسروں کے فائدہ ہی میں پوری عمر بسر کر دیتا ہے اور ایک وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اس کے لیے عمل کرتا ہے تو اسے تگ و دو کیے بغیر دنیا بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ دونوں حصوں کو سمیٹ لیتا ہے اور دونوں گھروں کا مالک بن جاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک باوقار ہوتا ہے اور اللہ سے کوئی حاجت نہیں مانگتا جو اللہ پوری نہ کرے۔ (ح269/898)

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اس کی نظروں میں پست و حقیر تھی۔ (ح289/904)

لوگ اسی دنیا کی اولاد ہیں اور کسی شخص کو اپنی ماں کی محبت پر لعنت ملامت نہیں کی جا سکتی۔ (ح303/908)

اے گروہ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ہوسکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے۔ (ح344/918)

جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ تھوڑی سی دنیا پر بھی خوش رہتا ہے۔ (ح349/920)

اے حرص و طمع کے اسیرو! باز آؤ کیونکہ دنیا پر ٹوٹنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا اندیشہ کرنا چاہیے۔ (ح359/922)

اے لوگو! دنیا کا ساز و سامان سوکھا سڑا بھوسا ہے جو وبا پیدا کرنے والا ہے لہٰذا اس چراگاہ سے دور رہو کہ جس سے چل

چلاؤ باطمینان منزل کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے اور صرف بقدر کفاف لے لینا اس دولت وثروت سے زیادہ برکت والا ہے اس کے دولت مندوں کے لیے فقر طے ہو چکا ہے اور اس سے بے نیاز رہنے والوں کو راحت کا سہارا دیا گیا ہے جس کو اس کی سج دھج لبھا لیتی ہے وہ انجام کار اس کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور جو اس کی چاہت کو اپنا شعار بنالیتا ہے وہ اس کے دل کو ایسے غموں سے بھر دیتی ہے جو دل کی گہرائیوں میں تلاطم برپا کرتے ہیں یوں کہ کبھی کوئی فکر اسے گھیرے رہتی ہے اور کبھی کوئی اندیشہ اسے رنجیدہ بنائے رہتا ہے وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ اس کا گلا گھوٹا جانے لگتا ہے اور وہ بیابان میں ڈال دیا جاتا ہے اس عالم میں کہ اس کے دل کی دونوں رگیں ٹوٹ چکی ہوتی ہیں اللہ کو اس کا فنا کرنا سہل اور اس کے بھائی بندوں کا اسے قبر میں اتارنا آسان ہوجاتا ہے مومن دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس سے اتنی ہی غذا حاصل کرتا ہے جتنی پیٹ کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور اس کے بارے میں ہر بات کو بغض وعناد کے کانوں سے سنتا ہے اگر کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مال دار ہو گیا ہے تو پھر یہ بھی کہنے میں آتا ہے کہ نادار ہو گیا ہے اگر زندگی پر خوشی کی جاتی ہے تو مرنے پر غم بھی ہوتا ہے یہ حالت ہے حالانکہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جس میں پوری پوری مایوسی چھا جائے گی ۔(ح 367/924)

اور یہ دنیا جو اس کے لیے آراستہ وپیراستہ ہے اس آخرت کا عوض نہیں ہوسکتی کہ جس کو اس کی غلط نگاہ نے بری صورت میں پیش کیا ہے وہ فریب خوردہ جو اپنی بلند ہمتی سے دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو اس دوسرے شخص کے مانند نہیں ہوسکتا جس نے تھوڑا بہت آخرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو (ح 370/926)

جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا اے جابر! چار قسم کے آدمیوں سے دین ودنیا کا قیام ہے عالم جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو سخی جو داد ودہش میں بخل نہ کرتا ہو اور فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو، تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا اور جب دولت مند نیکی واحسان میں بخل کرے گا، تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

اے جابرؓ! جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں گی لوگوں کی حاجتیں بھی اس کے دامن سے زیادہ وابستہ ہوں گی لہٰذا جو شخص ان نعمتوں پر عائد ہونے والے حقوق کو اللہ کی خاطر ادا کرے گا وہ ان کے لیے دوام وہمیشگی سا سامان کرے گا اور جو ان واجب حقوق کے ادا کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہوگا وہ انہیں فنا وبربادی کی زد پر لے آئے گا ۔(ح 372/926)

دنیا کی حالت دیکھتے ہوئے اس کی طرف جھکنا جہالت ہے اور حسن عمل کے ثواب کا یقین رکھتے ہوئے اس میں کوتاہی کرنا گھاٹا اٹھانا ہے اور پرکھے بغیر ہر ایک پر بھروسا کر لینا عجز وکمزوری ہے۔(ح 384/931)

لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ تم سعی وکوشش کرو اور (سفر آخرت کے لیے) تیار ہو جاؤ اور سروسامان مہیا کرو اور زاد مہیا کر

لینے والی منزل سے زادفراہم کرلو دنیا تمہیں فریب نہ دے جس طرح تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں اور گزشتہ لوگوں کو فریب دیا۔

اس دنیا سے ڈرو کہ یہ غدار، دھوکہ باز اور فریب کار ہے دینے والی (اور پھر) لے لینے والی ہے لباس پہنانے والی (اور پھر) اتروا لینے والی ہے اس کی آسائشیں ہمیشہ نہیں رہتیں نہ اس کی سختیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ اس کی مصیبتیں تھمتی ہیں۔

اس خطبہ کا یہ حصہ زاہدوں کے اوصاف میں ہے:

''وہ ایسے لوگ تھے جو اہل دنیا میں سے تھے مگر (حقیقۃ) دنیا والے نہ تھے وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ گویا دنیا سے نہ ہوں ان کا عمل ان چیزوں پر ہے جنہیں خوب جانے پہچانے ہوئے ہیں اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے بچنے کے لیے جلدی کرتے ہیں ان کے جسم گویا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کررہے ہیں وہ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔(خ227/635,636)

جو دنیا سے تمہیں حاصل ہو اسے لے لو اور جو چیز رخ پھیر لے اس سے منہ موڑے رہو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر تحصیل وطلب میں میانہ روی اختیار کرو۔(ح393/933)

عمار بن یاسرؓ کو جب مغیرہ ابن شعبہ سے سوال و جواب کرتے سنا، تو ان سے فرمایا اے عمارؓ! اسے چھوڑو اس نے دین سے بس وہ لیا ہے، جو اسے دنیا سے قریب کرلے اور اس نے جان بوجھ کر اپنے کو اشتباہ میں ڈال رکھا ہے تا کہ ان شبہات کو اپنی لغزشوں کے لیے بہانہ قرار دے سکے۔(ح405/936)

اپنے فرزند حسنؑ سے فرمایا اے فرزند! دنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو اس لیے کہ تم دو میں سے ایک کے لیے چھوڑو گے ایک وہ جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا تو جو مال تمہارے لیے بدبختی کا سبب بنا وہ اس کے لیے راحت وآرام کا باعث ہوگا یا وہ ہوگا جو اسے خدا کی معصیت میں صرف کرے تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بد بخت ہوگا اور اس صورت میں تم خدا کی معصیت میں اس کے معین و مددگار ہوگے اور ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کلام ایک دوسری صورت میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے:

جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے تم سے پہلے اس کے مالک دوسرے تھے اور یہ تمہارے بعد دوسروں کی طرف پلٹ جائے گا اور تم دو میں سے ایک کے لیے جمع کرنے والے ہو ایک وہ جو تمہارے جمع کیے ہوئے مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے

گا تو جو مال تمہارے لیے بدبختی کا سبب ہو وہ اس کے لیے سعادت و نیک بختی کا سبب ہوگا وہ جو اس مال سے اللہ کی معصیت کرے تو جوتم نے اس کے لیے جمع کیا وہ تمہارے لیے بدبختی کا سبب ہوگا اور ان دونوں میں سے ایک بھی اس قابل نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو اور ان کی وجہ سے اپنی پشت کو گرانبار کرو جو گزر گیا اس کے لیے اللہ کی رحمت اور جو باقی رہ گیا ہے اس کے لیے رزق الٰہی کے امیدوار رہو۔(ح416/938)

لین دین میں سب سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والا اور دوڑ دھوپ میں سب سے زیادہ ناکام ہونے والا وہ شخص ہے جس نے مال کی طلب میں اپنے بدن کو بوسیدہ کر ڈالا ہو مگر تقدیر نے اس کے ارادوں میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو لہٰذا وہ دنیا سے بھی حسرت لیے ہوئے گیا اور آخرت میں بھی اس کی پاداش کا سامنا کیا۔(ح430/942)

رزق دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ جو خود ڈھونڈتا ہے اور ایک وہ جسے ڈھونڈا جاتا ہے چنانچہ جو دنیا کا طلبگار ہوتا ہے، موت اس کو ڈھونڈتی ہے یہاں تک کہ دنیا سے اسے نکال باہر کرتی ہے اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہوتا ہے، دنیا خود اسے تلاش کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس سے تمام وکمال اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے۔(ح431/943)

دوستان خدا وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر کرتے ہیں، وہ آخرت میں حاصل ہونے والی چیزوں میں منہمک رہتے ہیں۔(ح432/943)

دو ایسے خواہشمند ہیں جو سیر نہیں ہوتے طالب علم اور طلبگار دنیا۔(ح457/949)

دنیا ایک دوسری منزل کے لیے پیدا کی گئی ہے نہ اپنے (بقاودوام کے) لیے۔(ح463/950)

جب مالک اشترؓ کو مصر کا حاکم تجویز فرمایا تو ان کے ہاتھ اہل مصر کو بھیجا:

اللہ سبحانہ نے محمدؐ کو تمام جہانوں کا (ان کی بداعمالیوں کی پاداش سے) ڈرانے والا اور تمام رسولوں پر گواہ بنا کر بھیجا پھر جب رسول اللہ کی وفات ہوگئی تو ان کے بعد مسلمانوں نے خلافت کے بارے میں کھینچا تانی شروع کر دی اس موقع پر بخدا مجھے یہ کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا اور نہ میرے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ پیغمبرؐ کے بعد عرب خلافت کا رخ ان کے اہل بیتؑ سے موڑ دیں گے اور نہ یہ کہ ان کے بعد اسے مجھ سے ہٹا دیں گے مگر ایک دم میرے سامنے یہ منظر آیا کہ لوگ فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے دوڑ پڑے ان حالات میں میں نے اپنا ہاتھ روکے رکھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ مرتد ہونے والے اسلام سے مرتد ہو کر محمدؐ کے دین کو مٹا ڈالنے کی دعوت دے رہے ہیں اب میں ڈرا کہ اگر کوئی رخنہ یا خرابی دیکھتے ہوئے میں اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں گا تو یہ میرے لیے اس سے بڑھ کر مصیبت ہوگی جتنی یہ مصیبت کہ تمہاری یہ حکومت میرے ہاتھ سے چلی جائے جو تھوڑے دنوں کا اثاثہ ہے اس میں کی ہر چیز زائل ہو جائے گی اس طرح جیسے سراب بے حقیقت ثابت ہوتا ہے یا جس طرح بدلی چھٹ جاتی ہے چنانچہ میں ان بدعتوں کے ہجوم میں اٹھ کھڑا ہوا یہاں تک کہ باطل دب کر فنا ہو گیا اور دین محفوظ ہو کر تباہی سے بچ گیا۔(ر62/786)

دنیا کے متعلق فرمایا:

دنیا دھوکے باز، نقصان رساں اور رواں دواں ہے اللہ نے اپنے دوستوں کے لیے اسے بزور ثواب پسند نہیں کیا اور نہ دشمنوں کے لیے اسے بطور سزا پسند کیا اہل دنیا سواروں کے مانند ہیں کہ ابھی انہوں نے منزل کی ہی تھی کہ ہنکانے والے نے انہیں للکارا اور یہ چل دیئے۔(ح415/937)

دنیا کا مال ومتاع

8

ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے، اسے لے کر فرمان قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرات لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال ونفس میں فراوانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لئے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے وہ اس کامیاب جواری کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے، جس سے اسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان ہو بھی چکا ہے تو وہ دور ہو جائے، اسی طرح وہ مسلمان جو بد دیانتی سے پاک دامن ہو، دو اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے یا اللہ کی طرف سے بلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لئے بہتر ہیں اور یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (دنیا کی) نعمتیں حاصل ہوں تو اس صورت میں اس کے مال بھی ہے اور اولاد بھی اور پھر اس کا عین اور عزت نفس بھی برقرار ہے بیشک مال واولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشت زار ہے اور بعض لوگوں کے لئے اللہ ان دونوں چیزوں کو یکجا کر دیتا ہے جتنا اللہ نے ڈرایا ہے اتنا اس سے ڈرتے رہو اور اتنا اس سے خوف کھاؤ کہ تمہیں عذر نہ کرنا پڑے عمل بے ریا کرو اس لئے کہ جو شخص کسی اور کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اس کو اسی کے حوالہ کر دیتا ہے ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت نیکوں کی ہمدمی اور انبیاء کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے:

دیکھو تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دور کرنے میں

پہلوتہی نہ کرے جس کے روکنے سے یہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوگی جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اس کی مدد سے رک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔

شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں پر حجیرة کے معنی کثرت وزیادتی کے ہیں اور یہ عربوں کے قول "الجم الغفیر اور الجماء الغفیر" (اژدہام) سے ماخوذ ہے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفوہ ہے اور عفوہ کسی شے کے عمدہ اور منتخب حصہ کو کہتے ہیں یوں کہا جاتا ہے "اکلت عفوة الطعام" یعنی میں نے منتخب اور عمدہ کھانا کھایا و من یقبض یده عن عشیرته (تا آخر کلام) کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس جملہ کے معنی کتنے حسین ودلکش ہیں حضرتؑ کی مراد یہ ہے کہ جو شخص اپنے قبیلہ سے حسن سلوک نہیں کرتا تو اس نے ایک ہی ہاتھ کی منفعت کو روکا لیکن جب ان کی امداد کی ضرورت پڑے گی اور ان کی ہمدردی واعانت کے لئے لاچار ومضطر ہوگا تو وہ ان سے بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھنے والے قدموں کی ہمدردیوں اور چارہ سازیوں سے محروم ہو جائے گا۔(خ 23/159)

اور تمہارا مال واسباب تقسیم ہو چکا ہے۔(ح 130/849)

اور زکوۃ سے اپنے مال کی حفاظت کرو۔(ح 146/854)

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حسن سلوک برتا ہے اور نا اہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے اس کے لیے یہی پڑتا ہے کہ کمینے اور شریر اس کی مدح وثنا کرنے لگتے ہیں اور جب تک وہ دیتا دلاتا رہے جاہل کہتے رہتے ہیں کہ اس کا ہاتھ کتنا سخی ہے حالانکہ اللہ کے معاملہ میں وہ بخل کرتا ہے چاہیے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے خوش اسلوبی سے مہمان نوازی کرے قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے محتاجوں اور قرضداروں کو دے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر برداشت کرے اس لیے کہ ان خصائل وعادت سے آراستہ ہونا دنیا کی بزرگیوں سے شرفیاب ہونا اور آخرت کی فضیلتوں کو پالینا ہے، انشاء اللہ۔(ک 140/390)

لہٰذا خدا کی خوشنودی کا معیار اولاد و مال کو قرار نہ دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ "وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال واولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں"۔ اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں چنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ موسیٰؑ اپنے بھائی ہارونؑ کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے

پاس آئے کہ ان کے جسم پر اونی کرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و قرار کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اس نے (اپنے حاشیہ نشینوں سے) کہا کہ تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور جس ذلیل صورت میں یہ ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو (اگر ان میں اتنا ہی دم خم تھا تو پھر) ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے یہ اس لیے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کی کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضا کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزا و سزا بیکار اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے۔

یونہی خوش حال قوموں کے مالدار لوگ اپنی نعمتوں پر اتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ "ہم مال و اولاد میں بڑھے ہوئے ہیں ہمیں کیونکر عذاب کیا جا سکتا ہے"۔ اب اگر تمہیں فخر ہی کرنا ہے تو اس کی پاکیزگی اخلاق بلند کردار اور حسن سیرت پر فخر و ناز کرو کہ جس میں عرب گھرانوں کے باعظمت و بلند ہمت سرداران قوم اپنی خوش اطواریوں بلند پایہ دانائیوں اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے تم بھی ان قابل ستائش خصلتوں کی طرفداری کرو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، عہد و پیمان کو نباہنا نیکوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت کرنا حسن سلوک کا پابند اور ظلم و تعدی سے کنارہ کش رہنا خونریزی سے پناہ مانگنا خلق خدا سے عدل و انصاف برتنا غصہ کو پی جانا زمین میں شر انگیزی سے دامن بچانا تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیے جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بد اعمالیوں اور بد کرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے۔(خ190/532,538)

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔

اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے حسن ابن علی علیہما السلام اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور امور خیر میں صرف کریں گے اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے اور حسینؑ زندہ ہوں تو وہ ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے اور انہی کی راہ پر چلائیں گے۔

علیؑ کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندان علیؑ کا ہے اتنا ہی اولاد فاطمہؑ کا ہے بیشک میں نے صرف اللہ کی رضا مندی رسولؐ کے تقرب ان کی عزت وحرمت کے اعزاز اور ان کی قرابت کے احترام کے پیش نظر اس کی تولیت فاطمہؑ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے۔

اور جو اس جائداد کا متولی ہو اس پر یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اس کے پھلوں کو ان مصارف میں جن کے متعلق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یہ کہ وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے۔

اور وہ کنیزیں جو میرے تصرف میں ہیں ان میں سے جس کی گود میں بچہ یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اس کے حصہ میں شمار ہوگی پھر اگر بچہ مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو تو بھی وہ آزاد ہوگی اس سے غلامی چھٹ گئی ہے اور آزادی اسے حاصل ہو چکی ہے۔(ر 24/682)

تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ وآزمائش سے پناہ چاہتا ہوں اس لیے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو فتنہ کی لپیٹ میں نہ ہو بلکہ جو پناہ مانگے وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے ”اور اس بات کو جانے رہو کہ تمہارا مال اور اولاد فتنہ ہے“۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو مال و اولاد کے ذریعے آزماتا ہے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون اپنی روزی پر چین بچین ہے اور کون اپنی قسمت پر شاکر ہے اگر چہ اللہ سبحانہ اتنا جانتا ہے کہ وہ خود بھی اپنے کو اتنا نہیں جانتے لیکن یہ آزمائش اس لیے کہ کہ وہ افعال سامنے آئیں جن سے ثواب وعذاب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے کیونکہ بعض اولاد نرینہ کو چاہتے ہیں اور لڑکیوں سے کبیدہ خاطر ہوتے ہیں اور بعض مال بڑھانے کو پسند کرتے ہیں اور بعض شکستہ حالی کو برا سمجھتے ہیں۔(ح 93/836)

روایت کی گئی ہے کہ حضرتؑ کے سامنے دو آدمیوں کو پیش کیا گیا جنہوں نے بیت المال میں چوری کی تھی ایک تو ان میں غلام اور خود بیت المال کی ملکیت تھا اور دوسرا لوگوں میں سے کسی کی ملکیت میں تھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ”یہ غلام جو بیت المال کا ہے اس پر حد جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ کا مال اللہ کے مال ہی نے کھایا ہے لیکن دوسرے پر حد جاری ہوگی چنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا“۔(ح 271/899)

اور اس کے ساتھ اس کے بھائی بند اٹھ کھڑے ہوئے جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل ربیع کا چارہ چرتا ہے یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جب اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کی بداعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔(خ 3/103)

اور نہ مال ومتاع تھا کہ ان کی توجہ کو موڑتا۔ (خ158/432)

خدا کی قسم! اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھیں امید و بیم سے خون بہانے لگیں اور پھر رہتی دنیا تک (اسی حالت میں) جیتے بھی رہو، تو بھی تمہارے اعمال اگر چہ تم نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہو، اس کی نعمات عظیم کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بدلہ نہیں اتار سکتے۔ (خ52/208)

اور بقیہ کے لیے اس کے مال کے زیادہ ہونے کا انتظار کرتے۔ (ک44/200)

اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے۔ (خ108/328)

اور ان چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اس نے اپنی عمر گنوادی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے اور اپنے جمع کیے ہوئے مال ومتاع کو یاد کرتا ہے کہ جس کے طلب کرنے میں (جائز و ناجائز سے) آنکھیں بند کر لی تھیں اور جسے صاف اور مشکوک ہر طرح کی جگہوں سے حاصل کیا تھا اس کا وبال اپنے سر لے کر اسے چھوڑ دینے کی تیاری کرنے لگا وہ مال (اب) اس کے پچھلوں کے لیے رہ جائے گا کہ وہ اس سے عیش و آرام کریں اور **گلچھڑے** اڑائیں اس طرح وہ دوسروں کو تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے یونہی مل گیا لیکن اس کا بوجھ اس کی پیٹھ پر رہا اور یہ اس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کھل کر اس کے سامنے آ گئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا اب ان سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک و حسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ۔ (خ107/325)

لیکن تجھ کو تیرا مال اور حسب اس عار سے نہ بچا سکا۔ (خ19/150)

پھر یہ دنیا تو فنا اور مشقت تغیر اور عبرت کی جگہ ہے چنانچہ فنا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان کا چلہ چڑھائے ہوئے ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور نہ اس کے زخموں کا مداوا ہو سکتا ہے زندہ پر موت کے، تندرست پر بیماری کے اور محفوظ پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ اس کی پیاس بجھتی ہی نہیں اور رنج و تعب کی صورت یہ ہے کہ انسان مال جمع کرتا ہے لیکن اس میں سے کھانا اسے نصیب نہیں ہوتا گھر بناتا ہے مگر اس میں رہنے نہیں پاتا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح چل دیتا ہے کہ نہ مال ساتھ اٹھا کر لے جا سکتا ہے اور نہ گھر ہی ادھر منتقل کر سکتا ہے اور اس کے تغیر کی یہ حالت ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس کی حالت قابل رحم ہوتی ہے اور وہ (دیکھتے ہی دیکھتے) اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس پر رشک کھایا جائے اور قابل رشک آدمی کو دیکھتے ہو کہ (چند ہی دنوں میں) اس کی حالت پر ترس آنے لگتا ہے اس کی یہی وجہ تو ہے کہ اس سے نعمت جاتی رہی اور اس پر فقر و افلاس ٹوٹ پڑا۔ (خ112/338)

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے:

جو چیزیں تم سے پردہ غیب میں لپیٹ دی گئی ہیں اگر تم بھی انہیں جان لیتے، جس طرح میں جانتا ہوں تو بلاشبہ تم اپنی بداعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال ومتاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنے والے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کھلے میدانوں میں نکل پڑتے۔ (خ114/344)

جس نے تم کو مال ومتاع بخشا ہے اس کی راہ میں تم اسے صرف نہیں کرتے۔ (ک115/345)

ہاں! جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں خدا برقرار رکھے وہ اس کے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا ایسوں کو وارث بنایا جاتا ہے جو اس کو سراہتے تک نہیں۔ (ک118/348)

تم ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے جنہوں نے مال و دولت کو سمیٹا تھا جو افلاس سے ڈرتے تھے اور امیدوں کی درازی اور موت کی دوری کا (فریب کھا کر) نتائج سے بے خوف بن چکے تھے دیکھ چکے ہو کہ کس طرح موت ان پر ٹوٹ پڑی کہ انہیں وطن سے نکال باہر کیا اور ان کی جائے امن سے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اس عالم میں کہ وہ تابوت پر لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں (کے سہارے) سے روکے ہوئے تھے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دور کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے جنہوں نے مضبوط محل بنائے تھے اور ڈھیروں مال جمع کیا تھا کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع شدہ پونجی تباہ ہوگئی اور ان کا مال وارثوں کا ہوگیا اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گناہ کے بعد (توبہ کر کے) اللہ کی رضامندیاں حاصل کرلیں۔ (خ130/377)

تو آپؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ! میرے بعد میری امت جلدی فتنوں میں پڑ جائے گی۔ (خ154/421)

اے لوگو! تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا۔ (ک130/376)

لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ (خ174/475)

اور اپنے مال کو (اس کی راہ میں) خرچ کرو۔ (خ181/498)

اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے۔ (خ184/510)

اور اس کی باتیں جھوٹی ہیں اس کا اثاثہ تباہ اور اس کا عمدہ متاع غارت ہونے والا ہے۔ (خ189/525)

ان کے گھروں نے قبروں کی صورت اختیار کر لی اور ان کا مال ترکہ بن گیا۔

اے شریح! دیکھو ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو، کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ (خ227/636,653)

اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ، قیصر اور تبع وحمیر اا یسے فرمانروائی کی سلطنتیں الٹ دینے والے اور مال سمیٹ سمیٹ کراسے بڑھانے، اونچے اونچے محل بنانے سنوارنے انہیں فرش فروش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جا کر حساب و کتاب کے موقف میں کھڑا کرے۔ (ر3/654)

تمہارے ہاتھوں میں خدائے بزرگ و برتر کے اموال میں سے ایک مال ہے اور تم اس وقت تک اس کے خزانچی ہو جب تک میرے حوالے نہ کردو بہر حال میں غالباً تمہارے لیے برا حکمران تو نہیں ہوں، والسلام۔ (ر5/656)

خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے ولے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت (مزدوری یا دستکاری) سے کمانے والے ہوں۔ (ر53/772)

مگر مجھے اس کی فکر ہے کہ اس قوم پر حکومت کریں بدمغز اور بدکردار لوگ اور وہ اللہ کے مال کو اپنی املاک اور اس کے بندوں کو غلام بنالیں۔ (ر62/788)

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے، کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔ (ر69/800)

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سود مند نہیں۔ (ح113/843)

اور کوئی مال فقر و احتیاج دور کرنے والا نہیں۔ (ح371/926)

مال نفسانی خواہشوں کا سرچشمہ ہے۔ (ح58/827)

اے کمیلؒ! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔

علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔
اے کمیلؒ! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں۔(ح147/854)

میں اہل ایمان کا یعسوب ہوں اور بدکرداروں کا یعسوب مال ہے۔(ح316/600)

اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو دولتمندی اسے سرکش بنا دیتی ہے۔(ح108/841)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو۔(ح94/836)

تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا جو تمہارے لیے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔(ح196/869)

اے فرزند آدمؑ! اپنے مال میں اپنا وصی خود بن اور جو تو چاہتا ہے کہ تیرے بعد تیرے مال میں سے خیر خیرات کی جائے، وہ خود انجام دے دے۔(ح254/887)

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے، وہ رنج و اندوہ میں مبتلا رہتا ہے اور جس کے مال و جان میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔(ح127/848)

ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں ایک وارث اور دوسرے حوادث۔(ح335/917)

اور جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا۔(ح123/845)

اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی، تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔(ح234/879)

آپؑ نے فرمایا کہ جب قرآن مجید نبی اکرمؐ پر نازل ہوا تو اس وقت چار قسم کے اموال تھے: ایک مسلمانوں کا ذاتی مال تھا، اسے آپؑ نے ان کے وارثوں میں ان کے حصہ کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم دیا دوسرا مال غنیمت تھا اسے اس کے مستحقین پر تقسیم کیا، تیسرا مال خمس تھا اس مال کے اللہ تعالیٰ نے خاص مصارف مقرر کر دیئے، چوتھے زکوٰۃ و صدقات تھے انہیں اللہ نے وہاں صرف کرنے کا حکم دیا جو ان کا مصرف ہے، یہ خانہ کعبہ کے زیورات اس زمانہ میں بھی موجود تھے لیکن اللہ نے ان کو ان کے حال پر رہنے دیا اور ایسا بھولے سے تو نہیں ہوا اور نہ ان کا وجود اس پر پوشیدہ تھا لہٰذا آپؑ بھی انہیں وہاں رہنے دیجیے جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ نے انہیں رکھا ہے۔(ح270/898)

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے لہٰذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس لیے کہ دولتمند

نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔ (ح 328/915)

کیا مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حاکم ہوں ان پر ظلم و زیادتی کر کے (کچھ لوگوں کی) امداد حاصل کروں تو خدا کی قسم! جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے میں اس چیز کے قریب بھی نہیں بھٹکوں گا اگر چہ خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے، دیکھو بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دنیا میں بلند کر دیتی ہے لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزت میں اضافہ کرتی مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے یا نااہل افراد کو دے گا اللہ اسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی و محبت بھی دوسروں ہی کے حصہ میں جائے گی اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی) فقر و تنگدستی اسے گھیر لے اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی برے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔ (ک 124/363)

9

بخل

یادرکھو! کہ بدترین قول وہ ہے جو جھوٹ ہو اور وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے اور خود اس سے مانگا جائے تو اس میں بخل کر جاتا ہے، وہ پیمان شکنی کرتا ہے۔(خ82/253)

اور اس کے پاس پھر بھی انعام واکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے جنہیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی اس لیے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔(خ89/268)

سخی ہے یا بخیل۔(ک126/368)

جدھر چاہو لوگوں پر نگاہ دوڑاؤ تم یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی فقیر فقر و فاقہ جھیل رہا ہے اور دوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کفران نعمت سے بدل رہا ہے اور کوئی بخیل اللہ کے حق کو دبا کر مال بڑھا رہا ہے اور کوئی سرکش پند و نصیحت سے کان بند کئے پڑا ہے۔(خ128/372)

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مال غنیمت، (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا۔(ک130/376)

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حسن سلوک برتتا ہے، نا اہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔(ک140/390)

بخل ننگ و عار ہے۔(ح3/3)

اور بخیل سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہوگی وہ تم سے دور بھاگے گا۔ (ح38/822)

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں غرور، بزدلی اور کنجوسی اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو وہ ہر

اس چیز سے ڈرے گی جو اسے پیش آئے گی۔(ح 234/879)

مجھے تعجب ہوتا ہے بخیل پر کہ وہ جس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جس ثروت و خوش حالی کا طالب ہوتا ہے وہی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں کا سا اس سے محاسبہ ہوگا۔(ح 126/847)

چار قسم کے آدمیوں سے دین و دنیا کا قیام ہے: سخی جو داد و دہش میں بخل نہ کرتا ہو اور فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو۔(ح 372/926)

اور اپنے مال کو (اس کی راہ میں) خرچ کرو اپنے جسموں کو اپنے نفسوں پر نثار کر دو اور ان سے بخل برتو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا"۔ اور (پھر) فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے، تو خدا اس کے اجر کو دوگنا کر دے گا اور اس کے لیے عمدہ جزا ہے، خدا نے کسی کمزوری کی بنا پر تم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مائگی کی وجہ سے تم سے قرض کا سوال کیا ہے اس نے تم سے مدد چاہی ہے باوجودیکہ اس کے پاس سارے آسمان اور زمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے اور تم سے قرض مانگا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز و لائق حمد و ثنا ہے اس نے تو یہ چاہا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔(خ 181/498)

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے۔

اور جب دولت مند نیکی و احسان میں بخل کرے گا تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔(ر 53/757)

بخل تمام برے عیوب کا مجموعہ ہے اور ایسی مہار ہے، جس سے ہر برائی کی طرف کھینچ کر جایا جا سکتا ہے۔(ح 379/929)

اگر بولتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دنیوی سلطنت پر مٹے ہوئے ہیں اور چپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔(خ 5/121)

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا: مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے ابن ابی طالبؑ آپؑ تو اس خلافت پر للچائے

ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم! تم اس پر کہیں زیادہ حریص اور (اس منصب کی اہلیت سے) دور ہو اور میں اس کا اہل اور (پیغمبرؐ سے) نزدیک تر ہوں میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو اور جب اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تم میرا رخ موڑ دیتے ہو چنانچہ جب بھری محفل میں میں نے اس دلیل سے اس (کے کان کے پردوں) کو کھٹکھٹایا تو چونکا ہوا اور اس طرح مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اسے کوئی جواب نہ سوجھتا تھا۔ (خ 170/461)

میں اپنے پروردگار کے کئے ہوئے وعدہ نصرت پر مطمئن ہوں خدا کی قسم! وہ خون عثمان کا بدلہ لینے کے لیے کھینچی ہوئی تلوار کی طرح اس لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ اسے یہ ڈر ہے کہ کہیں اسی سے ان کے خون کا مطالبہ نہ ہونے لگے کیوں کہ (لوگوں کا) ظن غالب اس کے متعلق یہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ (قتل کرنے والی) جماعت میں اس سے بڑھ کر ان کے خون کا پیاسا ایک بھی نہ تھا۔ (ک 172/466)

اور اس نے انہیں بھوک کے سوا کچھ زاد راہ نہ دیا اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا اور سوا گھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور راور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا، تو کیا تم ای دنیا کو ترجیح دیتے ہو یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو یا اسی پر مرے جا رہے ہو، جو دنیا پر بے اعتماد نہ رہے اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے، اس کے لیے یہ بہت برا گھر ہے۔ (خ 109/332)

اور علم میں حرص دیکھو گے۔ (خ 191/555)

لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لیے ضروری ہے اس لیے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے، چاہے وہ اس کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لیے کتنا ہی حریص ہو اور اس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ (خ 214/605)

اور اہل شام دنیا پر اتنے مرمٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں۔ (ر 17/674)

معاویہ کے نام:

دنیا آخرت سے روگرداں کر دینے والی ہے اور جب دنیا دار اس سے کچھ تھوڑا بہت پالیتا ہے تو وہ اس کے لیے اپنی حرص و شیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے اور جو ہاتھ نہیں آیا اس سے بے نیاز رہے حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اس سے جدائی اور جو کچھ بندوبست کیا ہے اس کی شکست لازمی ہے اور اگر تم گزشتہ حالات سے عبرت حاصل کرو تو باقی عمر کی حفاظت کر سکو گے، والسلام۔ (ر 49/750)

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا اور فقر و افلاس کا

خطرہ دلائے گا اور نہ کسی بزدل سے مہمات میں مشورہ لینا کہ وہ تمہاری ہمت پست کر دے گا اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے۔(ر 53/757)

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص بھی امت محمدؐ کی جماعت بندی اور اتحاد باہمی کا خواہشمند نہیں ہے جس سے میری غرض صرف حسن ثواب اور آخرت کی سرفرازی ہے۔(ر 78/807)

اور جس کا دل دنیا کی محبت میں وارفتہ ہو جائے تو اس کے دل میں دنیا کی یہ تین چیزیں پیوست ہو جاتی ہیں ایسا غم کہ جو اس سے جدا نہیں ہوتا اور ایسی حرص کہ جو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی اور ایسی امید کہ جو بر نہیں آتی۔(ح 228/877)

اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا۔(ح 289/904)

حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں اور بدکرداری تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔(ح 371/926)

اسراف

10

سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور جزرسی کرو، مگر بخل نہیں۔ (ح 33/820)

اگر چہ خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے دیکھو! بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دنیا میں بلند کر دیتی ہے لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزت میں اضافہ کرتی مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے یا نا اہل افراد کو دے گا اللہ اسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی و محبت بھی دوسروں ہی کے حصہ میں جائی گی اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی فقر و تنگدستی اسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی برے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔ (ک 124/364)

اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہروی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں (اور ملاحظہ فرمائیے: الجمل)۔ (خ 192/559)

میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی سے باز آؤ آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ صرف ضرورت بھر کے لیے مال روک کر باقی محتاجی کے دن کے لیے آگے بڑھاؤ۔ (ر 21/680)

اور خرید و فروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیئے کہ نہ بیچنے والے کو نقصان ہو اور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔ (ر 53/768)

11

فقر

خرید وفروخت صحیح ترازوؤں اور مناسب نرخوں کے ساتھ بسہولت ہونا چاہیئے کہ نہ بیچنے والے کونقصان ہواور نہ خریدنے والے کو خسارہ ہو اس کے بعد بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کے جرم کا مرتکب ہو تو اسے مناسب حد تک سزا دینا۔(ر53/768)

اوراس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا اس طرح کہ اس نے جس جس صورت سے چاہاامتحان لیا ہے رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ اور مال دار فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے پھراس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلائیوں میں نت نئی آفتوں کے وغدغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم وغصہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔(خ89/282)

اس زمانہ کے لوگ بھیڑیے ہوں گے اور حکمران درندے درمیانی طبقہ کے لوگ کھا پی کر مست رہنے والے اور فقیر و نادار بالکل مردہ۔(خ106/321)

جدھر چاہولوگوں پر نگاہ دوڑاؤ تم یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی فقیر فقر و فاقہ جھیل رہا ہے اور دوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کفران نعمت سے بدل رہا ہے۔(خ128/372)

چاہیئے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے خوش اسلوبی سے مہمان نوازی کرے قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے محتاجوں اور قرضداروں کو دے۔(ک140/391)

اگر دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ پروردگار! تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا میں اس کا محتاج ہوں خدا کی قسم! انہوں نے صرف کھانے کے لیے روٹی کا سوال کیا تھا چونکہ وہ زمین کا ساگ پات کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے ان کے پیٹ کی نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی دیتی تھی۔(خ158/431)

مجھے تعجب ہوتا ہے بخیل پر کہ وہ جس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جس ثروت

وخوش حالی کا طالب ہوتا ہے وہی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں کا سا اس سے محاسبہ ہوگا۔(ح126/847)

دولتمندوں کے ساتھ طرب و نشاط میں مشغول رہنا انہیں غریبوں کے ساتھ محفل ذکر میں شرکت سے زیادہ پسند ہے۔(ح150/859)

فقیری سب سے بڑی موت ہے۔(ح163/862)

دنیا میں کام کرنے والے دو قسم کے ہیں ایک وہ جو دنیا کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے اور اسے دنیا نے آخرت سے روک رکھا ہے وہ اپنے پسماندگان کے لیے فقر و فاقہ کا خوف کرتا ہے مگر اپنی تنگدستی سے مطمئن ہے تو وہ دوسروں کے فائدہ ہی میں پوری عمر بسر کر دیتا ہے۔(ح269/898)

اپنے فرزند محمد ابن حنفیہؒ سے فرمایا اے فرزند! میں تمہارے لیے فقیر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ یہ دین کے نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔(ح319/913)

انہیں اللہ نے بھوک سے آزمایا، تعب و مشقت میں مبتلا کیا، خوف و خطر کے موقعوں سے انہیں تہ و بالا کیا لہٰذا خدا کی خوشنودی و ناخوشنودی کا معیار اولاد و مال کو قرار نہ دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ ”وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں“۔اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔

(چنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ) موسیٰؑ اپنے بھائی ہارونؑ کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے پاس آئے کہ ان کے جسم پر اونی کرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و قرار کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اس نے (اپنے حاشیہ نشینوں سے) کہا کہ تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور جس ذلیل صورت میں یہ ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو اگر ان میں اتنا ہی دم خم تھا تو پھر ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے یہ اس لیے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کی کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر

دیتا اور فضا کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزا و سزا بیکار اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہ اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالت میں کمزور و ناتواں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔(خ 190/532,537)

اس نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! آپؑ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا اور کھانا روکھا سوکھا ہوتا ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم پر حیف میں تمہارے مانند نہیں ہوں خدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تا کہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔(ک 207/585)

اور میں نے ان کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے اور فقر و بے نوائی سے رنگ تیرگی مائل ہو چکے تھے گویا ان کے چہرے نیل چھڑک کر سیاہ کر دیئے گئے ہیں۔(ک 221/624)

اور نہ مال دار فقیر و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔(ک 230/638)

اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شریک نہ کرنا کہ وہ تمہیں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے سے روکے گا اور فقر و افلاس کا خطرہ دلائے گا۔(ر 53/757)

یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بے چارے مسکین فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں تو تم بھی ان کا حق پورا پورا ادا کرو نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے اور وائے بدبختی اس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے۔(ر 26/688)

اور غربت مرد زیرک و دانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے اور مفلس اپنے شہر میں رہ کر بھی غریب الوطن ہوتا ہے۔(ح 3/810)

مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرلو گے کہ جن کے یہاں سے فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں، جو لقمے چباتے ہو انہیں دیکھ لیا کرو اور جس کے متعلق شبہ بھی ہوا سے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔(ر 45/736)

اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے۔(ح 38/821)

اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں ۔(ح 54/826)

حضرتؑ نے فرمایا: غربت میں قناعت وطن ہے اور وطن میں فقر غربت ہے۔(ح 56/826)

عفت فقر کا زیور ہے اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔(ح 68/828)

چار قسم کے آدمیوں سے دین و دنیا کا قیام ہے؛ عالم جو اپنے علم کو کام میں لاتا ہو جاہل جو علم کے حاصل کرنے میں عار نہ کرتا ہو سخی جو داد و دہش میں بخل نہ کرتا ہو اور فقیر جو آخرت کو دنیا کے عوض نہ بیچتا ہو تو جب عالم اپنے علم کو برباد کرے گا تو جاہل اس کے سیکھنے میں عار سمجھے گا اور جب دولت مند نیکی و احسان میں بخل کرے گا تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔(ح 372/926)

اللہ کے یہاں اجر کے لیے دولتمندوں کا فقیروں سے عجز و انکساری برتنا کتنا اچھا ہے اور اس سے اچھا فقراء کا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دولتمندوں کے مقابلہ میں غرور سے پیش آنا ہے۔(ح 406/936)

اصل فقر و غنا (قیامت میں) اللہ کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہوگا۔(ح 452/947)

جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے اسے جامہ فقر پہننے کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔
سید رضیؒ کہتے ہیں کہ حضرتؑ کے اس ارشاد کے ایک اور معنی بھی کئے گئے ہیں جس کے ذکر کا یہ محل نہیں ہے۔(ح 112/842)

خداوند عالم نے دولتمندوں کے مال میں فقیروں کا رزق مقرر کیا ہے لہٰذا اگر کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے تو اس لیے کہ دولت مند نے دولت کو سمیٹ لیا ہے اور خدائے بزرگ و برتر ان سے اس کا مواخذہ کرنے والا ہے۔(ح 328/915)

12

گناہ اور معصیتیں

اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے، اس کی عزت وجلال کے آگے سر جھکانے اور اس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کے لیے۔ رحمٰن کی نافرمانی کی گئی ہے، شیطان کی مدد کی گئی ہے اور ایمان کو ترک کر دیا گیا ہے۔ (خ 2/98)

بلکہ میں تو حق کی طرف بڑھنے والوں اور گوش بر آواز اطاعت شعاروں کو لے کر ان خطا و شک میں پڑنے والوں پر اپنی تلوار چلاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری موت کا دن آجائے۔ (ک 6/124)

تم میں اقامت کرنے والا گناہوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے اور تم میں سے نکل جانیوالا اپنے پروردگار کی رحمت کو پا لینے والا ہے۔ (ک 13/132)

(انہیں تو غور کرنا چاہیے) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجالاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ (ک 18/146)

بخدا میں تو اب ان لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ وہ عنقریب سلطنت و دولت کو تم سے ہتھیا لیں گے اس لئے کہ وہ (مرکز) باطل پر متحد و یکجا ہیں اور تم اپنے (مرکز) حق سے پراگندہ و منتشر تم امر حق میں اپنے امام کے نافرمان اور وہ باطل میں بھی اپنے امام کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔ (خ 25/162)

اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو رہے ہو۔

نافرمانی کر کے میری تدبیر ورائے کو تباہ کر دیا۔

اس میں محسن کو مسیئ شمار کیا جاتا ہے۔ (خ 27/167,168)

یہ لوگ اللہ کی پردہ پوشی سے فائدہ اٹھا کر اس کا گناہ کرتے ہیں۔ (خ 32/182)

(تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ، حسرت وندامت ہوتا ہے۔

اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح انکار پر تل گئے یہاں تک کہ ناصح خود اپنی نصیحت کے متعلق سوچ میں پڑ گیا۔ (خ 35/188)

تم میں اقامت کرنے والا گناہوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے اور تم میں سے نکل جانیوالا اپنے پروردگار کی رحمت کو پا لینے والا ہے۔(خ 13/132)

معلوم ہونا چاہیے کہ گناہ اس سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پر ان کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں۔(ک 16/141)

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں۔

اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے وہ تمام ان لوگوں کے لئے جو اس کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں گمراہ کرنے والا ہے وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے۔(ک 17/144)

کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں۔(خ 28/169)

یا ان گناہوں کے معاف ہونے کے ساتھ جو صحیفہ اعمال میں درج اور کراماً کاتبین کو یاد ہیں۔(خ 52/208)

بے شک میں نے جریر کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے اس کے بعد وہ ٹھہرے گا تو یا ان سے فریب میں مبتلا ہو کر یا (عمداً) سرتابی کرتے ہوئے۔(ک 43/199)

چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے اور امیدیں فریب دینے والی ہیں اور شیطان اس پر چھایا ہوا ہے، جو گناہوں کو سجا کر اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو اور توبہ کی ڈھارس بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اسے تعویق میں ڈالتا رہے یہاں تک کہ موت غفلت و بیخبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے واحسرتا! کہ اس غافل و بیخبر کی مدت حیات ہی اس کے خلاف ایک حجت بن جائے اور اس کی زندگی کا انجام بدبختی کی صورت میں ہو۔(خ 62/219)

ورنہ یہ نرم روی اور بے پروائی تمہیں معصیت کی طرف دھکیل کر لے جائے گی اللہ کے بندو! لوگوں میں وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے، جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے اور وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دنے والا ہے۔(خ 84/256)

اور یہ بتا دیا تھا اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے لیکن جس چیز سے انہیں روکا تھا انہوں نے اسی کا رخ کیا۔

(الملائکہ) نہ گناہوں کی گرانباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے۔(خ 89/281)

تمہارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اہل شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر وہ اس

کی اطاعت کرتے ہیں۔ (خ95/299)

اے لوگو! تم میری مخالفت کے جرم میں مبتلا نہ ہو اور میری نافرمانی کر کے حیران و پریشان نہ ہو میری باتیں سنتے وقت تو ایک دوسرے کی طرف آنکھوں کے اشارے نہ کرو۔ (خ99/307)

آپؑ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی۔ (خ102/312)

خدا اس شخص پر رحم کرے، اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا اور گناہوں سے خوف کھایا عمل بے ریا پیش کیا نیک کام کیے۔(74/233)

میں جانتا ہوں کہ جو ظالم و سرکش تجھ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے کسی مصیبت میں جکڑ دے گا اور کسی قاتل کی زد پر لے آئے گا۔ (ک47/203)

تم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور جو برا ہو اس سے درگذر کیا جائے۔ (ک65/222)

چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے (پہلے تو) بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے۔

(تو اب تم ہی) ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی خطاؤں سے بچتے رہو۔(خ81/248,251)

اور اس طرح تم لوگوں کا یہ کہنا کہ مجھے اہل شام سے جہاد کرنے کے جواز میں کچھ شبہ ہے تو خدا کی قسم! میں نے جنگ کو ایک دن کے لئے بھی التوا میں نہیں ڈالا، مگر اس خیال سے کہ ان میں سے شاید کوئی گروہ مجھ سے آ کر مل جائے اور میری وجہ سے ہدایت پا جائے اور اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے میری روشنی کو بھی دیکھ لے اور مجھے یہ چیز گمراہی کی حالت میں انہیں قتل کر دینے سے کہیں زیادہ پسند ہے اگر چہ اپنے گناہوں کے ذمہ دار بہر حال یہ خود ہوں گے۔ (خ55/210)

فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ کی وجہ سے ہدایت پائی۔ (خ 70/230)

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل وتفریح میں پڑا رہتا ہوں اس نے غلط کہا اور کہہ کر گنہگار ہوا۔ (خ82/253)

لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے کتنی حقیر ہے اور دنیا میں یہ تیری نعمتیں کتنی کامل وہ ہمہ گیر ہیں مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک برے گھر میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یعنی ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی اور ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اٹھتی ہوئی لپیٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں)۔ (خ 81/322,327)

اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔

اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے۔ (خ 108/328,329)

تو ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور ہمارے گناہوں کے سبب سے ہمیں (اپنے عذاب میں نہ دھرلے)۔ (خ 113/341)

اور نہ اللہ مجھ پر اس (کے ترک) کا گناہ عائد کرتا۔ (ک 120/352)

خداوندا اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں تو ان کے جتھے کو توڑ دے اور انہیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے دے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ و برباد کر یہ اپنے موقف (شر وفساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں کہ جس سے زخموں کے منہ اس طرح کھل جائیں۔ (ک 122/355)

اگر تم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں، تو میری گمراہی کی وجہ سے امت محمدؐ کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو اور میری غلطی کی پاداش انہیں کیوں دیتے ہو اور میرے گناہوں کے سبب سے انہیں کیوں کافر کہتے ہو تلواریں کندھوں پر اٹھائے ہر موقع و بے موقع جگہ پر وار کیے جا رہے ہو اور بے خطاؤں کو خطا کاروں کے ساتھ ملائے دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہؐ نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اس کی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھر والوں کو دلائی چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انہیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور انہوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کیے اس طرح رسول اللہؐ نے ان کے گناہوں کی سزا ان کو دی اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق (حد شرعی) تھا اسے جاری کیا، مگر انہیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا اور نہ اہل اسلام سے ان کے نام خارج کیے۔

(ک 125/364)

کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع شدہ پونجی تباہ ہوگئی اور ان کا مال وارثوں کا ہوگیا اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گناہ کے بعد (توبہ کرکے) اللہ کی رضامندیاں حاصل کرلیں۔ (خ 130/378)

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کرکے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا کہ جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جب کہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے خدا کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بڑا گناہ ہے۔

اے خدا کے بندے! جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیئے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے بتلا ہیں کسی اور طرف اسے متوجہ نہ ہونے دے۔ (ک 138/387)

(البتہ) اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے (انکار و سرکشی سے) باز آنیوالا باز آ جائے نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و عبرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے۔

خدا اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھا لے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔

اور ہمارے گناہوں کی بناء پر ہم سے (عتاب آمیز) خطاب نہ کر اور ہمارے کیئے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر۔ (خ 141/391,392)

اور نیکیوں کے بدلہ میں انہیں بری سزائیں دی ہوں گی۔ (خ 145/400)

یہی تو گناہوں کے مخزن اور اور گمراہی میں بھٹکنے والوں کا دروازہ ہیں۔(خ148/405)

شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو اس لیے کہ تم اس کی نظروں کے سامنے ہو جس نے معصیت اور خطا کو تمہارے لیے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کر دی ہیں۔(خ149/408)

اسے اللہ کی طرف سے مہلت ملی ہے وہ غفلت شعاروں کے ساتھ (تباہیوں میں) گرتا ہے بغیر سیدھی راہ اختیار کیے اور بغیر کسی ہادی و رہبر کے ساتھ دیئے صبح سویرے ہی گنہگاروں کے ساتھ ہو لیتا ہے۔(خ151/412)

جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اسے سرکشیوں میں کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس کی بداعمالیوں کو اس کے سامنے سجا دیتے ہیں آگے بڑھنے والوں کی آخری منزل جنت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنم ہے۔

دیکھو تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔(خ155/425)

وہ گناہوں کی سواریاں اور خطاؤں کے باربردار اونٹ ہیں۔(خ156/428)

اللہ کی اطاعت کرو اس سے سرتابی نہ کرو جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب برائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔(خ165/456)

اے لوگو! قسم بخدا میں تمہیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا مگر یہ کہ تم سے پہلے اس کی طرف بڑھتا ہوں اور کسی گناہ سے تمہیں نہیں روکتا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہوں۔(خ173/468)

یاد رکھو! کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صورت میں اور اس کی ہر معصیت عین خواہش بن کر سامنے آتی ہے خدا اس شخص پر رحمت کرے جس نے خواہشوں سے دوری اختیار کی اور اپنے نفس کے ہوا و ہوس کو جڑ بنیاد سے اکھیڑ دیا کیونکہ نفس خواہشوں میں لا محدود درجہ تک بڑھنے والا ہے اور وہ ہمیشہ خواہش و آرزوئے گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اے لوگو! لائق مبارکباد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں اور قابل مبارکباد وہ شخص ہے جو اپنے گھر (کے گوشہ) میں بیٹھ جائے اور جو کھانا میسر آ جائے کھا لے اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہائے کہ اس طرح وہ بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دوسرے لوگ اس سے آرام میں رہیں۔(خ174/472,478)

خدا کی قسم! جن لوگوں کے پاس زندگی کی تروتازہ شاداب نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یہ ان کے گناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے کیونکہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔(خ 176/480)

اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے لیے جو بہشت دوزخ اور عزت و دولت کے سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں دکھلائیں۔(خ 181/495)

اس کی اطاعت پر صبر اور گناہوں سے کنارہ کشی کر کے اس کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ کیونکہ آنے والا ''کل'' آج کے دن سے قریب ہے دن کے اندر گھڑیاں کتنی تیز قدم اور مہینوں کے اندرون کتنے تیز رو اور سالوں کے اندر مہینے کتنے تیز گام اور عمر کے اندر سال کتنے تیز رفتار ہیں اور اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور گناہوں کو اس کے ذریعہ سے دھو ڈالو۔(خ 186/515)

اور بغیر لغزشوں سے دوچار ہوئے اور بغیر (مشیروں) کی جماعت کی موجودگی کے ایجاد و اختراع کرنے والا ہے۔(خ 189/523,530,538,543)

تمہیں چاہیئے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو کہ اس کی طویل طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا حالانکہ اس نے چھ ہزار برس تک جو پتہ نہیں دنیا کے سال تھے یا آخرت کے اس کی عبادت کی تھی، تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو ہرگز نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے جس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو اسی پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہاں والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔

اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔

اور غرور و نخوت کے برے انجام کے خیال سے اللہ کا خوف کھاؤ۔

اور سرکشوں کی مخالفت کرنا۔

تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیئے جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے۔

اور (اپنے) اچھے اور برے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کہ

کہیں تم بھی انہی کے ایسے نہ ہو جاؤ۔

چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکاب گناہ کی وجہ سے اور دانشمندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے۔(خ192/528)

اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی میں انہیں جگہ دی کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے۔

اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ نہیں کرتا۔(خ191/553)

ہم اس کی حمد و ستائش کرتے ہیں جس نے اطاعت کی توفیق بخشی اور معصیت سے روک کر رکھا۔(خ192/558)

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سنتا ہے) تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے۔(خ196/566)

بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح (درخت سے) پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح چوپاؤں کی گردنوں سے پھندے کھول کر انہیں رہا کیا جاتا ہے رسول اللہؐ نے نماز کو اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا امید کی جا سکتی ہے کہ اس کے (جسم پر) کوئی میل رہ جائے گا۔(ک197/572)

اے انسان! تجھے کس چیز نے گناہ پر دلیر کر دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکا دیا ہے اور کیوں کر عذاب الٰہی کے رات ہی کو ڈیرے ڈال دینے کا خطرہ تجھے بیدار نہیں رکھتا حالانکہ تو اپنے گناہوں کی بدولت اس کے قہر و تسلط کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔

اور تو اتنا عاجز و ناتواں اور اتنا پست ہو کر گناہوں پر کتنا جری اور دلیر ہے حالانکہ اسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی کے لطف و احسان کی پہنائیوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اس نے اپنے لطف و کرم کو تجھ سے روکا نہیں اور نہ تیرا پردہ چاک کیا ہے بلکہ اس کی کسی نعمت میں جو اس نے تیرے لیے خلق کی یا کسی گناہ میں کہ جس پر اس نے پردہ ڈالا یا کسی مصیبت و ابتلاء میں کہ جس کا رخ تجھ سے موڑا تو اس کے لطف و کرم سے لحظہ بھر کے لیے محروم نہیں ہوا یہ اس صورت میں ہے کہ جب تو اس کی معصیت کرتا ہے۔(ک220/621,622)

خدا کی قسم! اگر ہفت اقلیم ان چیزوں سمیت جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دے دیئے جائیں صرف اللہ کی اتنی معصیت کروں کہ میں چیونٹی سے جو کا ایک چھلکا چھین لوں تو کبھی بھی ایسا نہ کروں گا۔(ک221/625)

پھر تو اس کے بعد تو ہی اس کی نصرت و امداد سے بے نیاز کرنے والا اور اس کے گناہ کا اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔(خ210/599)

نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے۔(دعا213/602)

خدا تم پر رحم کرے اس بات کو جان لو کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں حق گو کم، زبانیں صدق بیانی سے کند اور حق والے ذلیل و خوار ہیں یہ لوگ گناہ و نافرمانی پر جمے ہوئے ہیں اور ظاہر داری و نفاق کی بناء پر ایک دوسرے سے صلح و صفائی رکھتے ہیں ان کے جوان بدخوان کے بوڑھے گنہگار ان کے عالم منافق اور ان کے واعظ چاپلوس ہیں نہ چھوٹوں بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مال دار فقیر و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔(ک230/638)

اور گناہگاروں کو امید دلائی جا رہی ہے قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔

مرد وہ ہے جو اپنے نفس کو لگام دے کر اور اس کی باگیں چڑھا کر اپنے قابو میں رکھے اور لگام کے ذریعہ اسے اللہ کی نافرمانیوں سے روکے اور اس کی باگیں تھام کر اللہ کی اطاعت کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔(خ234/643)

(جہاں تک مناسب تھا) میں نے ان کو بچایا، اب تو مجھے ڈر ہے کہ میں (ان کو مدد دینے سے) کہیں گنہگار نہ ہو جاؤں۔(ک237/645)

اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی ہی پر ٹوٹیں تو تم فرمان برداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اٹھ کھڑے ہو۔(ر4/655)

بیشک میں اس چیز کے لیے معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں ان کی بعض بدعتوں کو ناپسند کرتا تھا اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انہیں صحیح راہ دکھاتا تھا اور ہدایت کرتا تھا تو اکثر ناکردہ گناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں۔

اور کبھی نصیحت کرنے والے کو بدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے۔

میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاح حال ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہونا ہے تو صرف اللہ سے اسی پر میرا بھروسا ہے اور اسی سے لو لگاتا ہوں۔(ر28/696)

نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے۔

لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آ جائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔(وصیۃ 31/713,714)

میرے جاسوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو (مکہ) حج کے لیے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈتے ہیں اور اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں اور دین کے بہانے دنیا (کے تھنوں) سے دودھ دوہتے ہیں اور نیکوں اور پرہیزگاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے ہیں دیکھو! بھلائی اسی کے حصہ میں آتی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور برا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو برے کام کرتا ہے۔(ر 33/723)

خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے ان لوگوں کے نام جو اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے اس وقت زمین میں اللہ کی نافرمانی اور اس کے حق کی بربادی ہو رہی تھی اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے برے مقامی اور پردیسی پر تان رکھے تھے نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ برائی سے بچا جاتا تھا۔(ر 38/728)

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اس کے مرتکب ہوئے ہو تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا اپنے امام کی نافرمانی کی اور اپنی امانت داری کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔(ر 40/730)

اور تم نے بڑے خوش خوش اسے حجاز روانہ کر دیا اور اسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لیے سد راہ نہ ہوا خدا تمہارے دشمنوں کا برا کرے۔(ر 31/731)

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے جو اگر تم نے کیا ہے تو اپنے خدا کو ناراض کیا اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا۔(ر 43/733)

اور نہ تم سے کوئی بدگمانی ہے، نہ ملامت کی جا سکتی ہے۔(ر 42/733)

پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت واستغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔(ر 45/740)

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت توڑتا ہوں اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔(ر 46/747)

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے مگر یہ کہ خدا کا لطف و کرم شامل حال ہو۔

یاد رکھو! کہ بخل، بزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر اللہ سے بدگمانی ان سب میں شریک ہے۔

تمہارے لیے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا، جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہو اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کار کردگی کے اعتبار سے ان کے مثل ہوں گے مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنہوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو۔

اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکردار دونوں برابر نہ ہوں اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا اور بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو جس کا وہ مستحق ہے۔(ر 53/754,752,759)

اور اگر ناگواری کے ساتھ بیعت کی تھی تو اطاعت کو ظاہر کر کے اور نافرمانی کو چھپا کر تم نے اپنے خلاف میرے لیے حجت قائم کر دی ہے۔(ر 54/780)

اگر میں صحیح راہ پر ہوں تو میری مدد کریں اور اگر میں غلط راستہ پر جا رہا ہوں تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی کوشش کریں۔(ر 57/783)

کسی مضطرب کی داد فریاد سننا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھٹکارا دلانا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔(ح 23/816)

اے آدمؑ کے بیٹے! جب تو دیکھے کہ اللہ سبحانہ تجھے پے در پے نعمتیں دے رہا ہے اور تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اس سے ڈرتے رہنا۔(ح 24/816)

اور جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے۔(ح 31/819)

جس نے طویل امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال بگاڑ لیے۔(ح 34/821)

اپنے ایک ساتھی سے اس کی بیماری کی حالت میں فرمایا۔"اللہ نے تمہارے مرض کو تمہارے گناہوں کو دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ خود مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے مگر وہ گناہوں کو مٹاتا اور انہیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں"۔(ح 42/823)

وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو تمہیں خود پسند بنا دے۔(ح 46/824)

اس کی نافرمانی اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے۔(ح 78/832)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی اور اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: اوراس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھاؤ۔(ح82/833)

اور دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔(ح94/836)

اوران کا دشمن وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے اگرچہ نزدیکی قرابت رکھتا ہو۔(ح96/837)

تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیئے کہ جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔

اگر ان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے تو گناہ جلد سے جلد کرتے ہیں اور توبہ کو تعویق میں ڈالتے رہتے ہیں اگر کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو جماعت اسلامی کے خصوصی امتیازات سے الگ ہو جاتے ہیں۔

وہ اطاعت لیتے ہیں اور خود نافرمانی کرتے ہیں۔(ح150/857)

کسی جماعت کے فعل پر رضامند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو اور غلط کام میں شریک ہونے والے پر دو گناہ ہیں ایک اس پر عمل کرنے کا اور ایک اس پر رضامند ہونے کا۔(ح154/860)

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔(ح165/862)

ترک گناہ کی منزل بعد میں مدد مانگنے سے آسان ہے۔(ح170/863)

بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔(ح177/865)

اگر خداوند عالم نے اپنی معصیت کے عذاب سے نہ ڈرایا ہوتا، جب بھی اس کی نعمتوں پر شکر کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی معصیت نہ کی جائے۔(ح290/905)

جو لڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے، اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں اور جو لڑتا جھگڑتا ہے اس کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ خوف خدا قائم رکھے۔(ح298/907)

وہ گناہ مجھے اندوہناک نہیں کرتا جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں اور اللہ سے امن و عافیت کا سوال کروں۔(ح299/907)

عبداللہ ابن عباسؓ نے ایک امر میں آپؑ کو مشورہ دیا جو آپؑ کے نظریہ کے خلاف تھا تو آپؑ نے ان سے فرمایا تمہارا یہ کام ہے کہ مجھے رائے دو اس کے بعد مجھے مصلحت دیکھنا ہے اور اگر میں تمہاری رائے کو نہ مانوں تو تمہیں میری اطاعت لازم

ہے۔(ح321/913)

نہروان کے دن خوارج کے کشتوں کی طرف ہو کر گزرے تو فرمایا: کہ گمراہ کرنے والے شیطان اور برائی پر ابھارنے والے نفس نے کہ جس نے انہیں امیدوں کے فریب میں ڈالا اور گناہوں کا راستہ ان کے لیے کھول دیا فتح و کامرانی کے ان سے وعدے کئے اور اس طرح انہیں دوزخ میں جھونک دیا۔(ح323/914)

تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔(ح324/915)

جس پر گناہ قابو پالے، وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا لاحقیقۃً مغلوب ہے۔(ح327/915)

اللہ کا کم سے کم حق جو تم پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کی نعمتوں سے گناہوں میں مدد نہ لو۔(ح330/916)

اے گروہ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ہوسکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے۔(ح344/918)

گناہ تک رسائی کا نہ ہونا بھی ایک صورت پاکدامنی کی ہے۔(ح345/919)

سب سے بھاری گناہ وہ ہے کہ جس کا ارتکاب کرنے والا اسے سبک سمجھے۔(ح348/919)

لوگوں میں جو ظالم ہو اس کی تین علامتیں ہیں وہ ظلم کرتا ہے اپنے سے بالا ہستی کی خلاف ورزی سے اور اپنے سے پست لوگوں پر قہر و تسلط سے اور ظالموں کی کمک و امداد کرتا ہے۔(ح350/920)

اللہ سبحانہ نے اپنی اطاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے۔(ح368/925)

اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سب سے بدتر ہوں گے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا انہیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا انہیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔(ح369/925)

حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں اور بد کرداری تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔(ح371/926)

اس بات سے ڈرتے رہو کہ اللہ تمہیں اپنی معصیت کے وقت موجود اور اپنی اطاعت کے وقت غیر حاضر پائے تو تمہارا شمار گھاٹا اٹھانے والوں میں ہوگا جب قوی و توانا ثابت ہونا ہو تو اللہ کی اطاعت پر اپنی قوت دکھاؤ اور کمزور بننا ہو تو اس کی معصیت سے کمزوری دکھاؤ۔(ح 383/931)

اللہ کے نزدیک دنیا کی حقارت کیلیے یہی بہت ہے کہ اللہ کی معصیت ہوتی ہے تو اس میں اور اس کے یہاں نعمتیں حاصل ہوتی ہیں تو اسے چھوڑنے سے۔(ح 385/931)

باپ کا فرزند پر یہ حق ہے کہ وہ سوائے اللہ کی معصیت کے ہر بات میں اس کی اطاعت کرے۔(ح 399/933)

اپنے فرزند حسنؑ سے فرمایا اے فرزند! دنیا کی کوئی چیز اپنے پیچھے نہ چھوڑو اس لیے کہ تم دو میں سے ایک کے لیے چھوڑو گے ایک وہ جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا تو جو مال تمہارے لیے بدبختی کا سبب بنا وہ اس کے لیے راحت و آرام کا باعث ہوگا یا وہ ہوگا جو اسے خدا کی معصیت میں صرف کرے تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بدبخت ہوگا اور اس صورت مں تم خدا کی معصیت میں اس کے معین و مددگار ہوگے اور ان دونوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ یہ کلام ایک دوسری صورت میں بھی روایت کیا گیا ہے جو یہ ہے:(ح 416/938)

چھٹے یہ ہے کہ اپنے جسم کو اطاعت کے رنج سے آشنا کرو جس طرح اسے گناہ کی شیرینی سے لذت اندوز کیا ہے تو اب کہو" استغفر اللہ".(ح 417/939)

اور ہر وہ دن کہ جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید کا دن ہے۔(ح 428/942)

سب سے بھاری گناہ وہ ہے جسے مرتکب ہونے والا سبک سمجھے۔(ح 477/956)

13 توبہ اور استغفار

پھر اللہ نے آدمؑ کے لئے توبہ کی گنجائش رکھی انہیں رحمت کے کلمے سکھائے، جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلاء و محل افزائش نسل میں اتار دیا۔

قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے کچھ کبیرہ ہیں جن کے لئے آتش جہنم کی دھمکیاں ہیں اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے لئے مغفرت کے توقعات پیدا کئے ہیں کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصہ بھی مقبول ہے اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔

وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔(خ 1/89,91,92)

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی رحمت سے ناامیدی نہیں اور جس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں نہ اس کی مغفرت سے کوئی مایوس ہے نہ اس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتا ہے اور نہ اس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے اور نہ اس کی نعمتوں کا فیضان کبھی رکتا ہے۔(خ 45/202)

خدا کی قسم! اگر تم ان اونٹنیوں کی طرح فریاد کرو، جو اپنے بچوں کو کھو چکی ہوں اور ان کبوتروں کی طرح نالہ وفغاں کرو (جو اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے ہوں) اور ان گوشہ نشیں راہبوں کی طرح چیخو چلاؤ جو گھر بار چھوڑ چکے ہوں اور مال اور اولاد سے بھی اپنا ہاتھ اٹھا لو اس غرض سے کہ تمہیں بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل ہو درجہ کی بلندی کے ساتھ اس کے یہاں یا ان گناہوں کے معاف ہونے کے ساتھ جو صحیفۂ اعمال میں درج اور کراما کاتبین کو یاد ہیں تو وہ تمام بے تابی اور نالہ و فریاد اس ثواب کے لحاظ سے جس کا میں تمہارے لئے امیدوار ہوں اور اس عقاب کے اعتبار سے جس کا مجھے تمہارے لئے خوف و اندیشہ ہے، بہت ہی کم ہوگی۔(خ 52/208)

جس کی صورت یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے ڈرے اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے (مرنے سے پہلے) توبہ کرے اپنی خواہشوں پر قابو رکھے چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے اور امیدیں فریب دینے والی ہیں اور شیطان اس پر

چھایا ہوا ہے، جو گناہوں کو سجا کر اس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو اور توبہ کی ڈھارس بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اسے تعویق میں ڈالتا رہے یہاں تک کہ موت غفلت و بے خبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے واحسرتا! کہ اس غافل وبیخبر کی مدت حیات ہی اس کے خلاف ایک حجت بن جائے اور اس کی زندگی کا انجام بدبختی کی صورت میں ہو۔(خ62/219)

اے اللہ! تو ان چیزوں کو بخش دے، جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ، بارالہا جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا مگر تو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا اسے بھی بخش دے میرے اللہ زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا ان سے بھی درگزر کر، پروردگار! تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کر دے۔(دعا76/234)

اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور (اللہ کی پکار پر) لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رخ موڑ لیا اور اس کی طرف توبہ و انابت کے ساتھ متوجہ ہوا، یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور روح بھی آزاد ہے ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقایا مہلت اور از سرنو اختیار سے کام لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اس کے کہ تنگی وضیق میں پڑ جائے اور خوف واضمحلال اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آجائے اور قادر و غالب کی گرفت اسے جکڑ لے۔(خ81/244)

اور یہ بتا دیا تھا اس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے لیکن جس چیز سے انہیں روکا تھا انہوں نے اسی کا رخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا، چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اتار دیا تا کہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے، بارالہا! ہر ثناء گستر کے لیے اپنے ممدوح پر انعام وکرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔(خ89/281)

اور ابھی تم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمہیں اتنی مہلت وفراغت ہے کہ اس کی خوشنودیاں حاصل کر سکو ابھی موقعہ ہے چونکہ اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں قلم چل رہے ہیں بدن تندرست وتوانا ہیں زبان آزاد ہے توبہ سنی جاسکتی ہے اور اعمال قبول کئے جاسکتے ہیں۔(خ92/297)

اور ان گناہوں سے مغفرت چاہتے ہیں کہ جن پر اس کا علم محیط اور نامہ اعمال حاوی ہے۔(خ112/327)

اے خدا کے بندے! جھٹ سے کسی پر گناہوں کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دی ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ تجھے عذاب ہو۔ (ک 138/388)

(البتہ) اللہ بندوں کو ان کی بد اعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آجائے نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے اللہ سبحانہ نے توبہ و استغفار کو روزی کے اترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہی تم پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے خدا اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھائے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔ (خ 141/391)

تم سے پہلے لوگوں کی تباہی کا سبب یہ ہے کہ وہ امیدوں کے دامن پھیلاتے رہے اور موت کو نظروں سے اوجھل سمجھے یہاں تک کہ جب وعدہ کی ہوئی موت آ گئی تو ان کی معذرت کو ٹھکرا دیا گیا اور توبہ اٹھا لی گئی اور مصیبت و بلا ان پر ٹوٹ پڑی۔ (خ 145/400)

خدا مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔ (ک 147/403)

قرآن حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصولوں میں سے کہ جن پر وہ جزا و سزا دیتا ہے اور راضی و ناراض ہوتا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کیے بغیر مر جائے ایک یہ کہ فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو یا دوسرے کے کیے پر عیب لگایا ہو یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو یا لوگوں سے دو رخی چال چلتا ہو یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔ (خ 151/413)

دیکھو! ظلم تین طرح کا ہوتا ہے ایک ظلم وہ جو بخشا نہیں جائے گا اور دوسرا ظلم وہ جس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ خدا اس (گناہ) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے وہ ظلم جو بخش دیا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسا سخت عذاب ہے جس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت ہی کم ہیں۔ (خ 174/477)

اور زادِ عمل فراہم کرنے میں موت پر سبقت کرو اس لیے کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں کی امیدیں ٹوٹ جائیں، موت ان پر چھا جائے اور توبہ کا دروازہ ان کے لیے بند ہو جائے۔ (خ 131/497)

اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزاء قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل و حقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (خ 188/521)

جن لوگوں کے پاس زندگی کی تر و تازہ و شاداب نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یہ ان کے گناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے کیونکہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں صدق نیت و رجوع قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا۔ (خ 176/480)

جب ان میں سے کسی ایک کو (صلح و تقویٰ کی بنا پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے خدایا ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔ (خ 191/555)

میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے آمرزش کا طلب گار ہوں۔ (ک 195/564)

اور ہدایت کے دروازوں کے بند اور وسائل و ذرائع کے قطع ہونے سے پہلے ہدایت کی طرف بڑھ جاتا ہے توبہ کا دروازہ کھلواتا ہے اور (پھر) گناہ کا دھبہ اپنے دامن سے چھڑاتا ہے وہ سیدھے راستے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور واضح راہ اسے بتا دی گئی ہے۔ (خ 212/602)

(اچھے) اعمال بجا لے آؤ ابھی جبکہ اعمال بلند ہو رہے ہیں تو یہ فائدہ دے سکتے ہیں۔ (خ 227/634)

اعمال بجا لاؤ ابھی جب کہ تم زندگی کی فراخی و وسعت میں ہو اعمال نامے کھلے ہوئے اور توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے، اللہ سے رخ پھیر لینے والے کو پکارا جا رہا ہے اور گنہگاروں کو امید دلائی جا رہی ہے قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت

ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔(خ 234/642)

میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہوگا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لیے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور تمہارے لیے بھی نیکی ہوگی کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے۔(ر 23/682)

اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔

لہٰذا ڈرو اس سے کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آ جائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔(وصیۃ 31/713,714)

جس نے اپنے اور اللہ کے مابین معاملات کو ٹھیک رکھا تو اللہ اس کے اور لوگوں کے معاملات سلجھائے رکھے گا اور جس نے اپنی آخرت کو سنوار لیا تو خدا اس کی دنیا بھی سنوار دے گا اور جو خود اپنے کو وعظ و پند کرے تو اللہ کی طرف سے اس کی حفاظت ہوتی رہے گی۔(ح 89/835)

تو اس (عہد شکنی) سے پلٹو اور جلد اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔(ر 54/780)

ڈرو ڈرو اس لیے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔(ح 29/818)

اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو توبہ کی گنجائش کے ہوتے ہوئے مایوس ہو جائے۔(ح 87/834)

اور جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو بندوں کے بجائے اللہ اس کا حریف و دشمن بن جاتا ہے اور جس کا وہ حریف و دشمن ہو، اس کی ہر دلیل کو کچل دے گا اور وہ اللہ سے برسرِ پیکار رہے گا یہاں تک کہ باز آئے اور توبہ کر لے۔(ر 53/756)

ابو جعفر محمد ابن علی الباقر علیہما السلام نے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

دنیا میں عذاب خدا سے دو چیزیں باعث امان تھیں ایک ان میں سے اٹھ گئی مگر دوسری تمہارے پاس موجود ہے لہٰذا اسے مضبوطی سے تھامے رہو وہ امان جو اٹھا لی گئی وہ رسول اللہؐ تھے اور وہ امان جو باقی ہے وہ توبہ و استغفار ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا "اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں کرے گا جب تک تم ان میں موجود ہو، اللہ ان لوگوں پر عذاب نہیں اتارے گا جب کہ یہ لوگ توبہ و استغفار کر رہے ہوں گے"۔(ح 88/834)

اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ و استغفار کرو اور دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔ (ح 94/836)

کچھ لوگوں نے آپؑ کے روبرو آپؑ کی مدح و ستائش کی تو فرمایا اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں اے خدا جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں۔ (ح 100/838)

جسے توبہ کی توفیق ہو، وہ مقبولیت سے نا امید نہیں ہوتا جسے استغفار نصیب ہو، وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا۔ (ح 135/852)

تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیے کہ جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں۔ (ح 150/857)

ترک گناہ کی منزل بعد میں مدد مانگنے سے آسان ہے۔ (ح 170/863)

کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں۔ (ح 371/926)

ایک کہنے والے نے آپ کے سامنے استغفر اللہ کہا تو آپؑ نے اس سے فرمایا۔

تمہاری ماں تمہارا سوگ منائے کچھ معلوم بھی ہے کہ استغفار کیا ہے استغفار بلند منزلت لوگوں کا مقام ہے اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو چھ باتوں پر حاوی ہے پہلے یہ کہ جو ہو چکا اس پر نادم ہو دوسرے ہمیشہ کے لیے اس کے مرتکب نہ ہونے کا تہیہ کرنا تیسرے یہ کہ مخلوق کے حقوق ادا کرنا یہاں تک کہ اللہ کے حضور میں اس حالت میں پہنچو کہ تمہارا دامن پاک و صاف اور تم پر کوئی مواخذہ نہ ہو چوتھے یہ کہ جو فرائض تم پر عائد ہوئے تھے اور تم نے انہیں ضائع کر دیا تھا انہیں اب پورے طور پر بجالاؤ پانچویں یہ کہ جو گوشت (اکل) حرام سے نشوونما پاتا رہا ہے اس کو غم و اندوہ سے پگھلاؤ یہاں تک کہ کھال کو ہڈیوں سے ملا دو کہ پھر سے ان دونوں کے درمیان نیا گوشت پیدا ہو چھٹے یہ کہ اپنے جسم کو اطاعت کے رنج سے آشنا کرو جس طرح اسے گناہ کی شیرینی سے لذت اندوز کیا ہے تو اب کہو" استغفر اللہ "۔ (ح 417/938)

اور کسی بندے کے لیے توبہ کا دروازہ کھولے اور مغفرت کا دروازہ اس کے لیے بند کر دے۔ (ح 435/944)

کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔ (ر 45/740)

تم اپنے گھر کے گوشوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کرو، توبہ تمہارے عقب میں ہے حمد کرنے

والا صرف اپنے پروردگار کی حمد کرے اور بھلا برا کہنے والا اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔ (خ16/142)

آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا جس طرف آگے بڑھنا ہے، وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص (اپنے اعمال کی بدولت بلا اختیار) پہنچ جائیں گے وہ دوزخ ہے کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں؟ (خ28/169)

رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پرکیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو، تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں خوف نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے دیکھنے والا انہیں کو دیکھ کر مریض سمجھتا ہے، حالانکہ انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے۔

(ایسا نہیں) بلکہ انہیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہے وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں کا) الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح وتقویٰ کی بنا پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے خدایا ان کی اتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔ (خ191/554)

آیۃ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله "وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں بناتی"۔ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ (اوامر ونواہی سے) بہرا ہونے کے بعد

سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی وعناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت وبصیرت کے) چراغ روشن کیے وہ مخصوص یادر کھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلالت وبزرگی سے ڈراتے ہیں وہ لق ودق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کے طور طریقے پر تحسین وآفرین کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوشخبری سناتے ہیں اور جو (افراط وتفریط کی) دائیں بائیں سمتوں پر ہو لیتا ہے اس کے رویہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے تباہی وہلاکت سے خوف دلاتے ہیں، انہی خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور ان شبہوں کے لیے راہنما ہیں کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے یاد الٰہی کو دنیا کے بدلے لے لیا انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید وفروخت، اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں عدل وانصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں گویا کہ انہوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کر لیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے حالات پر جوان کے طویل عرصہ قیام میں انہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور انہوں نے اہل دنیا کے سامنے ان چیزوں پر سے پردہ الٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سن سکتے اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے برے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کو جن پر وہ مامور تھے اور انہوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز ودرماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت واعتراف گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے تسلی وتسکین کا ان پر درود ہو آسمان کے دروازے ان کے لیے مہیا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو وبخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں وہ اس کے فضل وکرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت ورفعت کے سامنے ذلت وپستی میں جکڑے ہوئے ہوں غم واندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ وبکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجہ وراغب کرے وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود وکرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید پھرتے ہیں تم اپنی بہبودی کے لیے اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو کیوں کہ دوسروں کا محاسبہ کرنے والا تمہارے علاوہ دوسرا ہے۔ (ک 219/618)

14

تقویٰ

میں اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں کسی شخص کو اس کے دیدۂ عبرت نے گذشتہ عقوبتیں واضح طور سے دکھا دی ہوں اسے تقویٰ شبہات میں اندھا دھند کودنے سے روک لیتا ہے، معلوم ہونا چاہیئے کہ گناہ اس سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پر ان کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں۔

وہ اصل واساس جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی، اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت (عمل) بے آب وخشک نہیں رہتی۔(ک16/140,142)

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے یہ پرہیز گاری کا لباس ہے۔(خ27/166)

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔(خ62/218)

میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے (پہلے تو) بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے ڈھوے پر لگا دیتا ہے اور اسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اس کو برا کہنے لگتا ہے اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اس کی گراں باری واہمیت بتاتا ہے اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اس سے ڈرانے لگتا ہے۔

خدا کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے (سمجھانے کے) لئے مثالیں پیش کیں اور تمہاری زندگی کے اوقات مقرر کئے تمہیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراواں کیا اس نے

تمہارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمہارے لئے جزا مقرر کی ہے اور تمہیں اپنی وسیع نعمتوں اور فراخ عطیوں سے نوازا اور موثر دلیلوں سے تمہیں متنبہ کر دیا ہے وہ ایک ایک کر کے تمہیں جان چکا ہے اور اس مقام آزمائش و محل عبرت میں اس نے تمہاری عمریں مقرر کر دی ہیں اس میں تمہاری آزمائش ہے اور اس کی درآمد و برآمد پر تمہارا حساب ہوگا۔

اللہ سے ڈرو اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سنا تو جھک گیا گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا ڈرا تو عمل کیا خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا قیامت کا یقین کیا تو اچھے اعمال بجالایا عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور (اللہ کی پکار پر) لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رخ موڑ لیا اور اس کی طرف توبہ و امانت کے ساتھ متوجہ ہوا (اگلوں) کی پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اسے دیکھ لیا ایسا شخص طلب حق کے لئے سرگرم عمل رہا اور (دنیا کے بندھنوں سے) چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا اس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک و صاف رکھا اور آخرت کا گھر آباد کر لیا سفر آخرت اور اس کی راہ نوردی کے لئے اور احتیاج کے مواقع اور فقر و فاقہ کے مقامات کے پیش نظر اس نے زاد اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کے پیش نظر اس سے ڈرتے رہو اور جس حد تک اس نے تمہیں ڈرایا ہے اس حد تک اس سے خوف کھاتے رہو اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔ (خ 81/248,242,244)

اور فرمایا: بری حکومت ہو تو اس میں بد بخت لوگ جی بھر کر لطف اندوز ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کا زمانہ ختم ہو جائے اور موت انہیں پا لے۔ (خ 40/197)

صبر کو نجات کی سواری بنا لیا موت کے لئے تقویٰ کا ساز و سامان کیا۔ (خ 74/233)

بری عورتوں سے ڈرو۔ (خ 78/237)

اور اگر ابتلاؤ آزمائش میں ڈالے جاؤ تو صبر کرو اس لیے کہ اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ (ک 96/303)

اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذلت و رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو اس لیے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہشمند بنو کہ جس کا اللہ نے پرہیز گاروں سے وعدہ کیا ہے اس لیے کہ اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچا ہے۔ (خ 108/329)

دوزخ کی آگ سے ڈرو کہ جس کی تپش تیز اور گہرائی بہت زیادہ ہے اور (جہاں پہننے کو) لوہے کے زیور اور (پینے کو پیپ بھرا لہو ہے)۔ (خ 118/348)

اگر یہ آسمان وزمین کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے زمین وآسمان کی راہیں کھول دے گا۔ (ک 129/373)

وہ پرہیز گاروں کے امام ہیں۔ (خ 92/296)

اس کے کسی زاد میں سوا زاد تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے جو شخص کم حصہ لیتا ہے وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے وہ اپنے لیے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے (حالانکہ) اسے اپنے مال ومتاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے۔ (خ 109/331)

شیطان کی راہوں اور تمرد وسرکشی کے مقاموں سے بچو۔ (خ 149/408)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اس لیے کہ یہی تقویٰ زادراہ ہے اور اسی کو لے کر پلٹنا ہے یہ زاد (منزل تک) پہنچانے والا اور پلٹنا کامیاب پلٹنا ہے اس کی طرف سب سے بہتر سنا دینے والے نے دعوت دی اور بہترین سننے والے نے اسے سن کر محفوظ کر لیا چنانچہ دعوت دینے والے نے سنا دیا اور سننے والا بہرہ اندوز ہو گیا۔

اللہ کے بندو! تقویٰ ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیات سے بچایا ہے اور ان کے دلوں میں خوف پیدا کیا ہے یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگنے اور تپتی ہوئی دو پہریں پیاس میں گزر جاتی ہیں اور اس تعب وکلفت کے عوض راحت (دائمی) اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم وکوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا پھر یہ دنیا تو فنا اور مشقت، تغیر اور عبرت کی جگہ ہے۔

اللہ سے ڈرو، جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب موت آئے تو تم کو بہر صورت مسلمان ہونا چاہیے۔ (خ 112/337,340)

جس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہوا تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنت کے لیے جو عمل ہونا چاہیے اسے انجام دو۔ (خ 130/378)

کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور دین میں پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔ (خ 142/395)

اللہ کے بندو! یادرکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق وفجور ایک (کمزور) چاردیواری ہے کہ جو نہ اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ ان کی حفاظت کر سکتی ہے دیکھو! تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔ (خ 155/425)

اور صرف غفلت و مدہوشی ہے تقویٰ و پرہیز گاری کے بغیر۔ (خ 29/173)

اور حرام چیزوں سے دامن بچانا۔ (ک 79/239)

کہاں ہیں کاروبار میں (دغا و فریب سے) بچنے والے۔ (خ 128/372)

اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہی کل رستگاری (کا وسیلہ) اور نجات کی منزل دائمی ہوگا۔ (خ 159/435)

اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو اس لیے کہ تم سے (ہر چیز کے متعلق) سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی۔ (خ 165/456)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کرتا ہوں کیوں کہ بندے جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک تمام چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے۔ (خ 171/464)

تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرو تمہارے لیے ایک منزل منتہا ہے اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیز گاری کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو۔ (خ 174/474,475)

اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تم کو لباس سے ڈھانپا اور ہر طرح کا سامان معیشت تمہارے یے مہیا کیا۔ (خ 180/488)

اور تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کی ہے اور اسے اپنی رضا و خوشنودی کی حد آخر اور مخلوق سے اپنا مدعا قرار دیا ہے اس اللہ سے ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جس کے قبضہ قدرت میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے اگر تم کوئی بات مخفی رکھو گے تو وہ اسے جان لے گا اور ظاہر کرو گے تو اسے لکھ لے گا (یوں کہ) اس نے تم پر نگہبانی کرنے والے مکرم فرشتے مقرر کر رکھے ہیں وہ کسی حق کو نظر انداز اور کسی غلط چیز کو درج نہیں کرتے یاد رکھو کہ جو اللہ سے ڈریگا وہ اس کے لئے فتنوں سے (بچ کر) نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اندھیاریوں سے اجالے میں لے آئے گا اور اس کے حسب دلخواہ نعمتوں میں اسے ہمیشہ رکھے گا اور سے اپنے پاس ایسے گھر میں کہ جسے اس نے اپنے لیے منتخب کیا ہے عزت و بزرگی کی منزل میں لا اتارے گا، اس گھر کا سایہ عرش، اس کی روشنی جمال قدرت (کی چھوٹ) اس میں ملاقاتی ملائکہ اور رفیق و ہمنشین انبیاء و مرسلین ہیں۔ (خ 181/496)

اے لوگو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ (خ 186/514)

اب تم کو لازم ہے کہ خوف الٰہی سے لپٹے رہو اس لیے کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر طرح محفوظ ہے۔

اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزاء قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل و حقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (خ 188/520,521)

اے خدا کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا تم پر حق ہے اور تمہارے حق کو اللہ پر ثابت کرنے والا ہے اور یہ کہ تقویٰ کے لیے اللہ سے اعانت چاہو اور (تقرب) الٰہی کے لیے اس سے مدد مانگو اس لیے کہ تقویٰ آج (دنیا میں) پناہ و سپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے اس کا راستہ آشکار اور اس کا راہ پیما نفع میں رہنے والا ہے۔ جس کے سپرد یہ ودیعت ہے وہ اس کا نگہبان ہے یہ تقویٰ اپنے آپ کو گزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی امتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا ہے، کیونکہ وہ سب اس کی حاجتمند ہوں گی کل جب خداوند عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو دے رکھا ہے وہ واپس لے گا اور اپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا تو اسے قبول کرنے والے اور اس کا پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے وہ گنتی کے اعتبار سے کم اور اس توصیف کے مصداق ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے کہ "میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں"۔ لہٰذا تقویٰ کی (آواز پر) اپنے کان لگاؤ اور سعی و کوشش سے برابر اس کی پابندی کرو اور اس کو گزری ہوئی کوتاہیوں کا عوض قرار دو اور ہر مخالفت کرنے والے کے بدلہ میں اسے اپنا ہمنوا بناؤ اسے خواب غفلت سے اپنے چونکنے کا ذریعہ بناؤ اور اسی میں اپنے دن کاٹ دو اور اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور گناہوں کو اس کے ذریعہ سے دھو ڈالو اور اس سے اپنی بیماریوں کا علاج کرو اور موت سے پہلے اس کا توشہ حاصل کرو ورنہ جنہوں نے اسے ضائع و برباد کیا ہے ان سے عبرت حاصل کرو یہ نہ ہو کہ دوسرے تقویٰ پر عمل کرنے والے تم سے عبرت اندوز ہوں دیکھو! اس کی حفاظت کرو اور اس کے ذریعہ سے اپنے لیے سروسامان حفاظت فراہم کرو دنیا کی آلودگیوں سے اپنا دامن پاک و صاف رکھو اور آخرت کی طرف والہانہ انداز سے بڑھو جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اسے پست نہ سمجھو اور جسے دنیا نے اوج و رفعت پر پہنچایا ہو اسے بلند مرتبہ نہ خیال کرو۔

(خ189/523)

اس دستاویز کو (مالک) اشتر نخعی رحمتہ اللہ علیہ کے لیے تحریر فرمایا جب کہ محمد ابن ابی بکرؓ کے حالات بگڑ جانے پر انہیں مصر اور اس کے اطراف کی حکومت سپرد کی سب سے طویل عہد نامہ اور امیر المومنین کے توقیعات میں سے سب سے زیادہ محاسن پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ ہے وہ فرمان جس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے خدا کے بندے علیؑ امیر المومنینؑ نے مالک ابن حارث اشترؓ کو جب مصر کا انہیں والی بنایا تا کہ وہ خراج جمع کریں دشمنوں سے لڑیں رعایا کی فلاح و بہبود اور شہروں کی آبادی کا انتظام کریں۔

انہیں حکم ہے کہ اللہ کا خوف کریں اس کی اطاعت کو مقدم سمجھیں اور جن فرائض و سنن کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کریں کہ انہی کی پیروی سے سعادت اور انہیں کے ٹھکرانے اور برباد کرنے سے بدبختی دامنگیر ہوتی ہے اور یہ کہ اپنے دل اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے رہیں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا وہ اس کی مدد کرے گا اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہوگا وہ اسے عزت و سرفرازی بخشے گا۔

اس کے علاوہ انہیں حکم ہے کہ وہ نفسانی خواہشوں کے وقت اپنے نفس کو کچلیں اور اس کی منہ زوریوں کے وقت اسے روکیں کیونکہ نفس برائیوں ہی کی طرف لے جانے والا ہے مگر یہ کہ خدا کا (لطف و کرم شامل حال ہو)''۔(ر53/753)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں خوف خدا کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ سعادت کی باگ دوڑ اور (دین کا) مضبوط سہارا ہے اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کی حقیقتوں کو مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ تمہیں آسائش کی جگہوں، آسودگی کے گھروں، حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں میں پہنچائے گا۔(خ193/562)

میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے وہی تمہاری کامرانیوں کا ذریعہ اور تمہاری آرزوؤں کی منزل منتہا ہے تمہاری راہ حق اسی کی طرف پلٹتی ہے اور وہی خوف و ہراس کے وقت تمہارے لیے پناہ گاہ ہے (دل میں اللہ کا خوف رکھو) کیونکہ یہ تمہارے دلوں کے روگ کا چارہ فکر و شعور کی تاریکیوں کے لیے اجالا جسموں کی بیماریوں کے لیے شفا سینے کی تباہ کاریوں کے لیے اصلاح، نفس کی کثافتوں کے لیے پاکیزگی، آنکھوں کی تیرگی کے لیے جلا دل کی دہشت کے لیے ڈھارس اور جہالت کی اندھیاریوں کے لیے روشنی ہے۔

اس اللہ سے ڈرو کہ جس نے پند و موعظت سے تمہیں فائدہ پہنچایا اپنے پیغام کے ذریعے تمہیں وعظ و نصیحت کی اپنی نعمتوں سے تم پر لطف و احسان کیا اس کی بندگی و نیاز مندی کے لیے اپنے نفسوں کو رام کرو اور اس کی فرمانبرداری کا پورا پورا حق

ادا کرو۔(خ196/567,568)

بے شک اللہ کا خوف ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے (خواہشوں کی) ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے اس کے ذریعہ طلبگار منزل مقصود تک پہنچتا اور (سختیوں سے) بھاگنے والا نجات پاتا ہے اور مطلوبہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔(خ227/634)

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے اور جس کے علاوہ تمہارے لیے کوئی اور آخری منزل نہیں۔(ر12/607)

اللہ وحدہ لا شریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو۔(وص25/685)

میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اس کے ماسوا کوئی نگران ہے۔(ر26/687)

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے، مگر دنیا داران کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گی، نہ ان کے حظ ونصیب میں کمی ہوگی۔(ر27/689)

پھر مسلمانوں کے لیے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقرب خدا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اسے برضا و رغبت ادا کرے گا اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے۔(ک197/573)

دنیا سے سارے علائق قطع کرلو اور زاد تقویٰ سے اپنے کو تقویت پہنچاؤ۔(ک202/581)

اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوائے اس کے کہ جس سے مجھے تو بچائے رکھے۔(دعا213/602)

اور نیکوں اور پرہیزگاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے ہیں دیکھو بھلائی اسی کے حصہ میں آتی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور برا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو برے کام کرتا ہے۔(ر33/723)

اب اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کرو۔(ر41/732)

پرہیزگاروں اور راستبازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا پھر انہیں اس کا عادی بنانا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر

تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں کیونکہ زیادہ مدح سرائی غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے۔ (ر53/758)

جو دنیا کا ساز و سامان تمہارے پاس ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ (ر30/702)

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے احکام کی پابندی کرنا اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو۔

بیٹا یاد رکھو! کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے۔ (ر31/704,707)

اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو۔ (ر32/723)

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

(پھر حضرتؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا) اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ (ح130/849)

جو زیادہ بولے گا وہ زیادہ لغزشیں کرے گا ارجس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا اور جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مردہ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا۔ (ح349/920)

اپنے دل میں کچھ اللہ کا خوف کرو شیطان سے اپنی باگ چھڑانے کی کوشش کرو۔ (ر55/781)

صبح و شام برابر اللہ کا خوف رکھنا۔ (ر56/782)

جو عمل تقویٰ کے ساتھ انجام دیا جائے وہ تھوڑا نہیں سمجھا جا سکتا اور مقبول ہونے والا عمل تھوڑا کیونکر ہو سکتا ہے؟ (ح95/837)

اے لوگو! اس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سن ہے اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔ (ح203/871)

اللہ سے کچھ تو ڈرو، چاہے وہ کم ہی ہو اور اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ تو پردہ رکھو چاہے وہ باریک ہی سا ہو۔ (ح242/881)

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔ (ح309/909)

جو لڑائی جھگڑے میں حد سے بڑھ جائے وہ گنہگار ہوتا ہے اور جو اس میں کمی کرے اس پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں اور جو

لڑتا جھگڑتا ہے اس کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ خوف خدا قائم رکھے۔ (ح298/907)

اور کوئی بزرگی تقویٰ کی مثل نہیں اور کوئی پرہیزگاری شبہات میں توقف سے بڑھ کر نہیں۔ (ح113/843)

نماز ہر پرہیزگار کے لیے باعث تقرب ہے۔ (ح136/852)

اللہ سے ڈرو اس شخص کے ڈرنے کے مانند جس نے دنیا کی وابستگیوں کو چھوڑ کر دامن گردان لیا اور دامن گردان کر کوشش میں لگ گیا اور اچھائیوں کے لیے اس وقفہ حیات میں تیز گامی کے ساتھ چلا اور خطروں کے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اپنی قرارگاہ اور اپنے اعمال کے نتیجہ اور انجام کار کی منزل پر نظر رکھی۔ (ح210/872)

لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو اور نہ اس کے فضل و کرم کے جو تم پر ہے حاسد بنو۔ (خ191/531)

اے لوگو! اللہ سے ڈرو کیونکہ کوئی شخص بیکار پیدا نہیں کیا گیا کہ وہ کھیل کود میں پڑ جائے اور نہ اسے بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہے کہ بیہودگیاں کرنے لگے۔ (ح370/925)

اور اس بات کو جانے رہو کہ صحت بدن سے بہتر دل کی پرہیزگاری ہے۔ (ح388/932)

تقویٰ تمام خصلتوں کا سرتاج ہے۔ (ح410/937)

اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔ (ح458/950)

اور پرہیزگاری ایک بڑی سپر ہے۔ (ح3/810)

تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرو کیونکہ جو گواہ ہے وہی حاکم ہے۔ (ح324/915)

اے گروہ مردم! اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ کتنے ہی ایسی باتوں کی امید باندھنے والے ہیں جن تک پہنچتے نہیں اور ایسے گھر تعمیر کرنے والے ہیں جن میں رہنا نصیب نہیں ہوتا اور ایسا مال جمع کرنے والے ہیں جسے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اسے غلط طریقہ سے جمع کیا ہو یا کسی کا حق دبا کر حاصل کیا ہو اس طرح اسے بطور حرام پایا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کا بوجھ اٹھایا ہو، تو اس کا وبال لے کر پلٹے اور اپنے پروردگار کے حضور رنج و افسوس کرتے ہوئے جا پہنچے دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا اٹھایا یہی تو کھلم کھلا گھاٹا ہے۔ (ح344/918)

کوئی بزرگی تقویٰ سے زیادہ باوقار نہیں، کوئی پناہ گاہ پرہیزگاری سے بہتر نہیں۔ (ح371/926)

15

متقیوں کی صفات

مگر اس کے باوجود جب میں امر خلافت کو لے کر اٹھا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کر لیا گویا انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا کہ "یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے"۔ ہاں ہاں خدا کی قسم! ان لوگوں نے اس کو سنا تھا اور یاد کیا تھا لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔

دیکھو! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہوگئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون و قرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتناء پاتے۔ (خ 3/103)

اس کے بعد تھوڑے سے وہ لوگ رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جھکی ہوئی ہیں ان سے آنسو رواں رہتے ہیں ان میں کچھ تو وہ ہیں جو دنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف و ہراس کے عالم میں ذلتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے منہ باندھ دیئے گئے ہیں کچھ خلوص سے دعائیں مانگ رہے ہیں کچھ غم زدہ و درد رسیدہ ہیں جنہیں خوف نے گمنامی کے گوشوں میں بٹھا دیا ہے اور خستگی و درماندگی ان پر چھائی ہوئی ہے وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر وہ پیاسے ہیں) ان کے منہ بند اور دل مجروح ہیں انہوں نے لوگوں کو اتنا سمجھایا بجھایا کہ وہ اکتا گئے اور اتنا اُن پر جبر کیا گیا کہ وہ بالکل دب گئے اور اتنے قتل کئے گے کہ ان میں (نمایاں) کمی ہوگئی۔ (خ 32/182)

اور بری حکومت ہو تو اس میں بد بخت لوگ جی بھر کر لطف اندوز ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کا زمانہ ختم ہو جائے اور

موت انہیں پالے۔ (ک 40/197)

خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے حکمت کا کوئی کلمہ سنا، تو سے گرہ میں باندھ لیا ہدایت کی طرف اسے بلایا گیا تو دوڑ کر قریب ہوا صحیح راہبر کا دامن تھام کر نجات پائی اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا اور گناہوں سے خوف کھایا، عمل بے ریا پیش کیا، نیک کام کئے ثواب کا ذخیرہ جمع کیا بری باتوں سے اجتناب برتا صحیح مقصد کو پالیا اپنا اجر سمیٹ لیا خواہشوں کا مقابلہ کیا امیدوں کو جھٹلایا صبر کو نجات کی سواری بنا لیا موت کے لئے تقویٰ کا ساز و سامان کیا روشن راہ پر سوار ہوا حق کی شاہراہ پر قدم جمائے زندگی کو غنیمت جانا موت کی طرف قدم بڑھایا اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔ (خ 74/233)

اللہ سے ڈرو، اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سنا تو جھک گیا گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا ڈرا تو عمل کیا خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا قیامت کا یقین کیا تو اچھے اعمال بجالایا عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور (اللہ کی پکار پر) لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رخ موڑ لیا اور اس کی طرف توبہ وامانت کے ساتھ متوجہ ہوا (اگلوں کی) پوری پوری پیروی کی اور رحق کے دکھائے جانے پر اسے دیکھ لیا ایسا شخص طلب حق کے لئے سرگرم عمل رہا اور (دنیا کے بندھنوں سے) چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا اس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک وصاف رکھا اور آخرت کا گھر آباد کر لیا سفر آخرت اور اس کی راہ نوردی کے لئے اور احتیاج کے مواقع اور فقر فاقہ کے مقامات کے پیش نظر اس نے زاد اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض وغایت کے پیش نظر اس سے ڈرتے رہو اور جس حد تک اس نے تمہیں ڈرایا ہے اس حد تک اس سے خوف کھاتے رہو اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔

اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح وہ مرد زیرک ودانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور خوف نے اس کے بدن کو تعب وکلفت میں ڈال دیا ہو اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور امید ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد وورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکر الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو اور راہ مقصود پر آنے کے لئے سیدھا راستہ اختیار کیا ہو نہ خوش فریبیوں نے اس میں پیچ وتاب پیدا کیا ہو اور نہ مشتبہ باتوں نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گزارتا ہے وہ دنیا کی عبورگاہ سے قابل تعریف سیرت کے ساتھ گذر گیا اور آخرت کی

منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا (وہاں کے) خطروں سے پیش نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کے لئے اس وقفہء حیات میں تیز گام چلا طلب آخرت میں دلجمعی اور رغبت سے بڑھتا گیا اور برائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نظر رکھی بخشش وعطا کے لئے جنت اور عقاب وعذاب کے لئے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہوگا اور انتقام لینے اور مدد کرنے کے لئے اللہ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے اور سند وحجت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کے لئے قرآن سے بڑھ کر کیا ہے۔(خ 81/244,247)

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ وملال اسے چمٹا رہتا ہے اور خوف اس پر چھایا رہتا ہے) اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور آنے والے دن کی مہمانی کا اس نے تہیہ کر رکھا ہے (موت کو) جو دور ہے اسے وہ قریب سمجھتا ہے اور سختیوں کو پنے لئے آسان سمجھ لیتا ہے دیکھتا ہے، تو بصیرت ومعرفت حاصل کرتا ہے (اللہ کو) یاد کرتا ہے، تو عمل کرنے پر تل جاتا ہے (وہ اس سرچشمہ ہدایت کا) شیریں وخوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہے جس کے گھاٹ تک (اللہ کی رہنمائی سے) وہ بآسانی پہنچ گیا ہے اس نے پہلی ہی دفعہ چھک کر پی لیا ہے اور ہموار راستے پر چل پڑا ہے شہوتوں کا لباس اتار پھینکا ہے (دنیا کے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں لگا ہوا ہے وہ گمراہی کی حالت اور ہوس پرستوں کی ہوس رانیوں میں حصہ لینے سے دور رہتا ہے وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت وگمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا ہے اور اس پر گامزن ہے (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیا ہے اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیا ہے محکم وسیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے وہ یقین کی وجہ سے ایسے اجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک کے مانند ہے وہ صرف اللہ کی خاطر سے اونچے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ ہر مشکل کو جو اس کے سامنے آئے، مناسب طور سے حل کر دے ہر فرع کو اس کے اصل وماخذ کی طرف راجع کرے وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا، مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا، الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے والا اور لق ودق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ہے وہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور کبھی چپ ہو جاتا ہے اس وقت جب چپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے اس نے ہر کام اللہ کے لیے کیا تو اللہ نے بھی اسے اپنا بنا لیا ہے وہ دین خدا کا معدن اور اس کی زمین میں گڑی ہوئی میخ کی طرح ہے اس نے اپنے لئے عدل کو لازم کرلیا ہے چنانچہ اس کے عدل کا پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دور رکھنا ہے حق کو بیان کرتا ہے تو اس پر بھی عمل کرتا ہے کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں جس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں نیکی کا امکان ہو اور اس نے قصد نہ کیا ہو اس نے اپنی باگ دوڑ قرآن کے ہاتھوں میں دی دی ہے وہی اس کا رہبر اور وہی اس کا پیشوا ہے جہاں اس کا بار

گراں اترتا ہے وہیں اس کا سامان اترتا ہے اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔ (خ85/257)

اللہ کے بندو! تقویٰ ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیات سے بچایا ہے اور ان کے دلوں میں خوف پیدا کیا ہے یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگتے اور تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزر جاتی ہیں اور اس تعب وکلفت کے عوض راحت (دائمی) اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم وکوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا۔ (خ112/337)

وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی، تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا جہاد کے لیے انہیں ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف، انہوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا لیا ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی وعاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے۔ (خ119/349)

جس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنا لیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہوا تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنت کے لیے جو عمل ہونا چاہیے اسے انجام دو۔ (خ139/378)

اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا وہ عذاب سے محفوظ، عتاب وسرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے گھر ان کا پرسکون اور وہ اپنی منزل وجائے قرار سے خوش ہوں گے۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع وخشوع اور توبہ واستغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش وعلیحدہ رہنے کے باعث ان کے لئے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزاء قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل وحقدار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ (خ188/521)

(جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ جماعت ایسی ہے جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے، وہ شب زندہ دار دن کے روشن

ینار اور خدا کی رسی سے وابستہ ہیں یہ لوگ اللہ کے فرمانوں اور پیغمبر کی سنتوں کو زندگی بخشتے ہیں، نہ سر بلندی دکھاتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں ان کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔ (خ190/547)

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا یہاں تک کہ اس کا ڈیل ڈول لاغر اور تن و توش ہلکا ہو گیا اس کے لیے بھرپور درخشندگیوں والا نور ہدایت چمکا کہ جس نے اس کے سامنے راستہ نمایاں کر دیا اور اسے سیدھی راہ پر لے چلا اور مختلف دروازے اسے دھکیلتے ہوئے سلامتی کے دروازہ اور (دائمی) قرار گاہ تک لے گئے اور اس کے پاؤں بدن کے ٹکاؤ کے ساتھ امن و راحت کے مقام پر جم گئے چونکہ اس نے اپنے دل کو عمل میں لگائے رکھا تھا اور اپنے پروردگار کو راضی و خوشنود کیا تھا۔ (ک217/611)

آیۃ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں بناتی'' کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ (اوامر و نواہی سے) بہرا ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشوں کی صورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کیے وہ مخصوص یاد رکھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کے طور طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوشخبری سناتے ہیں اور جو (افراط و تفریط کی) دائیں بائیں سمتوں پر ہو لیتا ہے اس کے رویہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے تباہی و ہلاکت سے خوف دلاتے ہیں، انہی خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور ان شبہوں کے لیے راہنما ہیں کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے یاد الٰہی کو دنیا کے بدلے لے لیا انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید و فروخت اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں گویا کہ انہوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کر لیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے

حالات پر جو ان کے طویل عرصہ قیام میں نہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور انہوں نے اہل دنیا کے سامنے ان چیزوں پر سے پردہ الٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سن سکتے اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کو جن پر وہ مامور تھے اور انہوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت و اعتراف گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے تسلی و تسکین کا ان پر درود ہو آسمان کے دروازے ان کے لیے مہیا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں وہ اس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلت و پستی میں جکڑے ہوئے ہوں غم و اندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ و بکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجہ و راغب کرے وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید پھرتے ہیں۔

تم اپنی بہبودی کے لیے اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو کیوں کہ دوسروں کا محاسبہ کرنے والا تمہارے علاوہ دوسرا ہے۔(ک214/618)

بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنینؑ کے ایک صحابی نے کہ جنہیں ہمامؒ کہا جاتا ہے اور جو بہت عبادت گزار شخص تھے حضرتؑ سے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! مجھ سے پرہیزگاروں کی حالت اس طرح بیان فرمائیں کہ ان کی تصویر میری نظروں میں پھرنے لگے حضرتؑ نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا پھر اتنا فرمایا کہ اے ہمام! اللہ سے ڈرو اور اچھے عمل کرو کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی و نیک کردار ہوں ہمامؒ نے آپؑ کے اس جواب پر اکتفا نہ کیا اور آپ کو (مزید بیان فرمانے کے لیے) قسم دی جس پر حضرتؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور نبیؐ پر درود بھیجا اور یہ فرمایا۔

"اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ

ہستی میں انہیں جگہ دی کیونکہ اسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے اس نے زندگی کا سروسامان ان میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال محل و مقام پر رکھا ہے چنانچہ فضیلت ان کے لیے ہے جو پرہیزگار ہیں کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز و فروتنی ہے اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کر لیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لیے ہیں ان کے نفس زحمت و تکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں جیسے آرام و آسائش میں اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی جو اللہ نے ان کے لیے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں ان کے جسموں میں چشم زدن کے لیے بھی نہ ٹھہرتیں خالق کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس لیے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے ان کو جنت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے تو گویا وہ اسی وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہاں کا عذاب ان کے گرد و پیش موجود ہے ان کے دل غمزدہ و محزون اور لوگ ان کے شر و ایذا سے محفوظ و مامون ہیں ان کے بدن لاغر، ضروریات کم اور نفسانی خواہشوں سے بری ہیں انہوں نے چند مختصر سے دنوں کی (تکلیفوں پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لیے مہیا کی دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا اس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پرکیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلو خلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند، عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں خوف نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے دیکھنے والا انہیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے حالانکہ انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے (ایسا نہیں) بلکہ انہیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہے وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے، وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں) کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقویٰ

کی بناء پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں خدایا! ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میری متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔

ان میں سے ایک کی علامت یہ ہے کہ تم اسی کے دین میں استحکام، نرمی و خوش خلقی کے ساتھ دور اندیشی ایمان میں یقین واستواری بردباری کے ساتھ دانائی، خوش حالی میں میانہ روی عبادت میں عجز و نیاز مندی فقر و فاقہ میں آن بان مصیبت میں صبر طلب رزق حلال پر نظر، ہدایت میں کیف و سرور اور طمع سے نفرت و بے تعلقی دیکھو گے وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے شام ہوتی ہے تو اس کے پیش نظر اللہ کا شکر اور صبح ہوتی ہے تو اس کا مقصد یاد خدا ہوتا ہے رات خوف و خطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اٹھتا ہے خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل ورحمت کی دولت پر جو اسے نصیب ہوئی ہے اگر اس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کے برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا جاودانی نعمتوں میں اس کے لیے آنکھوں کا سرور ہے اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلقی و بیزاری ہے اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے تم دیکھو گے اس کی امیدوں کا دامن کوتاہ، لغزشیں کم، دل متواضع اور نفس قانع، غذا قلیل، رویہ بے زحمت، دین محفوظ، خواہشیں مردہ اور غصہ ناپید ہے اس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا جس وقت ذکر خدا سے غافل ہونے والوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے چونکہ اس کا دل غافل نہیں ہوتا اور جب ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے درگزر کر جاتا ہے جو اسے محروم کرتا ہے اس کا دامن اپنی عطاء سے بھر دیتا ہے جو اس سے بگاڑتا ہے یہ اس سے بناتا ہے بیہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی اس کی باتیں نرم، برائیاں ناپید اور اچھائیاں نمایاں ہیں خوبیاں ابھر کر سامنے آتی ہیں یہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہ علم و وقار، سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں شاکر رہتا ہے۔ جس کا دشمن بھی ہو اس کے خلاف بے جا زیادتی نہیں کرتا اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ نہیں کرتا قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے مخالف گواہی کی ضرورت پڑے وہ خود ہی حق کا اعتراف کر لیتا ہے امانت کو ضائع و برباد نہیں کرتا جو اسے یاد دلایا گیا ہے اسے فراموش نہیں کرتا نہ دوسروں کو برے ناموں سے یاد کرتا ہے، نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا ہے، نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے، نہ باطل کی سرحد میں داخل ہوتا ہے اور نہ جادہ حق سے قدم باہر نکالتا ہے اگر چپ سادھ لیتا ہے تو اس خاموشی سے اس کا دل نہیں بجھتا اور اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے تا کہ اللہ ہی اس کا انتقام لے اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت میں مبتلا ہے اور دوسرے لوگ اس سے امن وراحت میں ہیں اس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس

کو زحمت میں اور خلق خدا کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لیے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بنا پر ہے نہ اس کی دوری غرور و کبر کی وجہ سے اور نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بنا پر ہوتا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سنتے سنتے ہمام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالم میں اس کی روح پرواز کر گئی۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے اس کے متعلق یہی خطرہ تھا پھر فرمایا کہ موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں۔

اس وقت ایک کہنے والے نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! پھر کیا بات کہ خود آپ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟

حضرتؑ نے فرمایا کہ بلاشبہ موت کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔ (خ 191/552)

جب حضرتؑ کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے او وہ اس میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا۔

اے ابن حنیف! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لیے چن چن کر لائے جا رہے تھے مجھے امید نہ تھی کہ تم ان لوگوں کی دعوت قبول کرلو گے کہ جن کے یہاں سے فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں اور دولت مند مدعو ہوں جو لقمے چباتے ہو انہیں دیکھ لیا کرو اور جس کے متعلق شبہ بھی ہو اسے چھوڑ دیا کرو اور جس کے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے او جس کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے دیکھو! تمہارے امام کی حالت یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں لیکن اتنا کرو کہ پرہیزگاری سعی و کوشش پاکدامانی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کے مال و متاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں اور نہ ان پرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی پرانا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے بے شک اس آسمان کے سایہ تلے لے دے کر ایک فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پروا نہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر

کروں ہی گا کیا جب کہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اسے کشادہ بھی رکھیں، جب بھی پتھر اور کنکر اس کو تنگ کر دیں گے اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقویٰ الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تا کہ اس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا، وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہوں پر مضبوطی سے جمار ہے اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لیے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہو سکتا تھا کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنا لیں اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جب کہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے ہوگ ہوں کہ جنہیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا کبھی نصیب نہ ہوا ہو کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں؟ درآنحالیکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسا کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان ہو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں۔

کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنینؑ کہا جاتا ہے مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بدمزگیوں میں ان کے لیے نمونہ نہ بنوں میں اس لیے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں اس بندھے ہوئے چوپایہ کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر لگی رہتی ہے یا اس کھلے ہوئے جانور کی طرح کہ جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو اس سے مقصد پیش نظر ہوتا ہے اس سے غافل رہتا ہے کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں؟ یا بیکار کھلے بندوں رہا کر دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی کہے گا کہ جن ابن ابی طالبؑ کی خوراک یہ ہے تو ضعف و ناتوانی نے اسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بٹھا دیا ہوگا مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ پیڑوں کی چھال کمزور اور پتلی ہوتی ہے اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے مجھے رسولؐ سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے خدا کی قسم! اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی ان کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے (معاویہ) سے زمین کو پاک کر دوں تا کہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔

اے دنیا! میرا پیچھا چھوڑ دے تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے

پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں اور تیری پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے؟ کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خالی لحد میں دبکے پڑے ہیں اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لیے اترا جائے گا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہو گا وہ ضرور ڈوبے گا اور جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہو گا تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروانہیں کرتا اگرچہ دنیا کی وسعتیں اس کے لیے تنگ ہو جائیں اس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے۔

مجھ سے دور ہو میں تیری قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثناء نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کرلے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کر دوں گا جس طرح وہ چشمہ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہو کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں، اسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا کھالے اور بس سو جائے اس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں اگر وہ زندگی کے طویل سال گذارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔

خوشا نصیب اس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا سختی اور مصیبت میں صبر کیے پڑا رہا، راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا، تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر ان لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑ رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں یہی اللہ کا گروہ ہے اور بیشک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔

اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو تاکہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔ (ر 45/736)

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہیے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے مگر دنیا داران آخرت میں حصہ نہ لے سکے وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ

حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ ان کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گا نہ ان کے حظ و نصیب میں کمی ہوگی۔ (ر 27/689)

خوشا نصیب اس کے کہ جس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی جس کی کمائی پاک و پاکیزہ نیت نیک اور خصلت و عادت پسندیدہ رہی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا، مردم آزاری سے کنارہ کش رہا سنت اسے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔ (ح 123/845)

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اس کی نظروں میں پست و حقیر تھی اس پر پیٹ کے تقاضے مسلط نہ تھے لہٰذا جو چیز اسے میسر نہ تھی اس کی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسر تھی اسے ضرورت سے زیادہ صرف میں نہ لاتا تھا وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا یوں تو وہ عاجز و کمزور تھا مگر جہاد کا موقع آ جائے تو وہ شیر بیشہ اور وادی کا اژدہا تھا وہ جو دلیل و برہان پیش کرتا تھا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی، کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا جب تک کہ اس کے عذر و معذرت کو سن نہ لے وہ کسی درد و تکلیف کا ذکر نہ کرتا تھا مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پا لیتا تھا، وہ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا وہ اسے کہتا نہیں تھا اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آ جاتی تھیں تو دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا لہٰذا تمہیں ان عادات و خصائل کو حاصل کرنا چاہیے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیے اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ (ح 289/904)

دوستان خدا وہ ہیں کہ جب لوگ دنیا کے ظاہر کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کے باطن پر نظر کرتے ہیں اور جب لوگ اس کی جلد میسر آ جانے والی نعمتوں میں کھو جاتے ہیں تو وہ آخرت میں حاصل ہونے والی چیزوں میں منہمک رہتے ہیں اور جن چیزوں کے متعلق انہیں یہ کھٹکا تھا کہ وہ انہیں تباہ کریں گی انہیں تباہ کر کے رکھ دیا اور جن چیزوں کے متعلق انہوں نے جان لیا کہ وہ انہیں چھوڑ دینے والی ہیں انہیں انہوں نے خود چھوڑ دیا اور دوسروں کے دنیا زیادہ سمیٹنے کو کم خیال کیا اور اسے حاصل کرنے کو کھونے کے برابر جانا وہ ان چیزوں کے دشمن ہیں جن سے دوسروں کی دوستی ہے اور ان چیزوں کے دوست ہیں جن سے اوروں کو دشمنی ہے۔

ان کے ذریعہ سے قرآن کا علم حاصل ہوا اور قرآن کے ذریعہ سے ان کا علم ہوا اور ان کے ذریعہ سے کتاب خدا محفوظ اور وہ اس کے ذریعہ سے برقرار ہیں وہ جس چیز کی امید رکھتے ہیں اس سے کسی چیز کو بلند نہیں سمجھتے اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے زیادہ کسی شے کو خوفناک نہیں جانتے۔ (ح 432/943)

زہد

16

اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ نا قابل اعتناء پاتے۔ (خ 3/104)

اے لوگو! امیدوں کو کم کرنا، نعمتوں پر شکر ادا کرنا اور حرام چیزوں سے دامن بچانا ہی زہد و ورع ہے اگر (دامن امید سمیٹنا) تمہارے لئے مشکل ہو جائے تو اتنا ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آ جائے اور نعمتوں کے وقت شکر کو بھول نہ جاؤ خداوند عالم نے روشن اور کھلی ہوئی دلیلوں سے اور حجت تمام کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعے تمہارے لیے حیل و حجت کا موقع نہیں رہنے دیا۔ (ک 74/239)

دنیا کو زہد اختیار کرنے والوں اور اس سے پہلو بچانے والوں کی نظر سے دیکھو۔ (خ 101/309)

اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور برائیاں (جہاں چاہو) موجود۔

موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پکار اپنے کانوں کو سنا دو اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں اگر چہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم و اندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگر چہ ان (کے چہروں) سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے اگر چہ اس رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے ان پر رشک کیا جاتا ہو۔ (خ 111/335)

جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لیے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی جا پر ہے۔

اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلقی و بیزاری ہے۔ (خ 191/557,556)

وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔ (خ 227/636)

انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی۔ (ر 27/690)

وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ۔ (ر 31/704)

اور دنیا سے بے تعلقی بری دولت ہے۔ (ح 3/810)

بہترین زھد زھد کا مخفی رکھنا ہے۔(ح 27/818)

پھر صبر کی چار شاخیں ہیں اشتیاق خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار۔

اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا، وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا۔(ح 30/818)

نوف (ابن فضالہ) بکالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب امیر المومنینؑ کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اٹھے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور پھر فرمایا اے نوف! سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ جاگ رہا ہوں فرمایا اے نوف! خوشا نصیب ان کے کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کی اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش، مٹی کو بستر اور پانی کو شربت خوش گوار قرار دیا قرآن کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح دامن جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے۔(ح 104/839)

اور حرام کی طرف بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد نہیں۔(ح 113/843)

اس خطبہ کا یہ حصہ زاہدوں کے اوصاف میں ہے:

وہ ایسے لوگ تھے جو اہل دنیا میں سے تھے مگر (حقیقۃ) دنیا والے نہ تھے وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ گویا دنیا سے نہ ہوں ان کا عمل ان چیزوں پر ہے جنہیں خوب جانے پہچانے ہوئے ہیں اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے بچنے کے لیے جلدی کرتے ہیں ان کے جسم گویا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کر رہے ہیں وہ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مردہ ہیں۔(خ 227/636)

جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں۔(ح 150/857)

خدا کی قسم! تمہاری یہ دنیا میری نظروں میں سور کی ان انتڑیوں سے بھی زیادہ ذلیل ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔(ح 236/880)

زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے ارشاد الٰہی ہے" جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں"۔ لہٰذا جو شخص جانے والی چیز پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی چیز پر اتراتا نہیں اس نے زہد کو دونوں سمتوں سے سمیٹ لیا۔(ح 439/945)

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ و نصیب میں خسارہ کرنا ہے اور جو تم سے بے رخی اختیار کرے

اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔(ح 451/947)

اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا اب ان سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک وحسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ۔(خ 107/325)

اور اس زیب وزینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں جس پر تم مٹے ہوئے ہو۔(خ 72/232)

اور زاہدوں کے لباس سے اپنے کو سجا لیا ہے حالانکہ انہیں ان چیزوں سے کسی وقت کبھی کوئی لگاؤ نہیں رہا۔(خ 32/182)

اور تمہارے نزدیک نیکوکار اور بدکردار دونوں برابر نہ ہوں اس لیے کہ ایسا کرنے سے نیکوں کو نیکی سے بے رغبت کرنا اور بدوں کو بدی پر آمادہ کرنا ہے ہر شخص کو اسی کی منزلت پر رکھو، جس کا وہ مستحق ہے۔(ر 53/759)

صبر

17

مجھے اس اندھیرے پر صبر ہی قرین عقل نظر آیا لہٰذا میں نے صبر کیا حالانکہ آنکھوں میں (غبار اندوہ کی) خلش تھی اور حلق میں (غم و رنج کے) پھندے لگے ہوئے تھے میں اپنی میراث کو لٹتے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اپنے بعد خلافت ابن خطاب کو دے گیا۔

میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا۔(خ3/101,102)

میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے علاوہ کوئی اپنا معین و مددگار نظر نہ آیا میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی حلق میں پھندے تھے مگر میں نے غم و غصہ کے گھونٹ پی لئے اور گلوگرفتگی کے باوجود حنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔

اور جامۂ صبر پہن لو کہ اس سے نصرت و کامرانی حاصل ہونے کا زیادہ امکان ہے۔(خ26/165)

اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی۔(خ56/210)

اور اگر ابتلاؤ آزمائش میں ڈالے جاؤ تو صبر کرو اس لیے کہ اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔(خ96/303)

لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی تھی اور زخموں کی ٹیسوں پر صبر میں اضافہ ہوتا تھا۔(ک120/352)

لوگوں سے عدل و انصاف کا رویہ اختیار کرو اور ان کی خواہشوں پر صبر و تحمل سے کام لو اس لیے کہ تم رعیت کے خزینہ دار امت کے نمائندے اور اقتدار اعلیٰ کے فرستادہ ہو۔(ر51/752)

خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے حکمت کا کوئی کلمہ سنا، تو اسے گرہ میں باندھ لیا، صبر کو نجات کی سواری بنا لیا۔(خ74/233)

تو اتنا ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آجائے۔(خ79/239)

اور اپنے نفسوں کو ان دنوں (کی کلفتوں) کا متحمل بناؤ اس لئے کہ یہ دن تو ان دنوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو

تمہاری غفلتوں میں بیت گئے اور وعظ و پند سے بے رخی میں کٹ گئے۔(خ 84/256)

اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں (کسی کے لیے) زیادہ اور (کسی کے لیے) کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا اس طرح کہ اس نے جس جس صورت سے چاہا امتحان لیا ہے رزق کی آسانی یا دشواری کیساتھ اور مال دار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے۔(خ 89/282)

صبر کرنے والے کے لیے سپر بنایا ہے۔(خ 104/315)

ذرا سی دنیا کا تمہارے ہاتھوں سے نکلنا تمہیں بے چین کر دیتا ہے یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں سے ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکار ہو جاتی ہے۔(خ 111/336)

چونکہ مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے پر وہی لوگ صبر کرتے ہیں اور آگے پیچھے سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں وہ پیچھے نہیں ہٹتے کہ (اسے) دشمنوں کے ہاتھوں میں سونپ دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔(ک 122/354)

چاہیئے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر برداشت کرے۔(ک 140/391)

تو اس وقت ایمان لانے والے اپنے صبر و شکیب سے اللہ پر احسان نہیں جتاتے تھے۔(خ 148/405)

اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ یونہی ہو کر رہے گا (یہ کہو) کہ اس وقت تمہارے صبر کی کیا حالت ہوگی تو میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ یہ صبر کا کوئی موقع نہیں ہے یہ تو (میرے لیے) مژدہ اور شکر کا مقام ہوگا۔(ک 154/422)

اور پینے کے بدلے میں پینے کا یوں کہ انہیں کھانے کے لیے حنظل اور پینے کے لیے ایلو اور زہر ہلاہل دیا جائے گا۔(خ 156/428)

اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں۔(ک 166/457)

اور مجھے بھی جب تک تمہاری پراگندگی کا اندیشہ نہ ہوگا صبر کیے رہوں گا۔(خ 167/458)

اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔(خ 170/462)

انہوں نے مختصر سے دنوں کی (تکلیفوں پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی مصیبت میں صبر دیکھو گے سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں شاکر رہتا ہے اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے تا کہ اللہ ہی اس کا انتقام لے۔(خ 191/553)

اور رسول اللہؐ باوجودیکہ انہیں جنت کی نوید دی جا چکی تھی (بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت و تعب میں ڈالتے

تھے چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو چنانچہ حضرتؐ اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت و بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے۔(خ197/572)

یا رسول اللہؐ آپ کی برگزیدہ (بیٹی کی رحلت) سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لیے نہیں کہ میں اس وعدہ سے بدظن ہوں جو اللہ نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔(خ200/578)

خدا ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق پر ٹھہرائے اور ہمیں اور تمہیں صبر عطا کرے۔(خ203/582)

اور اس جنگ کے جھنڈے کو وہی اٹھائے گا جو نظر رکھنے والا (مصیبتوں پر) صبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہچاننے والا ہو۔۔۔اطاعت خدا پر صبر کر کے اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ان کی حفاظت کر کے اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو دیکھو! اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے تو پھر دنیا کی کسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و برباد کرنے کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔(خ171/464)

عمل کرو عمل کرو اور عاقبت و انجام کو دیکھو استوار و برقرار رہو پھر یہ کہ صبر کرو صبر کرو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو تمہارے لیے ایک منزل منتہا ہے اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ۔(خ174/474)

بلا و سختی کو برداشت کرتے رہو۔(خ188/522)

اور تم کو لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد مبتلائے تعب و مشقت اور دنیا جہان سے زیادہ تنگی و ضیق کے عالم میں نہ تھے؟ کہ جنہیں دنیا کے فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انہیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہوگی تھی کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ و تسلط کی قہرسامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے نہ انہیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کدوکاوش سے صبر کیے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لئے مصیبت و ابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی ذلت کو عزت اور خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما اور انہی امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔(خ190/539)

صبر مصائب وحوادث کا مقابلہ کرتا ہے۔(ح 211/873)

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کا پرسا دیتے ہوئے فرمایا:

اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے پر رنج وملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کا سزاوار ہے اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے اے اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہوگی اس حال میں کہ تم اجر وثواب کے حقدار ہو گے اور اگر چیخے چلائے جب بھی حکم قضاء جاری ہو کر رہے گا مگر اس حال میں کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہوگا تمہارے لیے بیٹا مسرت کا سبب ہوا حالانکہ وہ ایک زحمت وآزمائش تھا اور تمہارے لیے رنج واندوہ کا سبب ہوا حالانکہ وہ (مرنے سے) تمہارے لیے اجر ورحم کا باعث ہوا ہے۔(ح 291/905)

رسول اللہؐ کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ کہے:

''صبر عموماً اچھی چیز ہے سوائے آپؐ کے غم کے اور بیتابی وبیقراری عموماً بری چیز ہے سوائے آپؐ کی وفات کے اور بلاشبہ آپ کی موت کا صدمہ عظیم ہے اور آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد آنے والی ہر مصیبت سبک ہے''۔(ح 292/905)

شاکر، صابر فکر میں غرق ہوتا ہے۔(ح 333/916)

بسا اوقات تو جلتی دھوپ میں کسی کو دیکھتا ہے تو اس پر سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد وکرب میں مبتلا پاتا ہے تو اس پر شفقت کی بنا پر تیرے آنسو نکل پڑتے ہیں مگر خود اپنے روگ پر کس نے تجھے صبر دلایا ہے۔

تو غم وحزن کی حالت میں صبر کیجئے یا رنج واندوہ سے مر جائیے۔(ک 220/621)

اور غم وغصہ پی لینے کی وجہ سے ایسے حالات پر صبر کیا جو حنظل (اندرائن) سے زیادہ تلخ اور دل کے لیے چھریوں کے کچوکوں سے زیادہ المناک تھے۔(ک 215/609)

ان میں سے تیسرا اس کے فقدان میں انہیں صبر کی دعوت کرتا ہے۔(ک 221)

اگر آپؐ نے صبر کا حکم اور نالہ وفریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد منت پذیر درماں نہ ہوتا۔(ک 232/640)

یاد رکھو! کہ اس نرم ونازک کھال میں آتش جہنم کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں (تو پھر) اپنی جانوں پر رحم کھاؤ کیونکہ تم نے ان کو دنیا کی مصیبتوں میں آزما کر دیکھ لیا ہے۔(خ 181/497)

آپؐ نے فرمایا: ایمان چار ستونوں پر قائم ہے صبر، پھر صبر کی چار شاخیں ہیں اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار، اس لیے کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا، وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا اور جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہوگا، وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔(ح 30/818)

سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو حق کی راہ میں صبر وشکیبائی بہترین سیرت ہے۔(ر 31/705)

صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک ناگوار باتوں پر صبر دوسرے پسندیدہ چیزوں پر صبر۔ (ح 55/826)

تمہیں ایسی پانچ باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ، تو وہ اسی قابل ہوں گی، اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اور سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

ہر کہ را صبر نیست، ایمان نیست۔ (ح 82/833)

اور حیاء و صبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں۔ (ح 113/843)

مصیبت کے اندازہ پر (اللہ کی طرف) سے صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا عمل اکارت ہو جاتا ہے۔ (ح 144/853)

صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا، چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔ (ح 153/860)

جوانمردوں کی طرح صبر کرے نہیں تو سادہ لوحوں کی طرح بھول بھال کر چپ ہوگا۔ (ح 413/937)

اور زمانہ کی ابتلاؤں پر بے صبری دکھانے والا ہو۔

اور حاکم خدا کے ان تمام ضروری حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا مگر اسی صورت میں کہ پوری طرح کوشش کرے اور اللہ سے مدد مانگے اور اپنے کو حق پر ثابت و برقرار رکھے اور چاہے اس کی طبیعت پر آسان ہو یا دشوار بہر حال اس کو برداشت کرے۔

معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر و ضبط سے کام لیتا ہو۔

اور یہی وہ کام ہے جو حکام پر گراں گزرا کرتا ہے ہاں خدا ان لوگوں کے لیے جو عقبیٰ کے طلب گار رہتے ہیں اس کی گرانیوں کو ہلکا کر دیتا ہے وہ اسے اپنی ذات پر جھیل لے جاتے ہیں اور اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا ہے اس کی سچائی پر بھروسا رکھتے ہیں۔

اور جس پر جو حق عائد ہوتا ہو اس پر اس حق کو نافذ کرنا چاہیے وہ تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ اور اس کے بارے میں تحمل سے کام لینا اور ثواب کے امیدوار رہنا چاہے اس کی زد تمہارے کسی قریبی عزیز یا کسی مصاحب خاص پر کیسی ہی پڑتی ہو اور اس میں تمہاری طبیعت کو جو گرانی محسوس ہو اور اس کے اخروی نتیجہ کو پیش نظر رکھنا کہ اس کا انجام بہر حال اچھا ہوگا۔

اور اس عہد و پیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے برے انجام کا تمہیں خوف ہو۔ (ر 53/757,761,763,769,773)

اگر بزرگوں کی طرح تم نے صبر کیا تو خیر ورنہ چوپاؤں کی طرح ایک دن بھول جاؤ گے۔ (ح 414/937)

جسے صبر رہائی نہیں دلاتا اسے بے تابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔ (ح 189/867)

زبان

18

اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔(خ 23/160)

جھوٹ پر تو ایک دوسرے سے یارانہ گانٹھ رکھا ہے اور سچ کے معاملہ میں باہم کدر رکھتے ہیں، سچائی دب جائے گی اور جھوٹ ابھر آئے گا (محبت کی لفظیں) صرف زبانوں پر آئیں گے اور لوگ دلوں میں ایک دوسرے سے کشیدہ رہیں گے۔(خ 106/321)

پھر یہ کہ تم اپنے اخلاق و اطوار کو پلٹنے اور انہیں ادلنے بدلنے سے پرہیز کرو دورخی اور متلون مزاجی سے بچتے رہو اور ایک زبان رکھو انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اس لیے کہ یہ اپنے مالک سے منہ زوری کرنے والی ہے خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گزرتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات مضر ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک اس کا دل مستحکم نہ ہو اور دل اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔(خ 174/475)

بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔(ر 27/691)

اپنی عزت وآبرو کو چہ مگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ جو سنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان نہ کرتے پھرو

کہ جھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا ہی کافی ہو گا اور لوگوں کو ان کی ہر بات میں جھٹلانے بھی نہ لگو کہ یہ پوری جہالت ہے۔(ر69/799)

اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔(ح2/809)

عقلمند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بیوقوف کا دل اسکی زبان کے پیچھے ہے۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ یہ جملہ عجیب و پاکیزہ معنی کا حامل ہے مقصد یہ ہے کہ عقلمند اس وقت زبان کھولتا ہے، جب دل میں سوچ بچار اور غور و فکر سے نتیجہ اخذ کر لیتا ہے لیکن بے وقوف سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے اس طرح گویا عقلمند کی زبان اس کے تابع ہے اور بیوقوف کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔(ح40/822)

خدا کی قسم! اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کر دوں کیوں کہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اسے برا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی۔(خ170/462)

ہم نے آدمیوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا چونکہ یہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان ایک ایسی لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جو زبان سے بولا نہیں کرتی اس لیے ضرورت تھی کہ اس کے لیے کوئی ترجمان ہو۔(ک123/362)

اور سکوت احکام کی زبان تھی۔(خ94/298)

اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے۔(خ176/479)

وہ خبر دیتا ہے بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے۔(خ184/508)

ہاں! جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں خدا برقرار رکھے وہ اس کے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا ایسوں کو وارث بنایا جاتا ہے جو اس کو سراہتے تک نہیں۔(خ118/348)

معلوم ہونا چاہیئے کہ زبان انسان کے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جب انسان کا ذہن رک جائے تو پھر کلام ان کا ساتھ نہیں دیا کرتا اور جب اس کے (معلومات میں) وسعت ہو تو پھر کلام زبان کو رکنے کی مہلت نہیں دیا کرتا اور ہم (اہل بیتؑ) اقلیم سخن کے فرمانروا ہیں وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اس کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔

خدا تم پر رحم کرے اس بات کو جان لو کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں حق گو کم، زبانیں صدق بیانی سے کند اور حق والے ذلیل و خوار ہیں۔(ک230/637,638)

بیوقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔(ح41/822)

زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔(ح 60/827)

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاء و جوارح سے نمودار ہو۔(ح 92/835)

ایمان دل سے پہچاننا زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا ہے۔(ح 227/876)

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم و عدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے تو وہ عذاب سے محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے۔(ح 373/927)

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کر لیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے ربط رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا اور ایک وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان میں سے کسی شے سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک سے وابستہ رہا اور ایک وہ ہے جو نہ زبان سے، نہ ہاتھ سے اور نہ دل سے برائی کی روک تھام کرتا ہے یہ زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔(ح 374/928)

پہلا جہاد جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھ کا جہاد ہے پھر زبان کا اور پھر دل کا۔(ح 375/928)

کلام تمہارے قید و بند میں ہے جب تک تم نے اسے کہا نہیں ہے اور جب کہہ دیا تو تم اس کی قید و بند میں ہو لہٰذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو۔(ح 381/930)

میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا ان سے بھی درگزر کر پروردگار! تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کر دے۔(دعا 76/235)

اور چلتی ہوئی زبان والا ہوش مند دل رکھتا ہے۔(خ 231/639)

اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان دی اور ذکر الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو۔(خ 81/249)

اس وقت ایک کہنے والے نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ! پھر کیا بات ہے کہ خود آپؑ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟
حضرتؑ نے فرمایا کہ بلاشبہ موت کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک

سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔

ابلیس نے انہیں گمراہی کی سواریوں پر سوار کر دیا اور اس نے ایسے لشکر کو انتخاب کیا جن کے ذریعے وہ لوگوں پر غلبہ پاتا ہے اور انہیں تمہاری عقلیں چرانے کے لیے اپنی ترجمانی کے عنوان سے تمہاری آنکھوں میں داخل ہونے کے لیے اور تمہارے کانوں میں پھونک مارنے کے لیے برگزیدہ کیا اور اس ترتیب سے اس نے تمہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنایا اور اپنے قدموں سے اور دستاویز سے تمہیں پائمال شدہ قرار دیا ہے۔ (خ 191/557)

اس نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع و محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بناء پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ایذا پہنچانا جائز نہیں، مگر جہاں واجب ہو جائے۔ (خ 165/455)

پس اس نے ان کی آنکھوں سے دیکھا اور ان کی زبان سے گفتگو کی اور ان کی مدد سے اپنے گمراہ کنندہ گھوڑے پر سوار ہوا اور ناپسند کردار کو ان کے سامنے زینت دی (یہ ان لوگوں کی مثل ہیں) کہ جن کے اعمال گواہی دیتے ہیں کہ وہ شیطان کی ہمراہی سے انجام دیئے گئے ہیں اور اس نے ان کی زبان پر باطل گفتگو جاری کر دی۔ (خ 137/137)

اور جو اللہ نے (کذب و افتراء کے متعلق) انہیں پند و نصیحت کی ہے وہ میرے بیان سے کہیں بلیغ ہے میں (ان) بے دینوں پر حجت لانے والا ہوں۔ (ک 73/233)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ایسی گواہی جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنواز ہیں۔ (خ 99/307)

اور ان کی زبان سے اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اپنے وامر و نواہی تم تک پہنچائے۔ (خ 84/256)

اسی اثناء میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر پھندوں میں سے ایک پھندا اسے لگا کہ اس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہو گئی۔ (ک 218/617)

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے۔ (ح 73/829)

جس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چھپا کر رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے

آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔(ح 25/817)

خوشا نصیب اس کے کہ جس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی جس کی کمائی پاک و پاکیزہ نیت نیک اور خصلت وعادت پسندیدہ رہی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا۔(ح 723/845)

پہلا جہاد کہ جس سے تم مغلوب ہو جاؤ گے ہاتھ کا جہاد ہے پھر زبان کا اور پھر دل کا۔(ح 375/928)

اے اہل ایمان! جو شخص دیکھے کہ ظلم وعدوان پر عمل ہو رہا ہے اور برائی کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور وہ دل سے اسے برا سمجھے تو وہ (عذاب سے) محفوظ اور (گناہ سے) بری ہو گیا اور جو زبان سے اسے برا کہے وہ ماجور ہے اور صرف دل سے برا سمجھنے والے سے افضل ہے۔(ح 373/927)

بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔(ر 27/691)

دیکھو! ابن عباسؓ خدا تم رپ رحم کرے (رعیت کے بارے میں) تمہارے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور برائی ہونے والی ہو، اس میں جلد بازی نہ کیا کرو کیونکہ ہم دونوں اس (ذمہ داری) میں برابر کے شریک ہیں تمہیں اس حسن ظن کے مطابق ثابت ہونا چاہیئے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نہ ہونا چاہیئے۔ والسلام۔(ر 18/678)

ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو۔(ر 31/704)

اور دیکھو لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لیے تمہاری زبان کے سوا کوئی سفیر نہ ہونا چاہیئے۔(ر 67/797)

اور یہ کہ اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اللہ کی نصرت میں لگے ہیں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لیا ہے کہ جو اس کی نصرت کرے گا، وہ اس کی مدد کرے گا اور جو اس کی حمایت کے لیے کھڑا ہو گا وہ اسے عزت وسرفرازی بخشے گا۔

یہ یاد رکھو کہ خدا کے نیک بندوں کا پتہ چلتا ہے اسی نیک نامی سے جو انہیں بندگان الٰہی میں خدا نے دے رکھی ہے لہٰذا ہر ذخیرے سے زیادہ پسند تمہیں نیک اعمال کا ذخیرہ ہونا چاہیئے۔(ر 53/754)

اور مجھ سے اس چیز کا مواخذہ کرنے لگے جس میں میرا ہاتھ اور زبان دونوں بے گناہ تھے۔(ر 55/781)

جان، مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا۔(وص 47/748)

ہاں! ثواب اس میں ہوتا ہے کہ کچھ زبان سے کہا جائے اور کچھ ہاتھ پیروں سے کیا جائے(ح 42/823)

جس ذات نے تمہیں بولنا سکھایا ہے اسی کے خلاف اپنی زبان کی تیزی صرف نہ کرو اور جس نے تمہیں راہ پر لگایا ہے اس کے مقابلے میں فصاحت گفتار کا مظاہرہ نہ کرو۔ (ح 411/937)

اور اگر حق باطل کے شائبہ سے پاک وصاف سامنے آتا تو عناد رکھنے والی زبانیں بھی بند ہو جاتیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ ادھر سے لیا جاتا ہے اور کچھ ادھر سے اور دونوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے اس موقعہ پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لئے توفیق الٰہی اور عنائت خداوندی پہلے سے موجود ہو۔ (ک 50/206)

تا کہ ان کے ذریعہ بندوں پر حجت پیش کرے اللہ نے آدمؑ کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کے لیے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا۔ (خ 89/282)

اور ابھی تم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمہیں اتنی مہلت و فراغت ہے کہ اس کی خوشنودیاں حاصل کر سکو ابھی موقعہ ہے چونکہ زبانیں اور اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں۔ (خ 92/297)

اے اللہ کے بندو! اعمال نیک بجالاؤ ابھی جب کہ زبانوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ (خ 194/563)

جس کے چھوٹے سے چھوٹے جزنے واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھرا ہوا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔ (خ 163/450)

اور سچائی کی زبانیں ہیں۔ (خ 85/260)

اس خطبہ کا یہ حصہ بھی رسولؐ ہی سے متعلق ہے۔

''وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت وطب کو لیے ہوئے چکر لگا رہا ہو اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لیے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو۔ (خ 106/319)

دیکھو! اللہ نے بھلائی کے لیے اہل حق کے لیے ستون مہیا کیا ہے۔(خ212/600)

کلام تمہارے قید و بند میں ہے جب تک تم نے اسے کہا نہیں ہے اور جب کہہ دیا تو تم اس کی قید و بند میں ہو لہٰذا اپنی زبان کی اسی طرح حفاظت کرو جس طرح اپنے سونے چاندی کی حفاظت کرتے ہو کیونکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی بڑی نعمت کو چھین لیتی اور مصیبت کو نازل کر دیتی ہیں۔(ح381/930)

جو نہیں جانتے اسے نہ کہو بلکہ جو جانتے ہو، وہ بھی سب کا سب نہ کہو کیونکہ اللہ سبحانہ نے تمہارے تمام اعضاء پر کچھ فرائض عائد کئے ہیں جن کے ذریعہ قیامت کے دن تم پر حجت لائے گا۔(ح382/930)

ایمان کی علامت یہ ہے کہ جہاں تمہارے لیے سچائی باعث نقصان ہو، اسے جھوٹ پر ترجیح دو خواہ وہ تمہارے فائدہ کا باعث ہو رہا ہو اور تمہاری باتیں تمہارے عمل سے زیادہ نہ ہوں اور دوسرے کے متعلق بات کرنے میں اللہ کا خوف کرتے رہو۔(ح458/950)

جھوٹ سے بچو اس لئے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے اور دروغ گو پستی و ذلت کے کنارے پر ہے۔(خ84/257)

وہ علم بہت بے قدر و قیمت ہے جو زبان تک رہ جائے اور وہ علم بہت بلند مرتبہ ہے جو اعضاء و جوارح سے نمودار ہو۔(ح92/835)

اہل ایمان کے گمان سے ڈرتے رہو کیونکہ خداوند عالم نے حق کو ان کی زبانوں پر قرار دیا ہے۔(ح309/909)

انصار کی مدح و توصیف میں فرمایا: خدا کی قسم! انہوں نے اپنی خوش حالی سے اسلام کی اس طرح تربیت کی، جس طرح یکسالہ بچھڑے کو پالا پوسا جاتا ہے اپنے کریم ہاتھوں اور تیز زبانوں کے ساتھ۔(ح465/952)

چنانچہ اللہ نے انہیں سچی زبانوں سے راہ حق کی دعوت دی۔(خ142/393)

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے اللہ کی کتاب تمہارے سامنے اس طرح (کھل کر) بولنے والی ہے کہ اس کی زبان کہیں لڑکھڑاتی نہیں۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا اللہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ رکا پڑا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں چنانچہ آپ کو سب رسولوں سے آخر میں بھیجا۔(خ 133/379)

اب موت کے تصرفات اس کے جسم میں اور بڑھے یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے آنکھیں گھما گھما کر ان کے

چہروں کو تکتا ہے ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے۔(خ 107/325)

تو لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے (یعنی صرف زبانی اقرار) اور تم تو اس شخص کی طرح (مطمئن) ہو چکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو اور اپنے مالک کی رضامندی حاصل کر لی ہو۔(خ 111/336)

اور اطاعت کے لیے سامان حفاظت مہیا کیا ہے ہر اطاعت کے موقعہ پر تمہارے لیے اللہ کی طرف سے نصرت و تائید دستگیری کے لیے موجود ہوتی ہے (جس کو) اس۔ نے زبانوں سے ادا کیا ہے اور اس سے دلوں کو ڈھارس دی ہے اس میں بے نیازی چاہنے والے کے لیے بے نیازی اور شفا چاہنے والے کے لیے شفا ہے۔(212/600)

زمین سے چمٹے رہو بلا و سختی کو برداشت کرتے رہو اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو۔(خ 188/522)

اور ان کی زبانیں اس سے ہمنوا اور ان کے دل اس کے پیرو ہیں مگر وہ قرآن سے بھٹک گئے۔(ک 175/478)

اے لوگو! کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں، اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔(خ 23/160)

اور یونہی آسمان، فضا، ہوا اور پانی برابر ہیں لہٰذا تم سورج، چاند، سبزے، درخت، پانی اور پتھر کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات اور ان چوٹیوں کی اچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان نعمتوں اور قسم قسم کی زبانوں کے اختلاف پر نظر کرو اس کے بعد افسوس ہے ان پر کہ جو قضاء و قدر کی مالک ذات اور نظم و انضباط کے قائم کرنے والی ہستی سے انکار کریں۔(خ 183/502)

یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب کہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کئے بغیر مر جائے ایک یہ کہ فرائض عبادت میں سے کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو یا دوسرے کے کئے پر عیب لگا ہو یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو یا لوگوں سے دو رخی چال چلتا ہو یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔(خ 151/413)

اے خدا! توصیف و ثناء اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو دلوں کی بہترین

ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو نا امیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں تو نے میری زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثناء سے ہٹا لیا ہے۔(خ89/284)

پھر اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان دی۔

اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور امید ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکر الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو۔(خ81/249,247)

ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔(خ236/645)

انہوں نے اپنے ہر کام کا کرتا دھرتا شیطان کو بنا رکھا ہے اور اس نے ان کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے اس نے ان کے سینوں میں انڈے دیئے ہیں اور بچے نکالے ہیں اور انہی کی گود میں وہ بچے رینگتے اور اچھلتے کودتے ہیں وہ دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں سے اور بولتا ہے تو ان کی زبانوں سے اس نے انہیں خطاؤں پر لگایا ہے اور بری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں جیسے اس نے انہیں اپنے تسلط میں شریک بنا لیا ہو اور انہی کی زبانوں سے اپنے کلام باطل کے ساتھ بولتا ہو۔(خ7/125)

وہ تمہاری ضروریات دنیا کا ذمہ لے چکا ہے اور تمہیں صرف شکر گزار رہنے کی ترغیب دی ہے اور تم پر واجب کیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو۔(خ181/496)

(اب تو) حقیقت حال کھل کر سامنے آ چکی ہے اور باطل اپنی بنیادوں سے ہل چکا ہے اور شر انگیزی سے اس کی زبان بندی ہو چکی ہے۔(خ135/384)

خیر اور شر

19

وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اتر پڑے انہی کی وجہ سے اس کے پھریرے ہر طرف لہرانے لگے تھے ایسے فتنوں میں جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے اور اپنے پنجوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے تو وہ لوگ ان میں حیران وسرگرداں، جاہل وفریب خوردہ تھے ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا مگر اس کے بسنے والے برے تھے جہاں نیند کے بجائے بیداری اور سرمے کی جگہ آنسو تھے اس سرزمین پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معزز وسرفراز تھا۔ (خ2/99)

(ایک اور روایت میں اس طرح ہے) تمہارا شہر اللہ کے سب شہروں سے مٹی کے لحاظ سے گندا اور بدبودار ہے یہ (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے برائی کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں پائے جاتے ہیں۔ (ک13/132)

وہ ایسی (بے سود) باتوں کے سمیٹنے کے لئے منہ اندھیرے نکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے یہاں تک کہ جب وہ اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے۔ (ک17/144)

یا اللہ کی طرف سے بلاوا آ جائے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لئے بہتر ہیں۔

اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔ (خ23/160)

اے اللہ! وہ مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں ان سے وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں ان سے مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی اور برا حاکم دے۔ (خ25/163)

اے گروہ عرب! اس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے۔ (خ26/164)

اگر میں ان کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ ان کا قاتل ٹھہرتا اور اگر ان کے قتل سے (دوسروں کو) روکتا تو ان کا معاون ومددگار ہوتا (میں بالکل غیر جانبدار رہا) لیکن حالات ایسے تھے کہ جن لوگوں نے ان کی نصرت وامداد کی وہ یہ خیال نہیں کرتے

کہ ہم ان کی نصرت نہ کرنے والوں سے بہتر ہیں اور جن لوگوں نے ان کی نصرت سے ہاتھ اٹھالیا وہ نہیں خیال کرتے کہ ان کی مدد کرنے والے ہم سے بہتر وہ برتر ہیں۔(ک 30/173)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے علانیہ شر پھیلا رہے ہیں اور انہوں نے اپنے سوار اور پیادے جمع کرر کھے ہیں صرف کچھ مال بٹورنے کسی دستہ کی قیادت کرنے، یا منبر پر بلند ہونے کے لئے انہوں نے اپنے نفسوں کو وقف کر دیا ہے اور دین کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے۔(خ 32/182)

میرا جنگ کے لئے مستعد و آمادہ ہونا جب کہ جریرا بھی وہیں ہے شام کا دوازہ بند کرنا ہے اور وہاں کے لوگ بیعت کا ارادہ بھی کریں تو انہیں اس ارادۂ خیر سے روک دینا ہے۔(ک 43/199)

(آگاہ رہو کہ) میں نے فوج کا اول دستہ آگے بھیج دیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ میرا فرمان پہنچنے تک اس دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے رہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس پانی کو عبور کر کے اس چھوٹے سے گروہ کے پاس پہنچ جاؤں جو اطراف دجلہ (مدائن) میں آباد ہے اور اسے تمہارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا کروں اور انہیں تمہاری کمک کے لئے ذخیرہ بناؤں۔(خ 48/204)

تم اپنے (پرانے بدترین ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی ایڑیوں کے نشانوں پر پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ۔(خ 58/213)

رسول اللہؐ میرے سامنے جلوہ فرما ہونے میں نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے آپؐ کی امت کے ہاتھوں کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم ان کے لئے بد دعا کرو تو میں نے (صرف اتنا) کہا اللہ مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کرے اور ان کو میرے بدلے میں کوئی برا (امیر) دے۔(وقال 68/228)

خدایا ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع و کشادہ بنا اور اپنے فضل سے انہیں دہرے حسنات عطا کر۔(خ 70/230)

بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہا کرو۔(خ 78/237)

یاد رکھو کہ بدترین قول وہ ہے جو جھوٹ ہو اور وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔(خ 82/253)

کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں جس کا اس نے ارادہ نہ کیا ہو۔(خ 85/259)

اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے۔(خ 89/284)

اس نے ان انبیاء کو بہترین سونپے جانی کی جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔

ان کی عترت بہترین عترت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔(خ92/296)

ان کا مقام بہترین مقام ہے۔(خ94/298)

تو آپؑ اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہو جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو۔(خ102/311)

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے جو بچپنے میں بھی بہترین خلائق تھے۔

سب آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی وہ آنکھ ہے جس کی نظر نیکیوں میں اتر جائے۔(خ103/312)

(خدایا) تو انہیں اپنے عدل و انصاف سے ان کا حصہ عطا کر اور اپنے فضل سے انہیں دہرے حسنات اجر میں دے۔(خ104/316)

اس کے بعد (ان شرانگیزیوں کے معنی یہ ہیں کہ) تم ہو ہی شر پسند اور وہ کہ انہیں شیطان نے اپنی مقصد برآری کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے (یاد رکھو کہ) میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوں گے ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنہیں (محبت کی افراط) غلط راستے پر لگا دے گی اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دشمنی رکھنے والے کہ جنہیں یہ عداوت حق سے بے راہ کر دے گا میرے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنے والے ہی سب سے بہتر حالت میں ہوں گے تم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے ساتھ لگ جاؤ چونکہ اللہ کا ہاتھ اتفاق و اتحاد رکھنے والوں پر ہے اور تفرقہ و انتشار سے باز آ جاؤ۔(ک125/365)

تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جس میں بھلائی کے قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں اور برائی آگے بڑھ رہی ہے۔

کہاں ہیں تمہارے نیک اور صالح افراد؟(خ128/371,372)

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حسن سلوک برتتا ہے نااہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے اس کے پلے یہی پڑتا ہے کہ کمینے اور شریر اس کی مدح و ثناء کرنے لگتے ہیں۔(ک140/390)

دیکھو یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ گستر ہے دونوں تمہارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمہارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے امیدوار ہیں بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسانی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرایا گیا

ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

البتہ اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بد اعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تا کہ توبہ کرنے والا توبہ کرے انکار و سرکشی سے باز آنے والا باز آ جائے نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے۔(خ 141/391)

بدترین بھائی وہ ہے جس کے لیے زحمت اٹھانا پڑے۔(ح 95)

اس کے زاد میں سوا زادِ تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے۔(خ 109/331)

اور بھلائیوں کے ساتھ برائیاں خلط ملط کر دی ہیں۔

بھلا اس گھر میں خیر و خوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو مسمار عمارت کی طرح گر جائے۔(خ 111/334,335)

بیشک کوئی بدی سے بدتر شے نہیں سوا اس کے عذاب کے اور کوئی اچھائی سے اچھی چیز نہیں سوا اس کے ثواب کے۔(خ 112/339)

ہاں! جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں خدا برقرار رکھے وہ اس کے لئے اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا ایسوں کو وارث بنا جاتا ہے جو اس کو سراہتے تک نہیں۔(ک 118/348)

اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی فقر و تنگدستی اسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی برے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔(ک 124/364)

جس نے عہد وفا کو توڑ دیا ہو، اس کی یہی پاداش ہوا کرتی ہے، خدا کی قسم! جب میں نے تمہیں تحکیم کے مان لینے کا حکم دیا تھا اگر اسی امر ناگوار جنگ پر تمہیں ٹھہرائے رکھتا کہ جس میں اللہ تمہارے لیے بہتری ہی کرتا چنانچہ تم اس پر جمے رہتے تو تمہیں سیدھی راہ پہ لے چلتا اور اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمہیں سیدھا کر دیتا۔(خ 119/349)

اس کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے۔(خ 150/410)

اللہ کے بندو! خدا نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس برائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔(خ 155/426)

اگر دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ پروردگار! تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا میں اس کا محتاج ہوں۔(خ 158/431)

ان کا قوم وقبیلہ بہترین قوم وقبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔(خ 159/334)

اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے بدتر وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے اور دوسرے بھی اس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور (رسولؐ سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کرے میں نے رسول اللہؐ سے سن کر انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم کو اس طرح لایا جائے گا کہ نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی عذر خواہ اور اسے (سیدھا) جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی گھومتی ہے اور پھر اسے جہنم کے گہراؤ میں جکڑ دیا جائے گا۔(ک 162/442)

یہاں تک کہ اللہ جلد ہی اس دن کے لیے کہ جو بنی امیہ کے لیے بدترین دن ہوگا انہیں اس طرح جمع کرے گا جس طرح خریف کے موسم میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کے درمیان محبت و دوستی پیدا کرے گا پھر ان کا تہہ بہ تہہ جمے ہوئے ابر کی طرح ایک مضبوط جتھا بنا دے گا اور ان کے لیے دروازوں کو کھول دے گا۔(خ 164/454)

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جس میں اچھائیوں اور برائیوں کو (کھول کر) بیان کیا ہے تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تا کہ ہدایت پا سکو اور برائی کی جانب سے رخ موڑ لو تا کہ سیدھی راہ پر چل سکو۔

اللہ کی اطاعت کرو اس سے سرتابی نہ کرو جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب برائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔(خ 165/455,456)

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت کرتا ہوں کیونکہ بندے جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک تمام چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے۔

دیکھو! یہ تمہارے لیے باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اگر اس نے تمہیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی برائیوں سے خوف بھی دلایا ہے۔(خ 171/464)

بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے۔

اب تمہارا کام یہ ہے کہ بھلائی کو دیکھو تو اسے تقویت پہنچاؤ اور برائی کو دیکھو تو اس سے (دامن بچا کر) چل دو اس لیے کہ رسول اللہؐ فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند آدمؑ! اچھے کام کرو اور برائیوں کو چھوڑ دے اگر تو نے ایسا کیا تو تو نیک چلن اور راست رو ہے۔

دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم ناپسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے، بہتر ہے بے شک اللہ سبحانہ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔ (خ 174/475,477)

دیکھو! دنیا کی طرف رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کئے ہوئے تھیں پیٹھ پھرا لی اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا اللہ کے نیک بندوں نے (دنیا سے) کوچ کرنے کا تہیا کر لیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت مول لے لی۔ (خ 180/489)

کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جو ہم مال و اولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں، مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں''۔ اس طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔

تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیے جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور (اپنے) اچھے اور برے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کہ کہیں تم بھی انہی کے ایسے نہ ہو جاؤ۔

اے علیؑ! جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو، فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر ہو۔

آپؐ نے فرمایا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو تمہیں دکھائے دیتا ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بھلائی کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو یقیناً تم میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ وہ ہیں جو (جنگ) احزاب میں جتھابندی کریں گے۔ (خ 190/532,538,545)

اس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ (خ 191/556)

اس کی (تبلیغ کے لیے) بہترین خلق کا انتخاب فرمایا اپنی محبت پر اس کے ستون کھڑے کئے۔ (خ 196/568)

شروع سے انسانی نسل میں جہاں جہاں پر سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جس میں اللہ نے آپ کو قرار دیا تھا دوسری شاخوں سے بہتر ہی تھی آپؐ کے نسب میں کسی بدکار کا ساجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں۔

دیکھو! اللہ نے بھلائی کے لیے اہل حق کے لیے اور اطاعت کے لیے سامان حفاظت ستون مہیا کیا ہے۔

(خ212/600)

اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر ہر بات میں اختلاف ہو گا ظلم کے نشانات ابھر آئیں گے دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی خواہشوں پر عمل درآمد ہو گا شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گے اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہیں گھبرائے گا ایسے موقعہ پر نیکوکار ذلیل اور بدکردار باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ (خ214/605)

اور کم عیبوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے (دنیا کی) بھلائیوں کو پالیا اور اس کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے۔ (ک225/629)

تیرے بندوں کی نگاہ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں۔ (دعا222/626)

کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے اور اس کا بیٹھے رہنا اس کے اٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ (ر4/655)

بہر حال میں غالباً تمہارے لیے برا حکمران تو نہیں ہوں والسلام۔ (ر5/656)

اس مکتوب کا ایک حصہ یہ ہے: کیونکہ یہ بیعت ایک ہی دفعہ ہوتی ہے نہ پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے۔ (ر7/658)

ابن عباسؓ! خدا تم پر رحم کرے (رعیت کے بارے میں) تمہارے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور برائی ہونے والی ہو، اس میں جلد بازی نہ کیا کرو کیونکہ ہم دونوں اس (ذمہ داری) میں برابر کے شریک ہیں تمہیں اس حسن ظن کے مطابق ثابت ہونا چاہیے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نہ ہونا چاہیے والسلام۔ (ر18/678)

پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ (ر15/672)

خدا کی قسم یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے ناپسند جانتا ہوں اور نہ یہ ایسا سانحہ ہے کہ میں اسے برا جانتا ہوں میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کے مانند ہوں جو مقصد کو پالے اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔ (ک23/682)

تو اللہ کے بندو موت اور اس کی آمد سے ڈرو اور اس کے لیے سروسامان فراہم کرو وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور عظیم سانحے کے ساتھ آئے گی جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی کہ برائی کا اس میں کبھی گزر نہ ہوگا یا ایسی برائی ہوگی کہ جس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا۔(ر 27/690)

ہم میں سردار زنان عالمیان ہیں۔(ر 28/694)

تمہارے نفس نے تمہیں برائیوں میں دھکیل دیا ہے۔(ر 30/702)

جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا خطرات مول لینے سے بہتر ہے۔

اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو، اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لیے رہے گا اور نہ تم اس کے لیے رہو گے۔

اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو اور اس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

یاس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے پاک دامانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے بہت سے لوگ ایسی چیز کے لیے کوشاں ہوتے ہیں، جو ان کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے، جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے بروں سے بچے رہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے۔

تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے۔

پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں۔

جو تم سے حسن ظن رکھے اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو، برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کیونکہ جب چاہو گے اس کی

طرف بڑھ سکتے ہو۔

اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں والسلام۔ (وص31/704,705,714,716,717,718,718,719,722)

دیکھو! بھلائی اسی کے حصہ میں آتی ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اور برا بدلہ اسی کو ملتا ہے جو برے کام کرتا ہے۔(ر33/723)

اب اگر اللہ نے مجھے تم پر اور فرزند ابوسفیان پر غلبہ دیا تو میں تم دونوں کو تمہارے کرتوتوں کا مزا چکھا دوں گا اور اگر تم میری گرفت میں نہ آئے اور میرے بعد زندہ رہے تو جو تمہیں اس کے بعد درپیش ہوگا وہ تمہارے لیے بہت برا ہوگا، والسلام۔(ر39/730)

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بدکردار تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔(وص47/749)

اور نہ کسی لالچی سے مشورہ کرنا کہ وہ ظلم کی راہ سے مال بٹورنے کو تمہاری نظروں میں سجا دے گا۔

تمہارے لیے سب سے بدتر وزیر وہ ہوگا جو تم سے پہلے بدکرداروں کا وزیر اور گناہوں میں ان کا شریک رہ چکا ہے اس قسم کے لوگوں کو تمہارے مخصوصین میں سے نہ ہونا چاہیئے کیونکہ وہ گنہگاروں کے معاون اور ظالموں کے ساتھ ہوتے ہیں ان کی جگہ تمہیں ایسے لوگ مل سکتے ہیں جو تدبیر و رائے اور کارکردگی کے اعتبار سے ان کے مثل ہوں گے مگر ان کی طرح گناہوں کی گرانباریوں میں دبے ہوئے نہ ہوں جنہوں نے نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ہاتھ بٹایا ہو۔

اس بارے میں انتہائی بالغ نظری سے کام لینا کیونکہ (اس سے پہلے) یہ دین بدکرداروں کے پنجہ میں اسیر رہ چکا ہے جس میں نفسانی خواہشوں کی کارفرمائی تھی اور اسے دنیا طلبی کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا تھا۔

اور اس عہد و پیمان خداوندی میں کسی دشواری کا محسوس ہونا تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہونا چاہیئے کہ تم اسے ناحق منسوخ کرنے کی کوشش کرو کیونکہ ایسی دشواریوں کو جھیل لے جانا کہ جن سے چھٹکارے کی اور انجام بخیر ہونے کی امید ہو اس بدعہدی کرنے سے بہتر ہے، جس کے برے انجام کا تمہیں خوف اور اس کا اندیشہ ہو کہ اللہ کے یہاں تم سے اس پر کوئی جواب دہی ہوگی اور اس طرح تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی ہوگی۔

پھر یہ کہ اپنے منشیان دفاتر کی اہمیت پر نظر رکھنا اپنے معاملات ان کے سپرد کرنا جو ان میں بہتر ہوں۔

پھر تمہیں تاجروں اور صناعوں کے خیال اور ان کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمہیں دوسروں کو ان کے متعلق ہدایت کرنا ہے خواہ وہ ایک جگہ رہ کر بیوپار کرنے والے ہوں یا پھیری لگا کر بیچنے والے ہوں یا جسمانی مشقت مزدوری یا دستکاری سے کمانے والے ہوں کیونکہ یہی لوگ منافع کا سرچشمہ اور ضروریات کے مہیا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں یہ لوگ ان ضروریات کو خشکیوں تریوں، میدانی علاقوں اور پہاڑوں ایسے دور افتادہ مقامات سے درآمد کرتے ہیں۔ (ر 53/758,764,774,766,768)

اگر اسباب تقدیر نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ جمع کر دیا تو اس وقت تک تمہارے مقابلہ میں میدان نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ خدا ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ (ر 55/782)

اور یاد رکھو کہ ایمان والوں میں سب سے افضل وہ ہے جو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال اور مال کی طرف سے خیرات کرے، کیونکہ تم آخرت کے لیے جو کچھ بھی بھیج دو گے، وہ ذخیرہ بن کر تمہارے لیے محفوظ رہے گا اور جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے اس سے دوسرے فائدہ اٹھائیں گے۔

اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے۔ (ر 69/800,801)

جو مجھے معلوم ہوا ہے اگر وہ سچ ہے تو تمہارے گھر والوں کا اونٹ اور تمہاری جوتی کا تسمہ بھی تم سے بہتر ہے۔ (ر 71/803)

لہٰذا جس بات کو تم نہیں جانتے اس کے درپے نہ ہو کیونکہ شریر لوگ بری باتیں تم تک پہنچانے کے لیے اڑ کر پہنچا کریں گے۔ والسلام (ر 78/808)

اور فرصت کی گھڑیاں (تیز رو) ابر کی طرح گزر جاتی ہیں لہٰذا بھلائی کے ملے ہوئے موقعوں کو غنیمت جانو۔ (ح 20/815)

جسے موت کا انتظار ہوگا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔ (ح 30/818)

نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور برائی کا مرتکب ہونے والا خود اس برائی سے بدتر ہے۔ (ح 32/820)

وہ گناہ جس کا تمہیں رنج ہو اللہ کے نزدیک اس نیکی سے کہیں اچھا ہے جو تمہیں خود پسند بنا دے۔ (ح 46/824)

اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔

ہر کہ را صبر نیست ایمان نیست۔ (ح 81/833)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ نیکی کیا چیز ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ نیکی یہ نہیں کہ تمہارے مال و اولاد میں فراوانی ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو اور تم اپنے پروردگار کی عبادت پر ناز کر سکو اب اگر اچھا کام کرو تو اللہ کا شکر بجالاؤ اور اگر کسی برائی کا ارتکاب کرو تو توبہ و استغفار کرو اور دنیا میں صرف دو شخصوں کے لیے بھلائی ہے ایک وہ جو گناہ کرے تو توبہ سے اس کی تلافی کرے اور دوسرا وہ جو نیک کاموں میں تیز گام ہو۔ (ح 94/836)

ایک خارجی کے متعلق آپؑ نے سنا کہ وہ نماز شب پڑھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ح 97/837)

کچھ لوگوں نے آپؑ کے روبرو آپؑ کی مدح و ستائش کی تو فرمایا اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں اے خدا جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں۔ (ح 100/838)

مردم آزاری سے کنارہ کش رہا سنت اسے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔ (ح 123/846)

اب تم کہو تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے؟

پھر حضرتؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ (ح 130/849)

اے کمیلؒ! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں۔

اے کمیلؒ! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتداء کی جاتی ہے اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیلؒ! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ (ح 147/854)

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔ (ح 158/861)

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے پورا قابو رہے گا۔(ح162/862)

دوسرے کے سینہ سے کینہ و شر کی جڑ اس طرح کاٹو کہ خود اپنے سینہ سے اسے نکال پھینکو۔(ح178/866)

حکیمانہ بات سے خاموشی اختیار کرنے میں بھلائی نہیں جس طرح جہالت کی بات میں کوئی اچھائی نہیں۔(ح182/866)

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں غرور، بزدلی اور کنجوسی اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو اسے پیش آئے گی۔(ح234/879)

عورت سراپا برائی ہے اور سب سے بڑی برائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔(ح238/880)

جو تم سے حسن ظن رکھے اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔(ح248/882)

جدھر سے پتھر آئے اسے ادھر ہی پلٹا دو کیونکہ سختی کا دفعیہ سختی ہی سے ہوسکتا ہے۔(ح314/911)

جس پر گناہ قابو پالے وہ کامران نہیں اور شر کے ذریعہ غلبہ پانے والا الحقیقۃ مغلوب ہے۔(ح327/915)

کسی کے منہ سے نکلنے والی بات میں اگر اچھائی کا پہلو نکل سکتا ہو تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو۔(ح360/923)

اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین میں سب سے بدتر ہوں گے، وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہوں گے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا انہیں انہی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا انہیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔(ح369/925)

لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو برائی کو ہاتھ، زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے چنانچہ اس نے اچھی خصلتوں کو پورے طور پر حاصل کرلیا ہے اور ایک وہ ہے جو زبان اور دل سے برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ سے اسے نہیں مٹاتا تو اس نے اچھی خصلتوں میں سے دو خصلتوں سے ربط رکھا اور ایک خصلت کو رائیگاں کر دیا اور ایک وہ ہے جو دل سے برا سمجھتا ہے لیکن اسے مٹانے کے لیے ہاتھ اور زبان کسی سے کام نہیں لیتا اس نے تین خصلتوں میں سے دو عمدہ خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک سے وابستہ رہا۔(ح374/928)

اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں بھی اللہ کے عذاب سے بالکل مطمئن نہ ہو جاؤ کیونکہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے

کہ "گھاٹا اٹھانے والے لوگ ہی اللہ کے عذاب سے مطمئن ہو بیٹھے ہیں"۔ اور اس امت کے بدترین آدمی کے بارے میں بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ ارشاد الہی ہے کہ "خدا کی رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی اور ناامید نہیں ہوتا"۔ (ح377/929)

وہ بھلائی بھلائی نہیں جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو اور وہ برائی برائی نہیں جس کے بعد جنت ہو جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر اور دوزخ کے مقابلہ میں ہر مصیبت راحت ہے۔ (ح387/931)

اچھے کام کرو اور تھوڑی سی بھلائی کو بھی حقیر نہ سمجھو کیونکہ چھوٹی سی نیکی بھی بڑی اور تھوڑی سی بھلائی بھی بہت ہے تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اچھے کام کے کرنے میں کوئی دوسرا مجھ سے زیادہ سزاوار ہے ورنہ خدا کی قسم ایسا ہی ہو کر رہے گا کچھ نیکی والے ہوتے ہیں اور کچھ برائی والے جب تم نیکی یا بدی کسی ایک کو چھوڑ دو گے تو تمہارے بجائے اس کے اہل اسے انجام دے کر رہیں گے۔ (ح422/940)

تمہارے لیے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں (بلکہ) بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔ (ح442/945)

وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے، جو دل تنگی کا باعث ہو۔

لوگوں پر ایک ایسا گزند پہنچانے والا دور آئے گا، جس میں مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا حالانکہ اسے یہ حکم نہیں چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ آپس میں حسن سلوک کو فراموش نہ کرو اس زمانہ میں شریر لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نیکوکار ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے۔ (ح444/946)

حکمت کی بات سے خاموشی اختیار کرنا کوئی خوبی نہیں جس طرح جہالت کے ساتھ بات کرنے میں کوئی بھلائی نہیں۔ (ح471/954)

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے کہ کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور (دین میں) پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔ (خ143/395)

اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک برے گھر میں پھینکے گا اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یوں ان پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی اور ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اٹھتی ہوئی لپیٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ جائے نہ رہنے والوں کے لیے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے تو پھر چھوڑ دیئے جائیں۔ (خ107/327)

20

دوست اور بھائی

اے لوگو! اگر تمہیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی درستگی کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو دیکھو! کبھی تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے اور اتفاق سے تیر خطا کر جاتا ہے اور بات ذرا میں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہے۔ (ک 139/390)

اے فرزند! اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہ دوسروں کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے اسے دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لیے بھی درست سمجھو جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ اگر چہ تمہاری معلومات کم ہوں دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے۔

نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے بروں سے بچے ہو گے تو ان (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں، جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو زیادہ کی امید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو خبردار! کہیں دشمنی وعناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں۔

اپنے کو اپنے بھائی کے لیے اس پر آمادہ کرو جب وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ وہ تمہارے لیے کنجوسی کرے تم اس پر خرچ کرو، وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لیے عذر تلاش کرو، یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اور نا اہل سے یہ رویہ نہ اختیار کرو اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اسے اچھی لگیں یا بری غصہ کے

کڑوے گھونٹ پی جاؤ کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ وشیریں گھونٹ نہیں پائے، جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے اس سے نرمی کا برتاؤ کرو کیونکہ اس رویہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا دشمن پر لطف وکرم کے ذریعہ سے راہ چارہ وتدبیر مسدود کر دو کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے، اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو، تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے تو اس کے لیے گنجائش ہو جو تم سے حسن ظن رکھے، اس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو یہ نہ ہونا چاہیے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہاں میں سب سے زیادہ بد بخت ہو جائیں جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو تمہارا دوست قطع تعلق کرے، تو تم رشتۂ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لیجاؤ اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدہ کے لیے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو، اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو۔

اور جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے وہ بے راہ ہو جاتا ہے دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا ہے سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نباہے۔

اور جو تمہاری پروانہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے۔

جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔

راستے سے پہلے شریک سفر کے متعلق پوچھ گچھ کرلو۔(ر 31/711,717,718)

جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے یا نا اہل افراد کو دے گا اللہ اسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی ومحبت بھی دوسروں ہی کے حصہ میں جائے گی اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی فقر وتنگدستی اسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی برے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔(ک 124/364)

میں تم کو اپنی تمام اولاد کو اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہؐ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے۔(ر 47/748)

اور اس آدمی کی صحبت سے بچو جس کی رائے کمزور اور افعال برے ہوں کیونکہ آدمی کا اس کے ساتھی پر قیاس کیا جاتا ہے۔

اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے اور اللہ کی عظمت وتوقیر کا خیال رکھو اور

اس کے دوستوں سے دوستی کرو۔(ر 69/800,801)

اور کشادہ روئی محبت و دوستی کا پھندا ہے۔(ح 6/810)

لوگوں سے اس طریقہ سے ملو کہ اگر مر جاؤ تو تم پر روئیں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق ہوں۔(ح 9/812)

لوگوں میں بہت درماندہ وہ ہے جو اپنی عمر میں کچھ بھائی اپنے لیے نہ حاصل کر سکے اواس سے بھی زیادہ درماندہ وہ ہے جو پاکراسے کھودے۔(ح 11/813)

اے فرزند! بیوقوف سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا اور بخیل سے دوستی نہ کرنا کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہوگی، وہ تم سے دور بھاگے گا اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ سراب کے مانند تمہارے لیے دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔(ح 38/822)

دوست اس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے، مصیبت کے موقع پر، اس کے پس پشت اور اس کے مرنے کے بعد۔(ح 134/851)

دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔(ح 218/874)

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔(ح 158/861)

اور اس کے بھائی بندوں کا اسے قبر میں اتارنا آسان ہو جاتا ہے۔(ح 367/924)

جو شخص سستی و کاہلی کرتا ہے وہ اپنے حقوق کو ضائع و برباد کر دیتا ہے اور جو چغل خور کی بات پر اعتماد کرتا ہے، وہ دوست کو اپنے ہاتھ سے کھو دیتا ہے۔(ح 239/880)

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ و نصیب میں خسارہ کرنا ہے اور جو تم سے بے رخی اختیار کرے اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔(ح 451/947)

باپوں کی باہمی محبت اولاد کے درمیان ایک قرابت ہوا کرتی ہے اور محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی قرابت کو محبت کی۔(ح 308/909)

جو (برائیوں سے) خوف دلائے وہ تمہارے لیے مژدہ سنانے والے کے مانند ہے۔(ح 59/827)

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اس کی نظروں میں پست و حقیر تھی اس پر پیٹ کے تقاضے مسلط نہ تھے لہذا جو چیز اسے میسر نہ تھی اس کی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسر تھی اسے ضرورت

سے زیادہ صرف میں نہ لاتا تھا وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا یوں تو وہ عاجز و کمزور تھا مگر جہاد کا موقع آ جائے تو وہ شیر بیشہ اور روادی کا اژ دیا تھا وہ جو دلیل و برہان پیش کرتا تھا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی، کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا جب تک کہ اس کے عذر و معذرت کو سن نہ لے وہ کسی درد و تکلیف کا ذکر کرتا تھا مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پالیتا تھا، وہ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا وہ اسے کہتا نہیں تھا اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پا بھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آ جاتی تھیں تو دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا لہٰذا تمہیں ان عادات و خصائل کو حاصل کرنا چاہیے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیے اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ (ح289/904)

تین قسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قسم کے دشمن، دوست یہ ہیں تمہارا دوست تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور تمہارے دشمن یہ ہیں تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔ (ح295/906)

اگر کسی آدمی میں عمدہ و پاکیزہ خصلت ہو تو ویسی ہی دوسری خصلتوں کے متوقع رہو۔ (ح445/946)

بدترین بھائی وہ ہے جس کے لیے زحمت اٹھانا پڑے۔ (ح479/956)

جب کوئی مومن اپنے کسی بھائی کا احتشام کرے، تو یہ اس سے جدائی کا سبب ہوگا۔ (ح480/956)

ہر شخص اپنے مد مقابل سے خود نپٹے اور دل و جان سے اپنے بھائی کی بھی مدد کرے اور اپنے حریف کو کسی اور بھائی کے حوالے نہ کرے کہ یہ اور اس کا حریف ایکا کر کے اس پر ٹوٹ پڑیں۔ (خ122/354)

تم دین خدا کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو لیکن بدنیتی اور بدظنی نے تم میں تفرقہ ڈال دیا ہے نہ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ باہم پند و نصیحت کرتے ہو نہ ایک دوسرے پر کچھ خرچ کرتے ہو، نہ تمہیں ایک دوسرے کی چاہت ہے تم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ (خ111/335)

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں انہیں چاہیے کہ وہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے

عیب اچھالنے سے مانع رہے چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جب کہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے خدا کی قسم! اگر اس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

اے خدا کے بندے جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس سے تجھے عذاب ہو لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیئے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف متوجہ نہ ہونے دے۔(ک 138/387)

تم میں سے جو شخص بھی جنگ کے موقع پر اپنے دل میں حوصلہ و دلیری محسوس کرے اور اپنے کسی بھائی سے کمزوری کے آثار دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اپنی شجاعت کی برتری کے ذریعہ سے جس کے لحاظ سے وہ اس پر فوقیت رکھتا ہے اس سے (دشمنوں کو) اسی طرح دور کرے جیسے انہیں اپنے سے دور ہٹاتا ہے اس لیے کہ اگر اللہ چاہے تو اسے بھی ویسا ہی کر دے۔(ک 121/353)

اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے مال و نفس میں فراوانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں۔(خ 23/159)

اور نہ قابل اعتماد بھائی ہو۔(خ 95/300)

اور نہ راز کی باتوں کے لیے قابل اعتماد بھائی ثابت ہوتے ہو۔(خ 123/363)

اور دین میں (ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہو۔(خ 116/345)

اس لیے کہ رعایا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو تمہارے دینی بھائی اور دوسرے تمہارے جیسی مخلوق خدا ان کی لغزشیں بھی ہوں گی۔

اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔(ر 53/755,758)

سنو! جنگ آزما ہوشیار و بیدار رہا کرتا ہے اور جو سو جاتا ہے دشمن اس سے غافل ہو کر سویا نہیں کرتا۔ والسلام (ر 64/788)

اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں اور نہ ان سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوۃ و صدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔(ر 26/688)

21

حسد

باہم حسد نہ کرو اس لئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (خ 84/257)

اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ و متفرق ہوئے اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں میں کینہ و بغض پیدا ہوا۔ (خ 89/278)

اور یہ اس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کھل کر اس کے سامنے آگئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا، اب ان سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک و حسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ۔ (خ 107/325)

اے ابوذرؓ! تم اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصہ ہے اسی سے امید بھی رکھو ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے لہٰذا جس چیز کے لیے انہیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑ دو اور جس شے کے لیے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو جس چیز سے تم انہیں محروم کر کے جا رہے ہو کاش کہ وہ سمجھتے کہ وہ اس کے کتنے حاجتمند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لو گے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں۔ (خ 129/373)

یہ اس شخص پر جسے اللہ نے امارت و خلافت دی ہے حسد کرتے ہوئے دنیا کے طلب گار بن گئے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام امور (شریعت) کو پلٹا کر (دور جاہلیت) کی طرف لے جائیں (اگر تم ثابت قدم رہے تو) تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے امور کے تصفیہ کے لیے (کتاب) خدا اور سیرت پیغمبرؐ پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو برپا اور ان کی سنت کو بلند کریں۔ (خ 167/458)

تم اس طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے

اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔

لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو اور نہ اس کے فضل و کرم کے جو تم پر ہے حاسد بنو۔(خ190/530,531)

دوسروں کی خوشحالی پر جلنے والے انہیں مصیبت میں پھنسانے کے لیے جدوجہد کرنے والے اور انہیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں۔(خ192/559)

اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفاء پر حسد کیا اور ان کے خلاف شورشیں کھڑی کیں اگر ایسا ہی ہے تو اس سے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم سے معذرت کروں (بقول شاعر)

''یہ ایسی خطا ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا''۔(ر28/694)

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔(ح212/873)

دوست کا حسد کرنا دوستی کی خامی ہے۔(ح218/874)

تعجب ہے کہ حاسد جسمانی تندرستی پر حسد کرنے سے کیوں غافل ہو گئے۔(ح225/876)

حسد کی کمی بدن کی تندرستی کا سبب ہے۔(ح256/888)

کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔(ح347/919)

حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں۔(ح371/926)

تکبر وغرور

22

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزت و کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے اور جس نے ان دونوں صفتوں کو بلا شرکت غیرے اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہے۔

اور دوسروں کے لیے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہوئے صرف اپنے لیے انہیں منتخب کیا ہے اور اس کے بندوں میں سے جو ان صفتوں میں اس سے ٹکر لے اس پر لعنت کی ہے اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تا کہ ان میں سے فروتنی کرنے والوں کو گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے چنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب میں اس کو تیار کرلوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس کو اسے سجدہ کرنے میں عار آئی اور اپنے مادہ تخلیق کی بنا پر آدمؑ کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا چنانچہ یہ دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جس نے تعصب کی بنیاد رکھی اللہ سے اس کی ردائے عظمت و کبریائی کو چھیننے کا تصور کیا، تکبر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز و فروتنی کی نقاب اتار ڈالی۔

پھر تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اسے بڑے بننے کی وجہ سے کس طرح چھوٹا بنایا اور بلندی کے زعم کی وجہ سے کس طرح پستی دی دنیا میں اسے راندۂ درگاہ بنایا اور آخرت میں اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی۔

اور اگر اللہ چاہتا تو آدمؑ کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی آنکھوں کو چوندھیا دے اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو سے کہ جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے اور اگر ایسا کرتا تو ان کے آگے گردنیں خم ہو جاتیں اور فرشتوں کو ان کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی لیکن اللہ سبحانہ اپنی مخلوقات کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے کہ جن کی اصل وحقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں تا کہ اس آزمائش کے ذریعہ (اچھے اور برے افراد میں) امتیاز کر دے ان سے نخوت و برتری کو الگ اور غرور و خود پسندی کو دور کر دے تمہیں چاہیے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو کہ اس کی طویل طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا حالانکہ اس نے چھ ہزار برس

تک جو پتہ نہیں دنیا کے سال تھے یا آخرت کے اس کی عبادت کی تھی تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ نے جس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو، اسی پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے اس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہاں والوں کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔

خدا کے بندو! اللہ کے دشمن سے ڈرو کہ کہیں وہ تمہیں اپنا روگ نہ لگا دے اپنی پکار سے تمہیں بہکا نہ دے اور اپنے سوار و پیادے لے کر تم پر چڑھ نہ دوڑے اس لیے کہ میری جان کی قسم! اس نے شر انگیزی کے تیر کو چلہ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے تمہیں اپنے نشانہ کی زد پر رکھ کر کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے جیسا کہ اللہ نے اس کی زبانی فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے مجھے بہکا دیا ہے، اب میں بھی ان کے سامنے زمین میں گناہوں کو سجا کر پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا حالانکہ یہ اس نے بالکل اٹکل پچو کہا تھا اور غلط گمان کی بناء پر (اندھیرے میں) تیر چلایا تھا لیکن فرزندان رعونت، برادران عصبیت اور شہسواران غرور و جاہلیت نے اس کی بات کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ جب تم میں سے سرکش اور منہ زور لوگ اسکے فرمانبردار ہو گئے اور تمہارے بارے میں اس کی ہوس و طمع قوی ہو گئی اور صورت حال پردہ خفا سے نکل کر کھلم کھلا سامنے آ گئی تو اس کا پورا پورا تسلط تم پر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر و سپاہ کو لے کر تمہاری طرف بڑھ آیا اور انہوں نے تمہیں ذلت کے غاروں میں دھکیل دیا اور قتل و خون کے بھنوروں میں لا گرایا اور گھاؤ پر گھاؤ لگا کر تمہیں کچل دیا تمہاری آنکھوں میں نیزے گڑو کر، تمہارے گلے کاٹ کر تمہارے نتھنوں کو پارہ پارہ کر کے تمہارے ایک ایک جوڑ بند کو توڑ کر اور تمہاری ناک میں غلبہ و تسلط کی نکیلیں ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچے لیا جاتا ہے جو تمہارے لیے تیار کی گئی ہے اسی طرح ان دشمنوں سے جن سے کھلم کھلا تمہاری مخالفت ہے اور جن کے مقابلہ کے لیے تم فوجیں جمع کرتے ہو زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں تمہارے لیے (فتنہ و فساد) کے شعلے بھڑکانے والا ہے لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ اپنے جوش و غضب کا پورا امر کز اسے قرار دو اور پوری کوشش اس کے خلاف صرف کرو کیونکہ اس نے شروع ہی میں تمہاری اصل (آدمؑ) پر فخر کیا تمہارے حسب (قدر و منزلت) پر حرف رکھا، تمہارے نسب (اصل و طینت) پر طعن کیا اور اپنے سواروں کو لے کر تم پر یورش کی اور اپنے پیادوں کو لے کر تمہارے راستہ کا قصد کیا ہے وہ ہر جگہ سے تمہیں شکار کرتے ہیں اور تمہاری (انگلی کی) ایک ایک پور پر چوٹیں لگاتے ہیں نہ کسی حیلہ و تدبیر سے تم اپنا بچاؤ اور نہ پورا تہیہ کر کے اس کی روک تھام کر سکتے ہو درآنحالیکہ تم رسوائی کے بھنور تنگی و ضیق کے دائرہ، موت کے میدان اور مصیبت و بلا کی جولانگاہ میں ہو تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو کیوں کہ مسلمان میں یہ غرور و خود پسندی، شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور

افسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے عجز و فروتنی کو سر کا تاج بنانے، کبر و خود بینی کو پیروں تلے روندنے اور تکبر و رعونت کا طوق گردن سے اتارنے کا عزم بالجزم کرلو اپنے اور اپنے دشمن شیطان اور اس کی سپاہ کے درمیان تواضع و فروتنی کا مورچہ قائم کرو کیونکہ ہر جماعت میں اس کے لشکر، یار و مددگار اور سوار و پیادے موجود ہیں تم اس کی طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔

دیکھو تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی پر اتر کر اور مومنین سے آمادۂ پیکار ہو کر ظلم و تعدی کی انتہاء کر دی اور زمین میں فساد مچا دیا تم زمانہ جاہلیت والی خود بینی کی بناء پر فخر و غرور کرنے سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ دشمنی و عناد کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری کا مرکز ہے جس سے اس نے گزشتہ امتوں اور پہلی قوموں کو ورغلایا یہاں تک کہ وہ اس کے دھکیلنے اور آگے سے کھینچنے پر بے چون و چرا جہالت کی اندھیاریوں اور ضلالت کے گڑھوں میں تیزی سے جا پڑیں ایسی صورت سے جس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جس کے چھپانے سے سینوں کی وسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

دیکھو! اپنے ان سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ و حشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر فخر کرتے ہوں اور بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضاء و قدر سے ٹکر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کر دیتے ہوں یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ و ایوان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو اور نہ اس کے فضل و کرم کے جو تم پر ہے حاسد بنو اور جھوٹے مدعیان اسلام کی پیروی نہ کرو کہ جن کا گندلا پانی تم اپنے صاف پانی میں سمو کر پیتے ہو اور اپنی درستگی کے ساتھ ان کی خرابیوں کو خلط ملط کر لیتے ہو اور اپنے حق میں ان کے باطل کے لیے بھی راہ پیدا کر دیتے ہو وہ فسق و فجور کی بنیاد ہیں اور نافرمانیوں کے ساتھ چسپیدہ ہیں جنہیں شیطان نے گمراہی کی بار بردار سواری قرار دے رکھا ہے اور ایسا لشکر جس کو ساتھ لے کر لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور ایسے ترجمان کہ جن کی زبان سے وہ گویا ہوتا ہے تاکہ تمہاری عقلیں چھین لے تمہاری آنکھوں میں گھس جائے اور تمہارے کانوں میں پھونک دے اس طرح اس نے تمہیں اپنے تیروں کا ہدف اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے۔

وناتواں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ کرتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔

اگر انبیاء ایسی قوت وطاقت رکھتے کہ جسے دبانے کا قصد وارادہ بھی نہ ہوسکتا ہوتا اور ایسا تسلط واقتدار رکھتے کہ جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں مڑتیں اور اس کے رخ پر سواروں کے پالان کسے جاتے تو یہ چیز نصیحت پذیری کے لیے بڑی آسان اور اس سے انکار وسرتابی بہت بعید ہوتی اور لوگ چھائے ہوئے خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بناء پر ایمان لے آتے تو اس صورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک عمل بٹے ہوئے ہوتے لیکن اللہ سبحانہ نے تو یہ چاہا کہ اس کے پیغمبروں کا اتباع، اس کی کتابوں کی تصدیق، اس کے سامنے فروتنی، اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لیے مخصوص ہوں اور ان میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی ہوگی اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ہوگا۔

تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ نے آدمؑ سے لے کر اس جہاں کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ، نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے اس نے ان پتھروں ہی کو اپنا محترم گھر قرار دیا کہ جسے لوگوں کے لیے (امن کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام اور گھاٹیوں میں سے ایک تنگ اطراف والی گھاٹی میں قرار دیا کھڑے اور کھردرے پہاڑوں، نرم ریتلے میدانوں، کم آب چشموں اور متفرق دیہاتوں کے درمیان کہ جہاں اونٹ گھوڑا اور گائے بکری نشوونما نہیں پا سکتے پھر بھی اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رخ اس کی طرف موڑیں چنانچہ وہ ان کے سفروں سے فائدہ اٹھانے کا مرکز اور پالانوں کے اترنے کی منزل بن گیا کہ دور افتادہ بے آب وگیاہ بیابانوں میں دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راہوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے نفوس انسانی ادھر متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پوری فرمانبرداری سے اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد "لبیک اللھم لبیک" کی آوازیں بلند کرتے ہیں اور اپنے پیروں سے پویہ دوڑ لگاتے ہیں اس حالت میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور بدن خاک میں اٹے ہوتے ہیں انہوں نے اپنا لباس پشت پر ڈال دیا ہوتا ہے اور بالوں کو بڑھا کر اپنے کو بدصورت بنا لیا ہوتا ہے یہ بڑی ابتلاء، کڑی آزمائش، کھلم کھلا امتحان اور پوری پوری جانچ ہے اللہ نے اسے اپنی رحمت کا ذریعہ اور جنت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا ہے اور اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ وہ اپنا محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہیں ایسی جگہ پر بنائے کہ جس کے گرد باغ وچمن کی قطاریں اور بہتی ہوئی

تمہیں لازم ہے کہ تم سے قبل سرکش امتوں پر جو قہر و عذاب اور عتاب و عقاب نازل ہوا اس سے عبرت لو اور ان کے رخساروں کے بل لیٹنے اور پہلوؤں کے بل گرنے کے مقامات سے نصیحت حاصل کرو اور جس طرح زمانہ کی مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہو اسی طرح مغرور و سرکش بنانے والی چیزوں سے اللہ کے دامن میں پناہ مانگو اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی کبر و رعونت کی اجازت دے سکتا ہوتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاء اور اولیاء کو اس کی اجازت دیتا لیکن اس نے ان کو کبر و غرور سے بیزار ہی رکھا اور ان کے لیے عجز و مسکنت ہی کو پسند فرمایا چنانچہ انہوں نے اپنے رخسارے زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے اور مومنین کے آگے تواضع و انکسار سے جھکتے رہے اور وہ دنیا میں کمزور و بے بس تھے جنہیں اللہ نے بھوک سے آزمایا تعب و مشقت میں مبتلا کیا خوف و خطر کے موقعوں سے انہیں تہ و بالا کیا لہٰذا خدا کی خوشنودی و ناخوشنودی کا معیار اولاد و مال کو قرار نہ دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں مگر (جو اصل واقعہ ہے اسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں"۔ اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔

چنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے پاس آئے کہ ان کے جسم پر اونی کرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و قرار کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اس نے (اپنے حاشیہ نشینوں سے) کہا کہ تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور جس ذلیل صورت میں یہ ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو (اگر ان میں اتنا ہی دم خم تھا تو پھر) ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے یہ اس لیے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور خالص طلاء کی کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضاء کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم جزاء و سزا بیکار اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہ اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والی ظاہری حالت میں کمزور

نہریں ہوں زمین نرم و ہموار ہو کہ (جس میں) درختوں کے جھنڈ اور (ان میں) جھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوں جہاں عمارتوں کا جال بچھا ہوا اور آبادیوں کا سلسلہ ملا ہوا ہو جہاں سرخی مائل گیہوں کے پودے، سرسبز مرغزار، چمن در کنار، سبزہ پانی میں شرابور، میدان لہلہاتے ہوئے، کھیت اور آباد گزرگاہیں ہوں تو البتہ وہ جزا و ثوا کو اسی اندازہ سے کم کر دیتا کہ جس اندازہ سے ابتلاء و آزمائش میں کمی واقع ہوئی ہے اگر وہ بنیاد کہ جس پر اس گھر کی تعمیر ہوئی ہے اور وہ پتھر کہ جس پر اس کی عمارت اٹھائی گئی ہے زمرد سبز و یاقوت سرخ کے ہوتے اور ان میں نور و ضیاء (کی تابانی) ہوتی تو یہ چیز سینوں میں شک و شبہات کے ٹکراؤ کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی لیکن اللہ سبحانہ اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور انہیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تا کہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاؤ آزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و امتنان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ و ذریعہ قرار دے۔

دنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے برے انجام کے خیال سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ ی سرکشی ظلم اور غرور و تکبر شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت بڑا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اتر جاتا ہے نہ اس کا اثر کبھی رائیگاں جاتا ہے نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے نہ عالم سے اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پرانے چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو ان سے دور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔

دیکھو! کہ ان اعمال و عبادت میں غرو کے ابھرے ہوئے اثرات کو مٹانے اور تمکنت کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبانے کے کیسے کیسے فوائد مضمر ہیں میں نے نگاہ دوڑائی تو دنیا بھر میں ایک فرد کو بھی ایسا نہ پایا کہ وہ کسی چیز کی پاسداری کرتا ہو، مگر یہ کہ اس کی نظروں میں اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں کے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بے وقوفوں کی عقلوں سے چپک جاتی ہے سوا تمہارے کہ تم ایک چیز کی جنبہ داری تو کرتے ہو، مگر اس کی کوئی علت اور وجہ نہیں معلوم ہوتی ابلیس ہی کو لو کہ اس نے آدمؑ کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور

ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بناء پر چنانچہ اس نے آدمؑ سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے۔

کہ یونہی خوش حال قوموں کے مالدار لوگ اپنی نعمتوں پر اتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ "ہم مال و اولاد میں بڑھے ہوئے ہیں ہمیں کیونکر عذاب کیا جاسکتا ہے"۔ اب اگر تمہیں فخر ہی کرنا ہے تو اس کی پاکیزگی اخلاق، بلند کردار اور حسن سیرت پر فخر و ناز کرو کہ جس میں عرب گھرانوں کے باعظمت و بلند ہمت سرداران قوم اپنی خوش اطواریوں، بلند پایہ دانائیوں، اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے تم بھی ان قابل ستائش خصلتوں کی طرفداری کرو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کرنا، عہد و پیمان کو نباہنا، نیکوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت کرنا حسن سلوک کا پابند اور ظلم و تعدی سے کنارہ کش رہنا خونریزی سے پناہ مانگنا، خلق خدا سے عدل و انصاف برتنا، غصہ کو پی جانا زمین میں شرانگیزی سے دامن بچانا تمہیں ان عذابوں سے ڈرنا چاہیئے جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور (اپنے) اچھے اور برے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کہ کہیں تم بھی انہی کے ایسے نہ ہو جاؤ۔

اگر تم نے ان کی دونوں (اچھی بری) حالتوں پر غور کر لیا ہے تو پھر ہر اس چیز کی پابندی کرو جس کی وجہ سے عزت و برتری نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا اور دشمن ان سے دور دور رہے اور عیش و سکون کے دامن ان پر پھیل گئے اور نعمتیں سرنگوں ہو کر ان کے ساتھ ہولیں اور عزت و سرفرازی نے اپنے بندھن ان سے جوڑ لئے (وہ کیا چیزیں تھیں؟) یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق و یک جہتی پر قائم رہے اسی پر ایک دوسرے کو ابھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش کرتے تھے اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جس نے ان کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت و توانائی کو ضعف سے بدل دیا (اور وہ یہ تھا) کہ انہوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا ایک دوسرے کی مدد سے پیٹھ پھرالی اور باہمی تعاون سے ہاتھ اٹھالیا اور تم کو لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد مبتلائے تعب و مشقت اور دنیا جہاں سے زیادہ تنگی و ضیق کے عالم میں نہ تھے؟ کہ جنہیں دنیا کے فرعون نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انہیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ و تسلط کی قہر سامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے نہ انہیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کد و کاوش سے صبر کئے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لیے مصیبت و ابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی ذلت کو عزت اور خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر

سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے اور انہیں امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔

غور کرو! کہ جب ان کی جمعیتیں یک جا، خیالات یکسو اور دل یکساں تھے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دوسرے کی معین و مددگار تھیں، اور ان کی بصیرتیں تیز اور ارادے متحد تھے تو اس وقت ان کا عالم کیا تھا کیا وہ اطراف زمین میں فرمانروا اور دنیا والوں کی گردنوں پر حکمران نہ تھے اور تصویر کا یہ رخ بھی دیکھو کہ جب ان میں پھوٹ پڑ گئی یکجہتی درہم و برہم ہوگئی ان کی باتوں اور دلوں میں اختلافات کے شاخسانے پھوٹ نکلے اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ جتھے بن کر ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے تو ان کی نوبت یہ ہوگئی کہ اللہ نے ان سے عزت و بزرگی کا پیراہن اتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں ان سے چھین لیں اور تمہارے درمیان ان کے واقعات کی حکایتیں عبرت بن کر رہ گئیں۔

(اب ذرا) اسماعیلؑ کی اولاد اسحاقؑ کے فرزندوں اور یعقوبؑ کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو حالات کتنے ملتے ہوئے ہیں اور طور طریقے کتنے یکساں ہیں۔

ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صورت میں جو واقعات رونما ہوئے، ان میں فکر و تامل کرو کہ جب شاہان عجم اور سلاطین روم ان پر حکمران تھے وہ انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں، عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے خاردار جھاڑیوں، ہواؤں کی بے روک گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے اور آخر انہیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے ان کے گھر بار دنیا جہاں سے بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھے، نہ ان کی کوئی آواز تھی جس کے پر و بال کا سہارا لیں، نہ انس و محبت کی چھاؤں تھی جس کے بل بوتے پر بھروسا کریں ان کے حالات پراگندہ ہاتھ الگ الگ تھے کثرت و جمعیت بٹی ہوئی، جانگداز مصیبتوں اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھے یوں کہ لڑکیاں زندہ درگور تھیں، گھر گھر مورتی کی پوجا ہوتی تھی، رشتے ناطے توڑے جا چکے تھے اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری تھی۔ (خ 190/526)

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے: وہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے ان کے مقابلے کے لیے (گھوڑوں کے) پیر جم نہ سکیں گے اور نہ ان کے جھنڈے پلٹائے جا سکیں گے وہ تمہارے پاس اس طرح آئیں گے کہ ان کی لگامیں چڑھی ہوں گی اور ان پر پالان کسے ہوں گے ان کا پیش رو انہیں تیزی سے ہنکائے گا اور سوار ہونے والا انہیں ہلکان کردے گا وہ لوگ اس قوم سے ہیں جن کے حملے سخت ہوتے ہیں اور لوٹ کھسوٹ کم ان سے وہ قوم فی سبیل اللہ جہاد کرے گی جو متکبروں کے نزدیک پست اور ذلیل، زمین میں گمنام اور آسمان میں جانی پہچانی ہوئی ہوگی۔ (خ 100/308)

جن سے دوری اختیار کرتا ہے یہ زہد و پاکیزگی کے لیے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی

بنا پر ہے۔(خ 191/557)

کیا تم یہ آس لگائے بیٹھے ہو کہ اللہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے گا؟ حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو؟ اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لیے قرار دے گا؟ حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا۔ والسلام (ر 21/680)

یا پھر اسے دیکھو جسے اللہ نے ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل و صورت منجمد خون تھا (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حد رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا اللہ نے اسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر ہدایت سے بھڑک اٹھا اور اندھا دھند بھٹکنے لگا اس طرح کہ رندی و ہوسنا کی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط و طرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا آخر انہیں شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اسے بیہودگیوں میں گزار گیا نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ، بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں اور بیقراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا پھر اسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل و حرکت کا پابند رہا پھر اسے تختے پر ڈالا گیا اس عالم میں کہ وہ محنت و مشقت سے خستہ حال اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا اسے سہارا دینے والے، نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز و اقارب) پلٹ آئے تو اسے قبر کے گڑھے میں اٹھا کر بٹھا دیا گیا فرشتوں کے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں

داخل ہوتا ہے اور دوزخ کی لپیٹیں اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں نہ اس میں راحت کے لئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے لئے کچھ دیر کے لئے بچاؤ ہے نہ روکنے والی کوئی قوت ہے اور نہ اب سکون دینے والی موت، نہ تکلیف کو بھلا دینے کے لئے نیند بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے اور انہیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے اور وقت دیا گیا تو انہوں نے وقت غفلت میں گزار دیا اور صحیح وسالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے انہیں لمبی مہلت دی گئی تھی، اچھی اچھی چیزیں بھی انہیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انہیں ڈرایا بھی گیا تھا اور بڑی چیزوں کے ان سے وعدے بھی کئے گئے تھے (تو اب تم ہی) ورطۂ ہلاک میں ڈالنے والے گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی خطاؤں سے بچتے رہو۔ (خ 81/249)

اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش ومتکبر لوگوں کو حاصل تھا پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے۔ (ر 27/689)

ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائد کے لیے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو۔ (ر 31/719)

اور نماز کو رعونت سے بچانے کے لیے فرض کیا۔ (ح 252/883)

اور مجھے تعجب ہے اس پر کہ جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر اس کے وجود میں شک کرتا ہے۔ (ح 26/847)

حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں اور بد کرداری تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔ (ح 371/926)

فخر وسر بلندی کو چھوڑو، تکبر وغرور کو مٹاؤ اور قبر کو یاد رکھو۔ (ح 398/933)

23

ادب

اے لوگو! ایک تو میرا تم پر حق ہے اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں اور تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاہل نہ ہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں جس پر تم عمل کرو۔(خ 34/186)

وہ قوم اللہ (کے احکام) سے کتنی جاہل ہے کہ جس کا پیشرو معاویہ اور معلم نابغہ کا بیٹا ہے۔(خ 178/483)

اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاء اپنی امتوں کو کرتے چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیاء بعد والوں تک پہنچایا کئے ہیں میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا مگر تم سیدھے نہ ہوئے اور زجر و توبیخ سے تمہیں ہنکایا لیکن تم یکجا نہ ہوئے اللہ تمہیں سمجھے کیا میری علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا ہے: ''وہ حکمت کی سپر پہنے ہوگا اور اس کو اس کے تمام شرائط و آداب کیساتھ حاصل کیا ہوگا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اس کی اچھی طرح شناخت ہو''۔(خ 180/489)

وہ تند خو اوباش اور کمینے بدقماش ہیں کہ جو ہر طرح سے اکٹھا کر لیے گئے ہیں اور مخلوط النسب لوگوں میں سے چن لیے گئے ہیں وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جہالت کی بناء پر اس قابل ہیں کہ انہیں (ابھی اسلام کے متعلق) کچھ بتایا جائے اور شائستگی سکھائی جائے (اچھائی اور برائی کی تعلیم) دی جائے اور (عمل کی) مشق کرائی جائے اور ان پر کسی نگران کو چھوڑا جائے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے۔(ک 235/643)

اے فرزند! آج میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل و رائے کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند

ہوتا ہے، جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب و مشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ ہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔

اے فرزند! اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا، ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی، یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں بلکہ ان سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے چنانچہ میں نے صاف کو گندلے کر اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لیے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے کہ جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم وتربیت اس حالت میں ہو کہ تم نو عمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے، تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہو گئے ہیں باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہوا اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی راہنمائی کرے گا ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیت نامہ لکھتا ہوں۔ (ر31/705)

اور کشادہ روئی محبت ودوستی کا پھندا ہے۔ (ح4/810)

ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں۔ (ح54/826)

نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جن چیزوں کو دوسروں کے لیے برا سمجھتے ہو ان سے بچ کر رہو۔ (ح365/923)

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے اور جو اپنے نفس کی تعلیم تادیب کرلے، وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والے سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔(ح73/829)

ایک حق فرزند کا باپ پر ہوتا ہے اور ایک حق باپ کا فرزند پر ہوتا ہے باپ کا فرزند پر یہ حق ہے کہ وہ وائے اللہ کی معصیت کے ہر بات میں اس کی اطاعت کرے اور فرزند کا باپ پر یہ حق ہے کہ اس کا نام اچھا تجویز کرے، اچھے اخلاق و آداب سے آراستہ کرے اور قرآن کی اسے تعلیم دے۔(ح399/933)

تمہارے نفس کی آراستگی کے لیے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کے لیے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو۔(ح412/937)

24 نفاق اور منافق

تم پست اخلاق وعہد شکن ہو تمہارے دین کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ تمہاری سرزمین کا پانی تک شور ہے تم میں اقامت کرنے والا نااہلوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے اور تم میں سے نکل جانیوالا اپنے پروردگار کی رحمت کو پالینے والا ہے۔ (ک13/132)

جان لو کہ کسی کو قرآن (کے تعلیمات) کے بعد (کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے) سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور اپنی مصیبتوں پر اسے مدد مانگو اس میں کفر ونفاق اور ہلاکت وگمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شفا پائی جاتی ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس کی دوستی کو لیے ہوئے اس کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ یقیناً بندوں کے لیے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔

خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گزرتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات مضر ہے۔ (خ174/473,475)

"ذم افراد الخاص" کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔ (ک19/19)

اے خدا کے بندو! میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی چوکنا کیے دیتا ہوں کیونکہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے بے راہ اور بے راہروی پر لگانے والے ہیں وہ مختلف رنگ اور ہر بات میں جداگانہ پینترا بدلتے ہیں اور (تمہیں ہم) خیال بنانے کے لئے ہر قسم کے مکروفریب کے اڑانوں کا سہارا دیتے ہیں اور ہر گھاٹ کی جگہ میں تمہاری تاک لگائے بیٹھے ہیں ان کے دل (نفاق کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک وصاف ہیں وہ اندر ہی

اندر چالیں چلتے ہیں اور (بہکانے کے لیے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جس طرح مرض چپکے سے سرایت کرتا ہے ان کے طور طریقے دوا، باتیں شفا اور کرتوت دردِ بے درماں ہیں (دوسروں کی) خوشحالی پر جلنے والے انہیں مصیبت میں پھنسانے کے لیے جدوجہد کرنے والے اور انہیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں۔

ہر راہ گذر پر ان کا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم کے لیے ان کی (آنکھوں میں مگرمچھ کے) آنسو ہیں ایک دوسرے کی قرضہ کے طور پر مدح و ستائش کرتے ہیں اور اس کا بدلہ دیئے جانے کی آس لگائے رکھتے ہیں اگر مانگتے ہیں تو لپٹ ہی جاتے ہیں اور برا بھلا کہنے پر آتے ہیں تو پھر رسوا کر کے چھوڑتے ہیں اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہروی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں انہوں نے ہر حق کے مقابلہ میں کج، ہر زندہ کے لیے قاتل ہر در کے لیے کلید اور ہر رات کے لیے چراغ مہیا کر رکھا ہے وہ بے آسی میں آس پیدا کر لیتے ہیں کہ جس سے اپنے بازار جمائیں اور اپنے مال کو رواج دیں غلط بات کو صحیح بات کے انداز میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں انہوں نے (اپنے لیے) تو راستے آسان بنا رکھے ہیں اور دوسروں کے لیے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں (جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ) ''یہ شیطان کا گروہ ہے اور جانے رہو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے''۔ (خ 192/559)

ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنالیتا ہے نہ گناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نہ کسی افتاد میں پڑنے سے جھجکتا ہے وہ جان بوجھ کر رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھتا ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو اس سے نہ کوئی حدیث قبول کرتے اور نہ اس کی بات کی تصدیق کرتے لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہؐ کا صحابی ہے اس نے آنحضرت کو دیکھا بھی ہے اور ان سے حدیثیں بھی سنی ہیں اور آپؐ سے تحصیل علم بھی کی ہے چنانچہ وہ (بے سوچے سمجھے) اس بات کو قبول کر لیتے ہیں حالانکہ اللہ نے تمہیں منافقوں کے متعلق خبر دے رکھی ہے اور ان کے رنگ ڈھنگ سے بھی تمہیں آگاہ کر دیا ہے پھر وہ رسولؐ کے بعد بھی باقی و برقرار رہے اور کذب و بہتان کے ذریعہ گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کا بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسوخ پیدا کیا چنانچہ انہوں نے ان کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اور ان کے ذریعے سے اچھی طرح دنیا کو حلق میں اتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور دنیا (والوں) کا ساتھ دیا کرتے ہیں مگر سوا ان (معدودے چند افراد کے) کہ جنہیں اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے چار میں سے ایک تو یہ ہوا۔ (ک 208/589)

ان کے عالم منافق اور ان کے واعظ چاپلوس ہیں۔ (ک 230/638)

اس عہد نامہ کا ایک حصہ یہ ہے: ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبرؐ کا دوست اور پیغمبرؐ کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے مجھ

سے رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی وجہ سے ذلیل و خوار کرے گا (کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھریگا) بلکہ مجھے تمہارے لیے ہر اس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے کہتا وہ ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم برا جانتے ہو۔ (ر 27/691)

اگر میں مومن کی ناک پر تلواریں لگاؤں کہ وہ مجھے دشمن رکھے تو جب بھی وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے گا اور اگر تمام متاع دنیا کافر کے آگے ڈھیر کر دوں کہ وہ مجھے دوست رکھے تو بھی وہ مجھے دوست نہ رکھے گا اس لیے کہ یہ وہ فیصلہ ہے جو پیغمبر امیؐ کی زبان سے ہو گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا اے علیؑ! کوئی مومن تم سے دشمنی نہ رکھے گا اور کوئی منافق تم سے محبت نہ کرے گا۔ (ح 45/824)

حکمت کی بات جہاں کہیں ہو اسے حاصل کرو کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے لیکن جب تک اس (کی زبان) سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔ (ح 79/832)

حکمت مومن ہی کی گم شدہ چیز ہے اسے حاصل کرو اگرچہ منافق سے لینا پڑے۔ (ح 80/832)

25 عجب اور خود پسندی

یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔ (ر 31/712)

اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا کیونکہ شیطان کو جو مواقع میسر ملا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکو کاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔ (ر 53/775)

اور سب سے بڑی وحشت وغرور و خود بینی ہے۔ (ح 38/821)

اور حیاء و صبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں۔ (ح 113/843)

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حریفوں میں سے ہے۔ (ح 113/873)

حلم اور حلیم

26

وہ برباد بنے ہوئے بے خبر پڑے ہیں۔(خ109/333)

خدا کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں جن کے خیالات مبارک اور عقلیں ٹھوس تھیں۔(خ114/344)

اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔(خ158/429)

اس کے حلم کا درجہ بلند ہے چنانچہ اس نے گنہگاروں سے درگزر کیا۔(خ189/523)

خداوند عالم نے گزشتہ امتوں کو محض اس لیے اپنی رحمت سے دور رکھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے منہ موڑ چکے تھے چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکاب گناہ کی وجہ سے اور دانشمندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے۔

دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند، عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں۔(خ190/543,554)

بردباری کے ساتھ دانائی دیکھو گے۔

اس کے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے۔(خ190/555,556)

ان کا حلم ان کے علم کا پتہ دیتا ہے۔(خ236/644)

تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے جس کا پردہ چاک ہے جو اپنے پاس بٹھا کر شریف انسان کو بھی داغدار اور سنجیدہ اور بردبار شخص کو بیوقوف بناتا ہے تم اس کے پیچھے لگ گئے اور اس کے بچے کھچے ٹکڑوں کے خواہشمند ہو گئے۔(ر39/729)

فوج کا سردار اس کو بنانا جو اپنے اللہ کا اور اپنے رسول کا اور تمہارے امام کا سب سے زیادہ خیرخواہ ہو، سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور بردباری میں نمایاں ہو جلد غصہ میں نہ آجاتا ہو عذر معذرت پر مطمئن ہو جاتا ہو کمزوروں پر رحم کھاتا ہو اور طاقتوروں کے سامنے اکڑ جاتا ہو، نہ بدخوئی اسے جوش میں لے آتی ہو اور نہ پست ہمتی اسے بٹھا دیتی ہو۔(ر53/761)

تمہارا خط مجھے ملا ہے ایسا کہ جس میں قسم قسم کی بے جوڑ باتیں ہیں جن سے صلح دامن کے مقد کو کوئی تقویت نہیں پہنچ سکتی

اور اس میں ایسے خرافات ہیں کہ جن کے تانے بانے کو علم و دانائی سے نہیں بنا۔(ر 65/795)

اور غصہ کے وقت بردباری اختیار کرو اور دولت و اقتدار کے ہوتے ہوئے معاف کرو تو انجام کی کامیابی تمہارے ہاتھ رہے گی۔(ر 69/800)

بردبار جاہل سب اس کے پابند رہیں گے۔(ر 74/805)

اور عدل کی چار شاخیں ہیں؛ تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری چنانچہ جس نے غور و فکر کیا وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔(ح 31/819)

بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ اور حلم بڑا ہو۔(ح 94/836)

حلم کے مانند کوئی عزت نہیں۔(ح 113/843)

بردبار کو اپنی بردباری کا پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جہالت دکھانے والے کے خلاف اس کے طرفدار ہو جاتے ہیں۔(ح 206/871)

اگر تم بردبار نہیں ہو تو بظاہر بردبار بننے کی کوشش کرو کیونکہ ایسا کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی جماعت سے شباہت اختیار کرلے اور ان میں سے نہ ہو جائے۔(ح 207/871)

اور سر پھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔(ح 224/876)

ارشاد الٰہی ہے کہ "مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ان لوگوں پر ایسا فتنہ نازل کروں گا جس میں حلیم و بردبار کو حیران و سرگردان چھوڑ دوں گا چنانچہ وہ ایسا ہی کرے گا ہم اللہ سے غفلت کی ٹھوکروں سے عفو کے خواستگار ہیں۔(ح 369/925)

حلم و تحمل ایک پورا قبیلہ ہے۔(ح 418/939)

حلم و تحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے لہٰذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بردباری سے چھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔(ح 424/941)

بردباری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہیں۔(ح 460/950)

27

خودستائی کی مذمت

اس موقعہ پر آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طویل گفتگو کی جس میں حضرتؑ کی بڑی مدح وثنا کی اور آپؑ کی باتوں پر کان دھرنے اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کیا، تو آپؑ نے فرمایا جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہوا سے سزاوار ہے کہ اس جلالت وعظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کیے ہوں اس لیے کہ جتنا اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اتنا ہی اس پر اللہ کا حق زیادہ ہوگا نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صورت حال یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر وسربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات کبر وغرور پر محمول ہوسکیں مجھے یہ تک ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم وگمان بھی گزرے کہ میں بڑھ چڑھ کر سراہے جانے یا تعریف سننے کو پسند کرتا ہوں بحمد اللہ! کہ میں ایسا نہیں ہوں اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت وبزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا وہی اہل ہے یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح وثناء کو خوشگوار سمجھا کرتے ہیں (لیکن) میری اس پر مدح وستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہوا ہوں کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے کہ جنہیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا اور ان فرائض کا ابھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو جیسی جابر وسرکش فرمانرواؤں سے کی جاتی ہیں اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو جس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نکلتا ہو میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کیے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو اسے حق وانصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہوگا تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو کیونکہ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطاء کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ

اختیار رکھتا ہے ہم اور تم اسی رب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے اسی نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر جس میں ہم ہیں تھے بہبودی کی راہ پر لگایا اور اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔ (خ 214/606)

یا معاویہ!

اور اگر خداوند عالم نے خودستائی سے نہ روکا ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ (ر 28/693)

یا مالکؒ!

پرہیزگاروں اور راستبازوں سے اپنے کو وابستہ رکھنا پھر انہیں اس کا عادی بنانا تا کہ وہ تمہارے کسی کارنامہ کے بغیر تمہاری تعریف کر کے تمہیں خوش نہ کریں کیونکہ زیادہ مدح سرائی غرور پیدا کرتی ہے اور سرکشی کی منزل سے قریب کر دیتی ہے۔
معاملات کی تحقیق میں بڑے صبر وضبط سے کام لیتا ہو اور جب حقیقت آئینہ ہو جاتی ہو تو بے دھڑک فیصلہ کر دیتا ہو وہ ایسا ہو جسے سراہنا مغرور نہ بنائے اور تانا جنبہ داری پر آمادہ نہ کر دے اگرچہ ایسے لوگ کم ہی ملتے ہیں۔
اور دیکھو خود پسندی سے بچتے رہنا اور اپنی جو باتیں اچھی معلوم ہوں ان پر اترانا نہیں اور نہ لوگوں کے بڑھا چڑھا کر سراہنے کو پسند کرنا کیونکہ شیطان کو جو مواقع ملا کرتے ہیں ان میں یہ سب سے زیادہ اس کے نزدیک بھروسے کا ذریعہ ہے کہ وہ اس طرح نیکوکاروں کی نیکیوں پر پانی پھیر دے۔ (ر 53/758)

عشق

28

میں خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں تیرے اس بہترین سلوک کی بنا پر جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل نہریں، کھیت اور پھل مہیا کیے ہیں پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا، مگر نہ انہوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی اور نہ ان چیزوں کی طرف راغب ہوئے جن کی تو نے رغبت دلائی تھی اور نہ ان چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا وہ تو اسی مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت آبرو گنوار ہے تھے اور اس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبت کرتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے اور دنیا نے اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کا نفس اس پر مرمٹا ہے یہ دنیا کا اور ان لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی وہ دنیا ہے بندہ و غلام بن گیا ہے جدھر وہ مڑتی ہے ادھر یہ مڑتا ہے، جدھر اس کا رخ ہوتا ہے ادھر ہی اس کا رخ ہوتا ہے نہ اللہ کی طرف سے کسی روکنے والے کے کہنے سننے سے وہ رکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے حالانکہ وہ ان لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنہیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا کہ جہاں ان کے تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ چیزیں ان پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے اور کس طرح اس دنیا سے جدائی (کی گھڑی سامنے) آ گئی کہ جس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (خ107/323)

29

عورتیں

اے اہل عراق! تم اس حاملہ عورت کے مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد حمل کے دن پورے کرے، تو مرا ہوا بچہ گرا دے اور اس کا شوہر بھی مر چکا ہو اور رنڈاپے کی مدت بھی دراز ہو چکی ہو اور (قریبی نہ ہونے کی وجہ سے) دور کے عزیز ہی اس کے وارث ہوں۔ (خ 64/228)

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام کے دور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا پڑتا ہے ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور حصہ ونصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہا کرو تم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو تا کہ آگے بڑھ کر وہ بری باتوں کے منوانے پر نہ اتر آئیں۔ (خ 78/237)

اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اٹھانا ہی ہوتا ہے۔ (خ 151/414)

اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا، چاہے وہ تمہاری عزت و آبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں کیونکہ ان کی قوتیں ان کی جانیں اور ان کی عقلیں کمزور وضعیف ہوتی ہیں ہم (پیغمبرؐ کے زمانہ میں بھی) مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں اگر جاہلیت میں بھی کوئی شخص کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اس کو اور اس کے بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔ (وص 14/669)

عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیور ہونا ایمان ہے۔ (ح 124/846)

تم ایک عورت کی سپاہ اور ایک چوپائے کے تابع ہو وہ بلبلایا تو تم لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور وہ زخمی ہوا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔ (ک 13/132)

تو تم ابن ابی طالبؑ سے ایسے شرمناک طریقے پر علیحدہ ہو جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے۔ (خ 95/300)

قبیلہ بنی مخزوم قریش کا مہکتا ہوا پھول ہیں ان کے مردوں سے گفتگو اور ان کی عورتوں سے شادی پسندیدہ

ہے۔(ح120/844)

کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں اس رونے چلانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے؟(ح322/914)

عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا اور اور بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں عورت کو اس کے ذاتی مور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے، وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے اس کا پاس ولحاظ اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے بے محل شبہہ بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی و بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لیے ایک کام معین کر دو جس کی جواب دہی اس سے کر سکو اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو کیونکہ وہ تمہارے ایسے پر و بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو اور تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو۔(وص31/721)

عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کے لپٹنے میں بھی مزہ آتا ہے۔(ح61/827)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا۔

ایسے زمانہ میں حکومت کا دارومدار عورتوں کے مشورے ورائے پر ہوگا۔(ح102/838)

اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے۔(ح136/852)

عورتوں کی بہترین خصلتیں وہ ہیں؛ جو مردوں کی بدترین صفتیں ہیں غرور، بزدلی اور کنجوسی اس لیے کہ عورت جب مغرور ہوگی، تو وہ کسی کو اپنے نفس پر قابو نہ دے گی اور کنجوس ہوگی، تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گا اور بزدل ہوگی تو وہ ہر اس چیز سے ڈرے گی جو اسے پیش آئے گی۔(ح234/879)

عورت سراپا برائی ہے اور سب سے بڑی برائی اس میں یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔(ح238/880)

تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس موجود تھا بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص بھی موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں عنقریب زمانہ انہیں ظاہر کرے گا اور ان سے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔(ک12/131)

خدا کی قسم! اگر مجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صرف کیا جا چکا ہوتا تو اسے بھی واپس پلٹا لیتا چونکہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں وسعت ہے اور جسے عدل کی صورت میں تنگی محسوس ہوا سے ظلم کی صورت میں اور زیادہ تنگی محسوس ہوگی۔ (ک 15/140)

ہرگز نہیں ابھی تو وہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے شکموں میں موجود ہیں۔ (خ 59/215)

رہیں فلاں تو ان میں عورتوں والی کم عقلی آ گئی ہے اور لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کینہ وعناد ان کے سینہ میں جوش مار رہا ہے۔ (ک 154/420)

وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے۔ (خ 184/508)

ہم میں سردار زنان عالمیانؑ اور تم میں حمالۃ الحطب ہیں۔ (ر 28/694)

تم ان یتیموں مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی، کنیزیں خریدتے ہو اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو۔ (ر 41/732)

جب آپؑ نے لڑنے کے لیے لشکر روانہ کیا تو اسے رخصت کرتے وقت فرمایا: جہاں تک بن پڑے عورتوں سے عاذب رہو۔

(سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ) اس کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کی یاد میں کھو نہ جاؤ اور ان سے دل لگانے اور ان سے مقاربت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ چیز بازوئے حمیت میں کمزور اور عزم کی پختگیوں میں سستی پیدا کرنے والی ہے اور دشمن کے مقابلہ میں کمزور اور جنگ میں سعی وکوشش سے روگردان کرنے والی ہے اور جو شخص کسی چیز سے منہ پھیر لے اس کے لیے کہا جاتا ہے کہ "اعـزب عـنـه" (وہ اس سے الگ ہوگیا) اور جو کھانا پینا چھوڑ دے اسے عـاذب اور عـذوب کہا جاتا ہے۔ (حدیثہ 7/893)

وارد ہوا ہے کہ حضرتؑ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے سامنے سے ایک حسین عورت کا گزر ہوا جسے ان لوگوں نے دیکھنا شروع کیا جس پر حضرت نے فرمایا:

"ان مردوں کی آنکھیں تاکنے والی ہیں اور یہ نظر بازی ان کی خواہشات کو برانگیختہ کرنے کا سبب ہے لہٰذا اگر تم میں سے کسی کی نظر ایسی عورت پر پڑے کہ جو اسے اچھی معلوم ہو تو اسے اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ عورت بھی عورت کے مانند ہے یہ سن کر ایک خارجی نے کہا کہ خدا اس کافر کو قتل کرے یہ کتنا بڑا فقیہ ہے یہ سن کر لوگ اسے قتل کرنے اٹھے حضرتؑ نے فرمایا کہ ٹھہرو! زیادہ سے زیادہ گالی کا بدلہ گالی سے ہو سکتا ہے یا اس کے گناہ ہی سے درگزر نہ کرو۔

(ح420/939)

جب لڑکیاں نص الحقائق کو پہنچ جائیں تو ان کے لیے دوہیالی رشتہ دار زیادہ حق رکھتے ہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ نص الحقائق کی جگہ نص الحقاق بھی وارد ہوا ہے نص چیزوں کی انتہا اور ان کی آخری حد کو کہتے ہیں جیسے چوپایہ کی وہ انتہائی رفتار کہ جو وہ دوڑ سکتا ہے 'نص' کہلاتی ہے اور یونہی "نصصت الرجل عن الامر" اس موقع پر کہا جائے گا جب کسی شخص سے پوری طرح پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس سے سب کچھ اگلوا لیا ہو، تو حضرتؑ نے "نص الحقاق" سے حد کمال تک پہنچا مراد لیا ہے کہ جو بچپن کی حد آخر اور وہ زمانہ ہوتا ہے کہ کم سن کم سنی کے حدود سے نکل کر بڑوں کی صف میں داخل ہوتا ہے اور یہ بلوغ کے لیے نہایت فصیح اور بہت عجیب کنایہ ہے حضرتؑ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب لڑکیاں اس حد تک پہنچ جائیں تو دوہیالی رشتہ دار جب کہ وہ محرم بھی ہوں جیسے بھائی اور چچا وہ ان کا رشتہ کہیں کرنا چاہیں تو وہ ان کی ماں سے زیادہ رشتہ کے انتخاب کا حق رکھتے ہیں اور حقاق سے (لڑکی کی) ماں کا دوہیالی رشتہ داروں سے جھگڑنا مراد ہے اور ہر ایک کا اپنے کو دوسرے سے زیادہ حق دار ثابت کرنا ہے اور اسی بروزن ہے۔ "حاقفته حقاقا" یعنی میں نے اس سے لڑائی جھگڑا کیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بلوغ عقل اور حد رشد و کمال تک پہنچنا ہے کیونکہ حضرتؑ نے وہ زمانہ مراد لیا ہے کہ جس میں لڑکی پر حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں اور جس نے نص الحقائق کی روایت کی ہے اس نے 'حقائق' کو حقیقت کی جمع لیا ہے۔

یہ مفاد ہے اس کا جو ابوعبیدہ قاسم ابن سلام نے کہا مگر میرے خیال میں اس مقام پر نص الحقاق سے مراد یہ ہے کہ لڑکیاں اس حد تک پہنچ جائیں کہ جس میں ان کے لیے عقد اور اپنے حقوق کا خود استعمال جائز ہوتا ہے اس طرح اسے سہ سالہ اونٹنیوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حقائق حق اور حقہ کی جمع ہے یہ اس اونٹنی اور اونٹ کو کہتے ہیں جو تین سال ختم کرنے کے بعد چوتھے سال میں داخل ہو اور اونٹ اس عمر میں سواری اور تیز دوڑانے کے قابل ہو جاتے ہیں اور حقائق بھی حقہ کی جمع ہے اس بنا پر دونوں روایتوں کے ایک ہی معنی ہوں گے اور یہ معنی جو ہم نے بیان کیے ہیں پہلے معنی سے زیادہ اسلوب کلام عرب سے میل کھاتے ہیں۔ (حدیث 4/891)

وارد ہوا ہے کہ جب حضرتؑ صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ پہنچے تو قبیلہ شبام کی آبادی سے ہو کر گزرے جہاں صفین کے کشتوں پر رونے کی آواز آپؑ کے کانوں میں پڑی اتنے میں حرب ابن شرجیل شبامی جو اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے، حضرتؑ کے پاس آئے تو آپؑ نے اس سے فرمایا کیا تمہارا ان عورتوں پر بس نہیں چلتا جو میں رونے کی آوازیں سن رہا ہوں اس رونے چلانے سے تم انہیں منع نہیں کرتے حرب آگے بڑھ کر حضرت کے ہمرکاب ہو لیے درآنحالیکہ حضرتؑ سوار تھے تو آپؑ نے فرمایا پلٹ جاؤ تم ایسے آدمی کا مجھ ایسے کے ساتھ پیادہ چلنا والی کے لیے فتنہ اور مومن کے لیے ذلت ہے۔ (ح322/914)

30

دعا کیا ہے؟

اچھے اعمال بجا لے آؤ ابھی جبکہ اعمال بلند ہو رہے ہیں تو یہ فائدہ دے سکتی ہے۔ (خ227/634)

اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کو جن پر وہ مامور تھے ورانہوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت و اعتراف گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے تسلی و تسکین کا ان پر درود ہو آسمان کے دروازے ان کے لیے مہیا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفرین کرتا ہو وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں وہ اس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلت و پستی میں جکڑے ہوئے ہوں غم و اندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ و بکا کی کثرت نے ان کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجہ و راغب کرے وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید پھرتے ہیں۔ (ک219/619)

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اس نے تم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یونہی کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے جو نعمتیں اس نے تمہیں دی ہیں ان کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تم پر کئے ہیں اس کا شمار جانتا ہے اس سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو اس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ اس سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو تمہارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمہارے لیے اس کا دروازہ بند ہے وہ ہر جگہ اور ہر ساعت و ہر آن اور ہر جن و انسان کے ساتھ موجود ہے نہ جود و سخا سے اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے اور نہ داد و دہش سے اس کے ہاں کمی ہوتی ہے نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو ختم کر

سکتے ہیں نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے نہ ایک طرف التفات دوسروں سے اس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویت دوسری آواز سے اسے بے خبر بناتی ہے نہ اسے بیک وقت ایک نعمت کا دینا دوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب (کے شرارے) رحمت (کے فیضان) سے اسے روکتے ہیں اور نہ لطف و کرم اسے تنبیہ و عقاب سے غافل کرتا ہے، اس کی ذات کی پوشیدگی اس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات سے پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہیں وہ قریب پھر بھی دور ہے اور بلند نزدیک ہے، وہ ظاہر مگر اسی کے ساتھ باطن وہ پوشیدہ مگر آشکار ہے وہ جزا دیتا ہے مگر اسے جزا نہیں دی جا سکتی اس نے خلقت کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے ان سے مدد لینے کا محتاج ہے۔(خ 193/561)

دعاؤں سے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے یہ میرے وہ بھائی تھے جو دنیا سے گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔(خ 119/349)

اور دعا کو سپر بنایا۔(ح 104/839)

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے رسول اللہؐ پر درود بھیجو پھر اپنی حاجت مانگو کیونکہ خداوند عالم اس سے بلند تر ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں وہ ایک پوری کر دے اور ایک روک لے۔(ح 361/923)

ایسا نہیں ہے کسی بندے کے لیے دعا کا دروازہ کھولے اور در قبولیت کو اس کے لیے بند رکھے۔(ح 435/944)

ایسا شخص جو سختی و مصیبت میں مبتلا ہو جتنا محتاج دعا ہے اس سے کم وہ محتاج نہیں ہے کہ جو اس وقت خیر و عافیت سے ہے مگر اندیشہ ہے کہ نہ جانے کب مصیبت آ جائے۔(ح 302/908)

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بد کردار تم پر مسلط ہو جائیں گے پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہو گی۔(وص 47/749)

اگر بیمار پڑتے ہیں تو پشیمان ہوتے ہیں جب بیماری سے چھٹکارا پاتے ہیں تو اترانے لگتے ہیں، جب عمل کرتے ہیں تو اس میں سستی کرتے ہیں اور جب مانگنے پر آتے ہیں تو اصرار میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔(ح 150/858)

یقین رکھو کہ جس کے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ وہ دے رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کیے جو تمہیں روکتے ہوں نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے

لیے لاؤ تب ہی کام ہوا اور تم نے گناہ کیے ہوں تو اس نے تمہارے لیے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ وانابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اس نے تمہیں رسوا کیا کہ جہاں تمہیں رسوا ہی ہونا چاہیے تھا اور نہ اس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جب بھی اسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو، وہ جان لیتا ہے تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو اور اسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی جسمانی صحت وتوانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو اس کی رحمت کے جھالوں کو برسا لو ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو، تو اس سے ناامید نہ ہو اس لیے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمہیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں، تو تمہارا دین تباہ ہو جائے لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لیے رہے گا اور نہ تم اس کے لیے رہو گے۔(ر31/712)

اور دعا سے مصیبت و ابتلاء کی لہروں کو دور کرو۔(ح146/854)

جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا، جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔(ح135/852)

31

امیر المومنینؑ کی دعائیں

ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت نیکوں کی ہمدمی اور انبیاء کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ وہ مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں ان سے وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں ان سے مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی اور برا حاکم دے خدایا ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔ (خ 25/163)

اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے دلوں کو اچھی اور بری فطرت پر پیدا کرنے والے۔

اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے اپنے عبد اور رسول محمد ﷺ کے لئے جو پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے اور بند (دلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے جیسا ان پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا اس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے، نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لئے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لئے راستہ روشن کر دیا فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ ہی کی وجہ سے ہدایت پائی انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کئے روشن و تابندہ احکام جاری کئے وہ تیرے امین معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبر برحق اور خلق کی طرف فرستادہ رسولؐ تھے۔

خدایا! ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع و کشادہ بنا اور اپنے فضل سے انہیں دھرے حسنات عطا کر خداوندا تمام بنیاد قائم کرنے والوں کی عمارت پر ان کی بنا کردہ عمارت کو فوقیت عطا کر اور انہیں باعزت مرتبے سے سرفراز کر اور ان کے نور کو پورا پورا فروغ دے اور انہیں رسالت کے صلہ میں شہادت کی قبولیت و پذیرائی اور قول و سخن کی پسندیدگی عطا کر جب کہ آپؐ کی باتیں سراپا عدل اور فیصلے حق و باطل کو چھانٹنے والے ہیں، اے اللہ! ہمیں بھی ان کے ساتھ خوش گوار و پاکیزہ زندگی اور منزل نعمات

میں یکجا کر اور مرغوب و دل پسند خواہشوں اور لذتوں اور آسائش و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں شریک بنا۔ (خ 70/229)

اے اللہ! تو ان چیزوں کو بخش دے، جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ، بارالہا! جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا مگر تو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا اسے بھی بخش دے، میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا ان سے بھی درگزر کر، پروردگار تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرایوں کو معاف کر دے۔ (ک 76/234)

اے خدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے اگر تجھ سے آس لگائی جائے تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح و ستائش نہیں کرتا ہوں اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو ناامیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں تو نے میری زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثناء سے ہٹا لیا ہے بارالہا! ہر ثناء گستر کے لیے اپنے ممدوح پر انعام و کرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے تیری ہی بخششوں اور کامرانیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست طلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (خ 89/284)

(خدایا) تو انہیں اپنے عدل و انصاف سے ان کا حصہ عطا کر اور اپنے فضل سے انہیں دہرے حسنات اجر میں دے اے اللہ ان کی عمارت کو تمام معماروں کی عمارتوں پر فوقیت عطا کر اور اپنے پاس ان کی عزت و آبرو سے مہمانی کر اور ان کے مرتبہ کو بلندی و شرف بخش اور انہیں بلند درجہ دے اور رفعت و فضیلت عطا کر اور ہمیں ان کی جماعت میں اس طرح محشور کر کہ نہ ہم ذلیل و رسوا ہوں نہ نادم و پریشان نہ حق سے روگرداں، نہ عہد شکن، نہ گمراہ، نہ گمراہ کن اور نہ فریب خوردہ۔ (خ 104/316)

ہم اللہ سبحانہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ایسا کر دے کہ (دنیا کی) نعمتیں سرکش و متمرد نہ بنا سکیں اور کسی منزل پر اطاعت پروردگار سے درماندہ و عاجز نہ ہوں اور مرنے کے بعد نہ شرمساری اٹھانا پڑے اور نہ رنج و غم سہنا پڑے۔

(خ62/219)

میں تو اب اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلد چھٹکارا دے۔(ر35/725)

بار الہا! (خشک سالی سے) ہمارے پہاڑوں کا سبزہ بالکل سوکھ گیا ہے اور زمین پر خاک اڑ رہی ہے ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے چوپایوں میں بوکھلائے ہوئے پھر تے ہیں اور اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح رونے والیاں اپنے بچوں پر بین کرتی ہیں اور اپنی چراگاہوں کے پھیرے کرنے اور تالابوں کی طرف بصد شوق بڑھنے سے عاجز آ گئے ہیں پروردگار! ان چیخنے والی بکریوں اور ان شوق بھرے لہجے میں پکارنے والے اونٹوں پر رحم کر، خدایا! تو راستوں میں ان کی پریشانی اور گھروں میں ان کی چیخ و پکار پر ترس کھا، بارخدایا! جب قحط سالی کے لاغر اور نڈھال اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آ کے بن برسے گزر گئیں تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں تو ہی دکھ درد کے ماروں کی آس ہے اور تو ہی التجا کرنے والوں کا سہارا ہے جب کہ لوگ بے آس ہو گئے اور بادلوں کا اٹھنا بند ہو گیا اور مویشی بے جان ہو گئے تو ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور ہمارے گناہوں کے سبب سے ہمیں (اپنے عذاب میں نہ دھر لے) اے اللہ! تو دھواں دار بارشوں والے ابر اور چھاجوں پانی برسانے والی برکھا رت اور نظروں میں کھب جانے والے ہریاول سے اپنے دامان رحمت کو ہم پر پھیلا دے وہ موسلا دھار اور لگا تار اس طرح برسیں کہ ان سے مری ہوئی چیزوں کو تو زندہ کر دے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے، خدایا! ایسی سیرابی ہو کہ جو (مردہ زمینوں کو) زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی اور بھرپور برسنے والی اور سب جگہ پھیل جانے والی اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار و شاداب ہو، جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں شاخیں بار آور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں اور جس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اوپر اٹھائے۔

اور اپنے مردہ شہروں کو زندگی بخش دے اے اللہ! ایسی سیرابی کہ جس سے ہمارے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں اور ندی نالے بہہ نکلیں اور آس پاس کے اطراف سرسبز و شاداب ہو جائیں اور پھل نکل آئیں اور چوپائے جی اٹھیں اور دور کی زمینیں بھی تر بتر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی اس سے مدد پا سکیں اپنی پھیلنے والی برکتوں اور بڑی بڑی بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور بغیر چرواہے کے کھلے پھرنے والے حیوانوں پر ہیں ہم پر ایسی بارش ہو، جو پانی سے شرابور کر دینے والی اور موسلا دھار اور لگاتار برسنے والی ہو اس طرح کہ بارشیں بارشوں سے ٹکرائیں اور بوندیں بوندوں کو تیزی سے دھکیلیں (کہ تار بندھ جائے) اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے بکھرے سے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بونداباندی ہو کر رہ جائے (یوں برسا کہ) قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کی سختیاں جھیلنے والے اس کی برکتوں سے جی اٹھیں اور تو ہی ہو ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت

کے دامن پھیلا دیتا ہے اور تو ہی والی و وارث اور (اچھی) صفتوں والا ہے۔ (خ 113/340)

بارالہا! تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے (جنگ و پیکار کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لیے نہیں تھا کہ ہمیں تسلط و اقتدار کی خواہش تھی یا مال دنیا کی طلب تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر ان کی جگہ پر) پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صورت پیدا کریں تا کہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام (پھر سے) جاری ہو جائیں جنہیں بیکار بنا دیا گیا ہے اے اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کی اور تیرے حکم کو سن کر لبیک کہی اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی نے بھی نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت نہیں کی۔ (ک 130/376)

طلب باران کے سلسلہ میں:

دیکھو یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ گستر ہے دونوں تمہارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمہیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمہارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے امیدوار ہیں بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسانی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

البتہ اللہ سبحانہ بندوں کو ان کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تا کہ توبہ کرنے والا توبہ کرے (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آ جائے، نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے اللہ سبحانہ نے توبہ و استغفار کو روزی کے اترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہی تم پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے خدا اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھائے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔

بارالہا! تیری رحمت کی خواہش کرتے ہوئے اور نعمتوں کی فراوانی چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے ہم پردوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں اس وقت جب کہ چوپائے چیخ رہے ہیں اور بچے چلا رہے ہیں، خدایا ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس نہ کر اور خشک سالی سے ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کرتوت پر ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے اے رحم کرنے والوں میں بہت رحم کرنے والے! خدایا جب ہمیں سخت تنگیوں نے مضطرب و بے چین کر دیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید حاجتمندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور منہ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں گلہ لے کر اس کا جو تجھ سے پوشیدہ نہیں اے اللہ! ہم تجھ سے

سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں اور ہمارے گناہوں کی بناء پر ہم سے (عتاب آمیز) خطاب نہ کر اور ہمارے کئے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر خداوندا! تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کر دے جو فائدہ بخشنے والی اور سیراب کرنے والی اور گھاس پات اگانے والی ہو کہ جس سے تو گئی گزری ہوئی (کھیتیوں میں پھر سے) روئیدگی لے آئے اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا دے وہ ایسی سیراب ہو کہ جس کی ترو تازگی (سرتاسر) فائدہ منداور چنے ہوئے پھلوں کے انبار لیے ہو جس سے تو ہموار زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو برگ و بار سے سرسبز کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے بلاشبہ تو جو چاہے اس پر قادر ہے۔(خ 141/391)

خداوندا اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں تو ان کے جتھے کو توڑ دے اور انہیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے دے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ و برباد کر یہ اپنے موقف (شر و فساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں کہ جس سے زخموں کے منہ اس طرح کھل جائیں کہ ہوا کے جھونکے گزر سکیں۔(خ 122/355)

خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی توفیق دے اور اپنی رحمت کی فراوانیوں سے ہمیں اور تمہیں دامن عفو میں جگہ دے۔(خ 188/522)

ہم اور تم اسی رب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے اسی نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر جس میں ہم تھے بہبودی کی راہ پر لگایا اور اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔(خ 214/607)

جب صفین میں دشمن سے دو بدو ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا تو فرمایا۔

اے اللہ! اے اس بلند آسمان اور تھمی ہوئی فضا کے پروردگار جسے تو نے شب و روز کے سر چھپانے چاند اور سورج کے گردش کرنے اور چلنے پھرنے والے ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے اور جس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے اکتاتا نہیں اے اس زمین کے پروردگار! جسے تو نے انسانوں کی قیام گاہ اور حشرات الارض ور چوپاؤں اور لا تعداد دیکھی اور ان دیکھی مخلوق کے چلنے پھرنے کا مقام قرار دیا ہے اے مضبوط پہاڑوں کے پروردگار! جنہیں تو نے زمین کے لیے میخ اور مخلوقات کے لیے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے (اے اللہ) اگر تو نے ہمیں دشمنوں پر غلبہ دیا تو ظلم سے ہمارا دامن بچانا اور حق کے سیدھے راستے پر برقرار رکھنا اور اگر دشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت نصیب کرنا اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔(ک 169/460)

خدایا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے قطع رحمی کی اور میرے مرتبہ کی بلندی کو پست سمجھا اور اس (خلافت) پر کہ جو میرے لیے مخصوص تھی ٹکرانے کے لیے ایکا کر لیا ہے۔ (خ 170/461)

جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح وتقویٰ کی بنا پر) سراہا جاتا ہے وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے خدایا! ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔ (خ 191/555)

خدایا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تا کہ حق سے بے خبر حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔ (ک 204/582)

خدایا تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری ان باتوں کو سنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہمنوا اور ظلم و جور سے الگ ہیں جو دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی اور شر انگیزی سے دور ہیں اور سننے کے بعد پھر بھی انہیں ماننے سے انکار کر دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا اور تیرے دین کو ترقی دینے سے کوتاہی کرنے والا ہے اے گواہوں میں سب سے بڑے گواہ! ہم تجھے اور ان سب کو جنہیں تو نے آسمانوں اور زمینوں میں بسایا ہے اس شخص کے خلاف گواہ کرتے ہیں پھر اس کے بعد تو ہی اس نصرت و امداد سے بے نیاز کرنے والا اور اس کے گناہ کا اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔ (خ 210/598)

امیر المومنین علیہ السلام کے وہ دعائیہ کلمات جو اکثر آپؑ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ مردہ ہوں نہ بیمار، نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے نہ برے اعمال (کے نتائج) میں گرفتار ہوں نہ بے اولاد ہوں، نہ دین سے برگشتہ نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں اور نہ ایمان سے متوحش نہ میری عقل میں فتور آیا ہے اور نہ پہلی امتوں کے سے عذاب میں مبتلا ہوں میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ستم ران ہوں (اے اللہ) تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے اور میرے لیے اب عذر کی گنجائش نہیں ہے خدایا مجھ میں کسی چیز کے حاصل کرنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ جو تو مجھے عطا کر دے اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوائے اس کہ جس سے مجھے تو بچائے رکھے۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری ثروت کے باوجود فقیر و تہی دست رہوں یا تیری رہنمائی کے ہوتے

ہوئے بھٹک جاؤں یا تیری سلطنت میں رہتے ہوئے ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جب کہ تمام اختیارات تجھے حاصل ہیں خدایا! میری ان نفیس چیزوں میں جنہیں تو چھین لے گا میری روح کو اولیت کا درجہ عطا کر اور مجھے سونپی ہوئی ان امانتوں میں جنہیں تو پلٹا لے گا اسے پہلی امانت قرار دے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ کے طلب گار ہیں س بات سے کہ تیری ارشاد سے منہ موڑیں یا ایسے فتنوں میں پڑ جائیں کہ تیرے دین سے پھر جائیں یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کے بجائے نفسانی خواہشیں ہمیں برائی کی طرف لے جائیں۔ (ک213/602)

خدایا! میری آبرو کو غنا و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گرا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے بندوں کی نگاہ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں اور جو مجھے دے اس کی مدح و ثنا کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی برائی کرنے میں مبتلا ہو جاؤں اور ان سب چیزوں کے پس پردہ تو ہی عطا کرنے اور روک لینے کا اختیار رکھتا ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (ک222/626)

اے اللہ! تو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام انس رکھنے والوں سے زیادہ مانوس ہے اور جو تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی حاجت روائی کے لیے ہمہ وقت پیش پیش ہے تو ان کی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا اور ان کے چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا اور ان کی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے ان کے راز تیرے سامنے آشکار اور ان کے دل تیرے آگے فریادی ہیں اگر تنہائی سے ان کا جی گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلاتا ہے اگر مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں تو وہ تیرے دامن میں پناہ لینے کے لیے ملتجی ہوتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ سب چیزوں کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے نفاذ پذیر ہونے کی جگہیں تیرے ہی فیصلوں سے وابستہ ہیں۔

خدایا! اگر میں سوال کرنے سے عاجز رہوں یا اپنے مقصود پر نظر نہ ڈال سکوں تو تو میری مصلحتوں کیطرف رہنمائی فرما اور میرے دل کو اصلاح و بہبودی کی صحیح منزل پر پہنچا یہ چیز تیری رہنمائیوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نرالی نہیں۔

خدایا! میرا معاملہ اپنے عفو و بخشش سے طے کر، نہ اپنے عدل و انصاف کے معیار سے۔ (ک224/628)

جب لڑنے کے لیے دشمن کے سامنے آتے تھے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے تھے۔

بارالہا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں گردنیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں قدم حرکت میں آچکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں بارالہا! چھپی ہوئی عداوتیں ابھر آئی ہیں اور کینہ و عناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں خداوندا! ہم تجھ سے اپنے نبیؐ کے نظروں سے اوجھل ہو جانے، اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جانے کا شکوہ کرتے

ہیں، پروردگار! تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔(ر 15/672)

میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لیے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں، والسلام۔(ر 31/721)

اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی وسیع رحمت او ہر حاجت کے پورا کرنے پر عظیم قدرت کا واسطہ دے کر اس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمہیں اس کی توفیق بخشے جس میں اس کی رضا مندی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے اور اس کے بندوں کے سامنے ایک کھلا ہوا عذر قائم کر کے سرخرو ہوں اور ساتھ ہی بندوں میں نیک نامی اور ملک میں اچھے اثرات اور اس کی نعمت میں فراوانی اور روز افزوں عزت کو قائم رکھیں اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت و شہادت پر ہو، بیشک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے" والسلام علیٰ رسولہ صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین الطاھرین وسلم تسلیما کثیرا و السلام"۔(ر 53/777)

جو عمل نہیں کرتا اور دعا مانگتا ہے وہ ایسا ہے جیسے بغیر چلیہ کمان کے تیر چلانے والا۔(ح 337/917)

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میرا ظاہر لوگوں کی چشم ظاہر بین میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں وہ تیری نظروں میں برا ہو در آں حالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگہداشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بداعمالیوں کو پیش کرتا رہوں جس کے نتیجہ میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔(ح 276/901)

اے اللہ! تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے اور ان لوگوں سے زیادہ اپنے نفس کو میں پہچانتا ہوں اے خدا جو ان لوگوں کا خیال ہے ہمیں اس سے بہتر قرار دے اور ان (لغزشوں) کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں۔(ح 100/838)

طلب باراں کی ایک دعا میں فرمایا بار الہا! ہمیں فرمانبردار ابروں سے سیراب کر، نہ ان ابروں سے جو سرکش اور منہ زور ہوں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ یہ کلام عجیب و غریب فصاحت پر مشتمل ہے اس طرح کہ امیر المومنینؑ نے کڑک چمک ہوا اور بجلی والے بادلوں کو ان اونٹوں سے تشبیہ دی ہے کہ جو اپنی منہ زوری سے زمین پر پیر مار کر پالان پھینک دیتے ہوں اور اپنے سواروں کو گرا دیتے ہوں اور ان خوفناک چیزوں سے خالی ابر کو ان اونٹنیوں سے تشبیہ دی ہے جو دوہنے میں مطیع ہوں اور سواری کرنے میں سوار کی مرضی کے مطابق چلیں۔(ح 472/954)

32

مختلف حکمت آمیز کلمات

بخل ننگ و عار ہے اور بزدلی نقص و عیب ہے اور غربت مرد زیرک و دانا کی زبان کو دلائل کی قوت دکھانے سے عاجز بنا دیتی ہے اور مفلس اپنے شہر میں رہ کر بھی غریب الوطن ہوتا ہے۔(ح 3/810)

اور عجز و درماندگی مصیبت ہے اور صبر و شکیبائی شجاعت ہے اور دنیا سے بے تعلقی بڑی دولت ہے اور پرہیز گاری ایک بڑی سپر ہے تسلیم و رضا بہترین مصاحب ہے۔(ح 3/810)

اور علم شریف ترین میراث ہے اور علمی اور عملی اوصاف نو بنو خلعت ہیں اور فکر صاف و شفاف آئینہ ہے۔(ح 4/810)

عقلمند کا سینہ اس کے بھیدوں کا مخزن ہوتا ہے اور کشادہ روی محبت و دوستی کا پھندا ہے اور تحمل و بردباری عیبوں کا مدفن ہے۔(ح 5/810)

اور صدقہ کامیاب دوا ہے اور دنیا میں بندوں کے جو اعمال ہیں وہ آخرت میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔(ح 6/810)

سخاوت کرو لیکن فضول خرچی نہ کرو اور جزرسی کرو مگر بخل نہیں۔(ح 33/820)

بہترین دولت مندی یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کرے۔(ح 34/820)

انسان کی جتنی ہمت ہو، اتنی ہی اس کی قدر و قیمت ہے اور جتنی مروت اور جوانمردی ہوگی اتنی ہی راست گوئی ہوگی اور جتنی حمیت و خودداری ہوگی اتنی ہی شجاعت ہوگی اور جتنی غیرت ہوگی اتنی ہی پاک دامنی ہوگی۔(ح 47/825)

کامیابی دور اندیشی سے وابستہ ہے اور دور اندیشی فکر و تدبر کو کام میں لانے سے اور تدبر بھیدوں کو چھپا کر رکھنے سے۔(ح 48/825)

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں اور جہالت سے بڑھ کر کوئی بے مائیگی نہیں، ادب سے بڑھ کر کوئی میراث نہیں اور مشورہ سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔(ح 54/826)

قناعت وہ سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوسکتا۔(ح56/826)

سفارش کرنے والا امیدوار کے لیے بمنزلہ پر و بال کے ہوتا ہے۔(ح63/828)

عفت فقر کا زیور ہے اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔(ح68/828)

جو چیز شمار میں آئے اسے ختم ہونا چاہئے اور جسے آنا چاہیے وہ آ کر رہے گا۔(ح75/830)

اسے چھپایا جائے تا کہ وہ خود بخود ظاہر ہو اور اس میں جلدی کی جائے تا کہ وہ خوش گوار ہو۔(ح101/838)

عقل سے بڑھ کر کوئی مال سود مند اور خود بینی سے بڑھ کر کوئی تنہائی وحشتناک نہیں اور تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل کی بات نہیں اور کوئی بزرگی تقویٰ کے مثل نہیں اور خوش خلقی سے بہتر کوئی ساتھی اور ادب کے مانند کوئی میراث نہیں اور توفیق کے مانند کوئی پیشرو اور اعمال خیر سے بڑھ کر کوئی تجارت نہیں اور ثواب کے ایسا کوئی نفع نہیں اور کوئی پرہیز گاری شبہات میں توقف سے بڑھ کر نہیں اور حرام کی طرف بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی زہد اور تفکر و پیش بینی سے بڑھ کر کوئی علم نہیں اور ادائے فرائض کے مانند کوئی عبادت اور حیاء و صبر سے بڑھ کر کوئی ایمان نہیں اور فروتنی سے بڑھ کر کوئی سرفرازی اور علم کے مانند کوئی بزرگی و شرافت نہیں حلم کے مانند کوئی عزت اور مشاورت سے مضبوط کوئی پشت پناہ نہیں۔(ح113/843)

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے ہیں اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے۔(ح116/844)

جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا جسے توبہ کی توفیق ہو، وہ مقبولیت سے ناامید نہیں ہوتا جسے استغفار نصیب ہو، وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا اور جو شکر کرے وہ اضافہ سے محروم نہیں ہوتا۔(ح135/852)

کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور احتیاط و دوراندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے۔(ح181/866)

جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے جو ڈرتا ہے وہ (عذاب سے) محفوظ ہو جاتا ہے اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے اور جو بینا ہوتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے، اسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔(ح208/872)

سخاوت عزت و آبرو کی پاسبان ہے بردباری احمق کے منہ کا تسمہ ہے درگزر کرنا کامیابی کی زکوٰۃ ہے جو غداری کرے اسے بھول جانا اس کا بدل ہے مشورہ لینا خود صحیح راستہ پا جانا ہے جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اپنے کو

خطرہ میں ڈالتا ہے صبر مصائب و حوادث کا مقابلہ کرنا ہے بیتابی و بیقراری زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے بہترین دولتمندی آرزوؤں سے ہاتھ اٹھالینا ہے بہت سی غلام عقلیں امیروں کی ہواؤ ہوس کے بارے میں دبی ہوئی ہیں تجربہ و آزمائش کی نگہداشت حسن توفیق کا نتیجہ ہے دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے جو تم سے رنجیدہ و دل تنگ ہو اس پر اطمینان و اعتماد نہ کرو۔(ح211/873)

زیادہ خاموشی رعب و ہیبت کا باعث ہوتی ہے اور انصاف سے دوستوں میں اضافہ ہوتا ہے لطف و کرم سے قدر و منزلت بلند ہوتی ہے جھک کر ملنے سے نعمت تمام ہوتی ہے دوسروں کا بوجھ بٹانے سے لازماً سرداری حاصل ہوتی ہے اور خوش رفتاری سے کینہ ور دشمن مغلوب ہوتا ہے اور سرپھرے آدمی کے مقابلہ میں بردباری کرنے سے اس کے مقابلہ میں اپنے طرفدار زیادہ ہو جاتے ہیں۔(ح224/876)

طمع گھاٹ پر اتارتی ہے مگر سیراب کئے بغیر پلٹا دیتی ہے ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتی ہے مگر اسے پورا نہیں کرتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی پینے والے کو پینے سے پہلے ہی اچھو ہو جاتا ہے اور جتنی کسی مرغوب و پسندیدہ چیز کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی اسے کھودینے کا رنج زیادہ ہوتا ہے آرزوئیں دیدہ بصیرت کو اندھا کر دیتی ہیں اور جو نصیب میں ہوتا ہے پہنچنے کی کوشش کئے بغیر مل جاتا ہے۔(ح275/901)

اپنے فرزند محمد ابن حنفیہؒ سے فرمایا اے فرزند! میں تمہارے لیے فقر و تنگدستی سے ڈرتا ہوں لہٰذا فقر و ناداری سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ یہ دین کے نقص، عقل کی پریشانی اور لوگوں کی نفرت کا باعث ہے۔(ح319/913)

جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر خوش رہے گا وہ نہ ملنے والی چیز پر رنجیدہ نہیں ہوگا جو ظلم کی تلوار کھینچتا ہے، وہ اسی سے قتل ہوتا ہے جو اہم امور کو زبردستی انجام دینا چاہتا ہے وہ تباہ و برباد ہوتا ہے جو اٹھتی ہوئی موجوں میں پھاندتا ہے وہ ڈوبتا ہے، جو بدنامی کی جگہوں پر جائے گا، وہ بدنام ہوگا جو زیادہ بولے گا، وہ زیادہ لغزشیں کرے گا اور جس میں حیا کم ہو اس میں تقویٰ کم ہوگا اور جس میں تقویٰ کم ہوگا اس کا دل مردہ ہو جائے گا اور جس کا دل مردہ ہوگیا وہ دوزخ میں جا پڑا جو شخص لوگوں کے عیوب دیکھ کر ناک بھوں چڑھائے اور پھر انہیں اپنے لیے چاہے وہ سراسر احمق ہے قناعت ایسا سرمایہ ہے جو ختم نہیں ہوتا جو موت کو زیادہ یاد رکھتا ہے وہ تھوڑی سی دنیا پر بھی خوش رہتا ہے جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس کا قول بھی عمل کا ایک جز ہے وہ مطلب کی بات کے علاوہ کلام نہیں کرتا۔(ح39/919)

کوئی شرف اسلام سے بلندتر نہیں کوئی بزرگی تقویٰ سے زیادہ باوقار نہیں، کوئی پناہ گاہ پرہیزگاری سے بہتر نہیں کوئی سفارش کرنے والا توبہ سے بڑھ کر کامیاب نہیں کوئی خزانہ قناعت سے زیادہ بے نیاز کرنے والا نہیں کوئی مال بقدر کفاف پر

رضا مندر ہنے سے بڑھ کر فقر واحتیاج کا دور کرنے والا نہیں جو شخص قدر حاجت پر اکتفا کر لیتا ہے وہ آسائش و راحت پالیتا ہے اور آرام و آسودگی میں منزل بنالیتا ہے خواہش و رغبت رنج و تکلیف کی کلید اور مشقت واندوہ کی سواری ہے حرص، تکبر اور حسد گناہوں میں پھاند پڑنے کے محرکات ہیں اور بدکرداری تمام برے عیوب کو حاوی ہے۔ (ح 371/926)

حلم وتحمل ڈھانکنے والا پردہ اور عقل کاٹنے والی تلوار ہے لہٰذا اپنے اخلاق کے کمزور پہلو کو حلم و بردباری سے چھپاؤ اور اپنی عقل سے خواہش نفسانی کا مقابلہ کرو۔ (ح 424/941)

وفائے عہد اور سچائی دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور میرے علم میں اس سے بڑھ کر حفاظت کی اور کوئی سپر نہیں جو شخص اپنی بازگشت کی حقیقت جان لیتا ہے وہ کبھی غداری نہیں کرتا مگر ہمارا زمانہ ایسا ہے جس میں اکثر لوگوں نے عذر و فریب کو عقل و فراست سمجھ لیا ہے اور جاہلوں نے ان کی (چالوں) کو حسن تدبیر سے منسوب کر دیا ہے اللہ انہیں غارت کرے انہیں کیا ہو گیا ہے وہ شخص جو زمانے کی اونچ نیچ دیکھ چکا ہے اور اس کے ہیر پھیر سے آگاہ ہے وہ کبھی کوئی تدبیر اپنے لئے دیکھتا ہے مگر اللہ کے اوامر ونواہی اس کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اس حیلہ و تدبیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اس پر قابو پانے کے باوجود چھوڑ دیتا ہے اور جسے کوئی دینی احساس سدراہ نہیں ہے وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھالے جاتا ہے۔ (خ 40/197)

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السلام کے لیے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا:

"یہ وصیت ہے اس باپ کی جو فنا ہونے والا اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے ور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزو مند، جادۂ عدم کا راہ سپار بیماریوں کا ہدف زمانہ کے ہاتھ گروی مصیبتوں کا نشانہ دنیا کا پابند اور اس کی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا قیدی، غموں کا حلیف، حزن وملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا، نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے دنیا کی روگردانی، زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لیے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اس وقت جب کہ دوسروں کے فکر و اندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل و بصیرت نے مجھے خواہش سے منحرف و روگردان کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر میرے سامنے آ گیا اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو بلکہ جو میں ہوں وہی تم ہو یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی ہے اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا جتنا اپنا ہو سکتا ہے لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ

تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے خواہ اس کے بعد میں زندہ رہوں یا دنیا سے اٹھ جاؤں۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اس کے احکام کی پابندی کرنا، اس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا اور اس کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا، تمہارے اور اللہ کے (درمیان) جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے بشرطیکہ مضبوطی سے اسے تھامے رہو، وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا اور زہد سے اس کی خواہشوں کو مردہ، یقین سے اسے سہارا دینا اور حکمت سے اسے پرنور بنانا، موت کی یاد سے اسے قابو میں کرنا، فنا کے اقرار پر اسے ٹھہرانا، دنیا کے حادثے اس کے سامنے لانا، گردش روزگار سے اسے ڈرانا، گذرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا، تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اسے یاد دلانا، ان کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا کہاں سے کوچ کیا کہاں اترے اور کہاں ٹھہرے ہیں دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں اور پردیس کے گھر میں جا کر اترے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی ان میں ہونے لگے لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظار نہ کرو اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو اس کے متعلق بات نہ کرو اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے نیکی کی تلقین کرو تا کہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو جہاں تک ہو سکے بروں سے الگ رہو خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اس تک پہنچ جاؤ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو، حق کی راہ میں صبر و شکیبائی بہترین سیرت ہے ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اسی کے اختیار میں ہے زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب ہو میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو اس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل و رائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے، جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اسے قبول کر لیتی ہے لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن

دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لیے قدم اٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب ومشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔

اے فرزند! اگر چہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھی پھر بھی میں نے ان کی کارگزاریوں کو دیکھا ان کے حالات وواقعات میں غور کیا اور ان کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں بلکہ ان سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں ان کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے ان کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے چنانچہ میں نے صاف کو گندلے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لیے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لیے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہیے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے لہٰذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم وتربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا، احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد اور مذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لیے مجھے بہتر معلوم ہوا اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لیے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی راہنمائی کرے گا ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا یاد رکھو! کہ میری وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو اور جس راہ پر تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو کیونکہ جس طرح تم اپنے لیے نظر وفکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظر وفکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر انتہائی غور وفکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ تک پہنچایا کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم ہوں ان پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لیے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کیے

ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے کا ہونہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث ونزاع میں الجھنے کا اوراس فکر ونظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار رہو اور اس سے توفیق وتائید کی دعا کرو اور ہر اس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ کہ کہ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے یا گمراہی میں چھوڑ دے اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے اور تمہارا ذوق شوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں لیکن تمہارے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظر وفکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ غلط بحث کرتا ہے اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے۔

اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو اور کدو کاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلند تر سمجھو اگر چہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے اس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جب کہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے اس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو اور اس آرام وآسائش میں کوئی بہتری نہیں جس کے لیے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبردار تمہیں طمع وحرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے اگر چہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموشی کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے برتن میں جو ہے اس کی حفاظت یونہی ہو گی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں تجربہ وہ ہے جو پند ونصیحت دے، فرصت کا موقع غنیمت جانو قبل اس کے کہ وہ رنج واندوہ کا سبب بن جائے ہر طلب وسعی کرنیوالا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا توشہ کا کھو دینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی وتباہ کاری ہے ہر چیز کا ایک نتیجہ وثمرہ ہوا کرتا ہے جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے کبھی تھوڑا مال مال فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے۔

یادرکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے، روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شامل حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو۔

ضرورت پڑنے پر گڑگڑانا اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے دنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو اگر تم اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے، واویلا مچاتے ہو، تو پھر ہر اس چیز پر رنج و افسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے ٹوٹ پڑنے والے غم و اندوہ کو صبر کی پختگی اور حسن یقین سے دور کرو جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے وہ بے راہ ہو جاتا ہے دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا ہے سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نباہے ہوا و ہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے بہت سے قریبی بیگانوں سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں اور بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا اس کی منزلت برقرار رہتی ہے تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے جب حرص و طمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی ہی میں کامرانی ہے ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا صحیح راستہ پا لیتا ہے برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کیونکہ جب چاہو گے اس کی طرف بڑھ سکتے ہو جاہل سے علاقہ توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے دنیا اسے دغا دے جاتی ہے اور جو اسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اسے پست و ذلیل کرتی ہے ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ کر لو خبردار اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت سے ہوں۔

بے محل شبہہ و بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی و بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے لیے ایک کام معین کر دو جس کی جواب دہی اس سے کر سکو اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے اپنے قوم قبیلے کا احترام کرو کیونکہ وہ تمہارے ایسے پر و بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو اور تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ کرتے ہو۔

(ر 31/702,716,717,719,721)

اور ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور عام مسلمانوں کے لیے اسے ناپسند کرتا ہو ہر اس کام سے دور رہو جو چوری چھپے کیا جا سکتا ہو مگر علانیہ کرنے میں شرم دامن گیر ہوتی ہو اور ہر اس فعل سے کنارہ کش ہو کہ جب اس کے مرتکب ہونیوالے سے جواب طلب کیا جائے تو وہ خود بھی اسے برا قرار دے یا معذرت کرنے کی ضرورت پڑے، اپنی عزت و آبرو کو چہ میگوئیوں کے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ جو سنو اسے لوگوں سے واقعہ کی حیثیت سے بیان نہ کرتے پھرو کہ جھوٹا قرار پانے کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا اور لوگوں کو ان کی ہر بات میں جھٹلانے بھی نہ لگو کہ یہ پوری جہالت ہے غصہ کے وقت بردباری اختیار کرو اور دولت و اقتدار کے ہوتے ہوئے معاف کرو تو انجام کی کامیابی تمہارے ہاتھ رہے گی اور اللہ نے جو نعمتیں تمہیں بخشی ہیں (ان پر شکر بجالاتے ہوئے) ان کی بہبودی چاہو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو ضائع نہ کرو اور اس نے جو انعامات تمہیں بخشے ہیں ان کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیے۔

بڑے شہروں میں رہائش رکھو کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماعی مرکز ہوتے ہیں غفلت اور بیوفائی کی جگہوں اور ان مقامات سے کہ جہاں اللہ کی اطاعت میں مددگاروں کی کمی ہو پرہیز کرو اور صرف مطلب کی باتوں میں اپنی فکر پیمائی کو محدود رکھو۔

اور جو لوگ تم سے پست حیثیت کے ہیں انہی کو زیادہ دیکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے لیے شکر کا ایک راستہ ہے۔

اور اپنے تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرو کیونکہ اللہ کی اطاعت دوسری چیزوں پر مقدم ہے اپنے نفس کو بہانے کر کے عبادت کی راہ پر لاؤ اور اس کے ساتھ نرم رویہ رکھو دباؤ سے کام نہ لو جب وہ دوسری فکروں سے فارغ البال اور چونچال ہو اس وقت اس سے عبادت کا کام لو مگر جو واجب عبادتیں ہیں ان کی بات دوسری ہے انہیں تو بہر حال ادا کرنا ہے اور وقت پر بجا لانا ہے اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت تم پر آپڑے اس حال میں کہ تم اپنے پروردگار سے بھاگے ہوئے دنیا طلبی میں لگے ہو اور فاسقوں کی صحبت سے بچے رہنا کیونکہ برائی برائی کی طرف بڑھا کرتی ہے اور اللہ کی عظمت و توقیر کا خیال رکھو اور اس کے دوستوں سے دوستی کرو اور غصے سے ڈرو کیونکہ یہ شیطان کے لشکروں میں سے ایک بڑا لشکر ہے۔ والسلام۔

(ر 69/799,800,801)

فتنہ و فساد میں اس طرح رہو جس طرح اونٹ کا وہ بچہ جس نے ابھی اپنی عمر کے دو سال ختم کیے ہوں کہ نہ تو اس کی پیٹھ پر سواری کی جا سکتی ہے اور نہ اس کے تھنوں سے دودھ دوہا جا سکتا ہے۔ (ح 1/809)

جس نے طمع کو اپنا شعار بنایا اس نے اپنے کو سبک کیا اور جس نے اپنی پریشان حالی کا اظہار کیا وہ ذلت پر آمادہ ہو گیا

اور جس نے اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھا اس نے خود اپنی بے وقعتی کا سامان کر لیا۔(ح 2/809)

دشمن پر قابو پاؤ، تو اس قابو پانے کا شکرانہ اس کو معاف کر دینا قرار دو۔(ح 10/812)

جب تمہیں تھوڑی بہت نعمتیں حاصل ہوں تو ناشکری سے انہیں اپنے تک پہنچنے سے پہلے بھگا نہ دو۔(ح 12/813)

ہر فتنہ میں پڑ جانے والا قابل عتاب نہیں ہوتا۔(ح 14/813)

سب معاملے تقدیر کے آگے سرنگوں ہیں یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں موت ہو جاتی ہے۔(ح 15/814)

پیغمبرؐ کی حدیث سے متعلق کہ ''بڑھاپے کو (خضاب کے ذریعہ) بدل دو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو''۔ آپؑ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ نے یہ اس موقع کے لیے فرمایا تھا جب کہ دین (والے) کم تھے اور اب جب کہ اس کا دامن پھیل چکا ہے اور سینہ ٹیک کر جم چکا ہے تو ہر شخص کو اختیار ہے۔(ح 16/814)

بامروت لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو (کیونکہ) ان میں سے جو بھی لغزش کھا کر گرتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اسے اوپر اٹھا لیتا ہے۔(ح 19/814)

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں اسے حسب و نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔(ح 22/816)

مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔(ح 26/817)

جس نے طول طویل امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال بگاڑ لیے۔(ح 32/821)

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے کے حملہ سے ڈرتے رہو۔(ح 49/825)

جب تم پر سلام کیا جائے، تو اس سے اچھے طریقہ سے جواب دو اور جب تم پر کوئی احسان کرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر بدلہ دو اگرچہ اس صورت میں بھی فضیلت پہل کرنے والے ہی کے لیے ہوگی۔(ح 62/827)

مطلب کا ہاتھ سے چلا جانا نا اہل کے آگے ہاتھ پھیلانے سے آسان ہے۔(ح 66/828)

تھوڑا دینے سے شرماؤ نہیں کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے۔(ح 67/828)

اگر حسب منشا تمہارا کام نہ بن سکے تو پھر جس حالت میں ہو مگن رہو۔(ح 69/828)

جب کسی کام میں اچھے برے کی پہچان نہ رہے، تو آغاز کو دیکھ کر انجام کو پہچان لینا چاہیے۔(ح 76/830)

ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے، جو اس شخص میں ہے۔(ح 81/832)

جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں۔(ح 83/833)

تلوار سے بچے کھچے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی نسل زیادہ ہوتی ہے۔(ح 84/834)

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمت سے زیادہ پسند ہے (ایک روایت میں یوں ہے کہ بوڑھے کی رائے مجھے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسند ہے)۔ (ح 86/834)

اللہ نے چند فرائض تم پر عائد کئے ہیں انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے حدود کار مقرر کر دیئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اس نے چند چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چند چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا، انہیں بھولے سے نہیں چھوڑ دیا لہٰذا خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔ (ح 105/840)

حکم خدا کا نفاذ وہی کر سکتا ہے جو (حق کے معاملہ میں) نرمی نہ برتے عجز و کمزوری کا اظہار نہ کرے اور حرص و طمع کے پیچھے نہ لگ جائے۔ (ح 110/842)

تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حال کیا ہوگا جسے زندگی موت کی طرف لے جا رہی ہو اور جس کی صحت بیماری کا پیش خیمہ ہو اور جسے اپنی پناہ گاہ سے گرفت میں لے لیا جائے۔ (ح 115/843)

موقع کو ہاتھ سے جانے دینا رنج واندوہ کا باعث ہوتا ہے۔ (ح 118/844)

ان دونوں قسم کے عملوں میں کتنا فرق ہے ایک وہ عمل جس کی لذت مٹ جائے لیکن اس کا وبال رہ جائے ورایک وہ جس کی سختی ختم ہو جائے لیکن اس کا اجر و ثواب باقی رہے۔ (ح 121/845)

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے وہ رنج واندوہ میں مبتلا رہتا ہے اور جس کی مال و جان میں اللہ کا کچھ حصہ نہ ہو اللہ کو ایسے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (ح 127/848)

شروع سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو کیونکہ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے جو وہ درختوں میں کرتی ہے کہ ابتداء میں درختوں کو جھلس دیتی ہے اور انتہاء میں سرسبز و شاداب کرتی ہے۔ (ح 128/848)

جتنا خرچ ہو اتنی ہی امداد ملتی ہے۔ (ح 139/853)

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔ (ح 140/853)

متعلقین کی کمی دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی ہے۔ (ح 141/853)

میل محبت پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔ (ح 142/853)

غم آدھا بڑھاپا ہے۔ (ح 143/853)

جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ (ح 149/857)

ہر شخص کا ایک انجام ہے اب خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔ (ح 151/859)

ہر آنے والے کے لیے پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔(ح152/859)

عہدو پیمان کی ذمہ داریوں کو ان سے وابستہ کرو جو میخوں کے ایسے (مضبوط) ہوں۔(ح155/860)

اگر تم دیکھو تو تمہیں دکھایا جا چکا ہے اور اگر تم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے اور اگر سننا چاہو تو تمہیں سنایا جا چکا ہے۔(ح157/861)

جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لیجائے تو پھر اسے برا نہ کہے جو اس سے بدظن ہو۔(ح159/862)

جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے جانبداری کرنے ہی لگتا ہے۔(ح160/862)

جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اسے پورا قابو رہے گا۔(ح162/862)

جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔(ح164/862)

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق پر چھاپا مارے۔(ح166/863)

جو شخص مختلف رایوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطا و لغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔(ح173/864)

جو شخص اللہ کی خاطر سنان غضب تیز کرتا ہے وہ باطل کے سورماؤں کے قتل پر توانا ہو جاتا ہے۔(ح174/864)

جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اس میں پھاند پڑو اس لیے کہ کھٹکا لگا رہنا اس ضرر سے کہ جس کا خوف ہے، زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔(ح175/865)

سر برآوردہ ہونے کا ذریعہ سینہ کی وسعت ہے۔(ح176/865)

بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔(ح177/865)

ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتے ہیں۔(ح178/866)

لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔(ح180/866)

آخرت کا مرحلہ قریب اور (دنیا میں) باہمی رفاقت کی مدت کم ہے۔(ح168/863)

آنکھ والے کے لیے صبح روشن ہو چکی ہے۔(ح169/863)

بسا اوقات ایک دفعہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں سے مانع ہو جاتا ہے۔(ح171/864)

جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی، تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔(ح183/867)

اے فرزند آدمؑ! تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دوسرے کا خزانچی ہے۔(ح192/868)

جب غصہ مجھے آئے تو اب اپنے غصہ کو اتاروں کیا اس وقت کہ جب انتقام نہ لے سکوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجیے یا اس وقت کہ جب انتقام پر قدرت ہو اور کہا جائے کہ بہتر ہے درگزر کیجئے۔ (ح194/869)

آپؑ کا گزر ہوا ایک گھوڑے کی طرف سے جس پر غلاظتیں تھیں فرمایا یہ وہ ہے جس کیساتھ بخل کرنے والون نے بخل کیا تھا"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپؑ نے فرمایا۔" یہ وہ ہے جس پر تم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے"۔(ح195/869)

تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔(ح213/874)

جس (درخت) کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔(ح214/874)

مخالفت صحیح رائے کو برباد کر دیتی ہے۔(ح215/874)

جو منصب پا لیتا ہے دست درازی کرنے لگتا ہے۔(ح216/874)

تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا جو تمہارے لیے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔(ح196/869)

بلند انسان کے بہترین افعال میں سے یہ ہے کہ وہ ان چیزوں سے چشم پوشی کرے جنہیں وہ جانتا ہے۔(ح222/875)

جس پر حیا نے اپنا لباس پہنا دیا ہے اس کے عیب لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آسکتے۔(ح223/875)

طمع کرنے والا ذلت کی زنجیروں میں گرفتار رہتا ہے۔(ح226/876)

جو عاجز و قاصر ہاتھ سے دیتا ہے اسے با اقتدار ہاتھ سے ملتا ہے۔(ح232/878)

گھر میں غصبی پتھر کا لگانا اس کی ضمانت ہے کہ وہ تباہ و برباد ہو کر رہے گا۔(ح240/880)

جب (ایک سوال کے لیے) جوابات کی بہتات ہو جائے تو صحیح بات چھپ جایا کرتی ہے۔(ح243/881)

بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہر نعمت میں حق ہے تو جو اس حق کو ادا کرتا ہے اللہ اس کے لیے نعمت کو اور بڑھاتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے وہ موجودہ نعمت کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔(ح244/881)

جب مقدرت زیادہ ہو جاتی ہے تو خواہش کم ہو جاتی ہے۔(ح245/882)

نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو کیونکہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز پلٹا نہیں کرتی۔(ح246/882)

جذبہ کرم رابطہ قرابت سے زیادہ لطف و مہربانی کا سبب ہوتا ہے۔(ح247/882)

بہترین عمل وہ ہے جس کے بجالانے پر تمہیں اپنے نفس کو مجبور کرنا پڑے۔(ح249/882)

غصہ ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ غصہ ور بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اس کی دیوانگی پختہ ہے۔(ح255/887)

کمیل ابن زیاد نخعیؒ سے فرمایا: اے کمیلؒ! اپنے عزیز و اقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والوں کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں اس ذات کی قسم! جس کی قوت شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے۔ جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اس کے لیے اس سرور سے ایک لطف خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے۔(ح257/888)

جب تنگدست ہو جاؤ، تو صدقہ کے ذریعہ اللہ سے بیوپار کرو۔(ح258/888)

غداروں سے وفا کرنا اللہ کے نزدیک غداری ہے اور غداروں کیساتھ غداری کرنا اللہ کے نزدیک عین وفا ہے۔(ح259/888)

لڑائی جھگڑے کا نتیجہ قحم ہوتے ہیں۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ "قحم" سے تباہیاں مراد ہیں۔(ح 3/890)

جو شخص کوئی دین ظنون وصول کرے تو جتنے سال اس پر گزرے ہوں گے ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔(ح6/892)

وہ اس یاسر فالج کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی داؤں میں کامیابی کا متوقع ہوتا ہے۔(ح6/893)

بادشاہ کا ندیم و مصاحب ایسا ہے جیسے شیر پر سوار ہونے والا کہ اس کے مرتبہ پر رشک کیا جاتا ہے وہ اپنے موقف سے خوب واقف ہے۔(ح263/896)

دوسروں کے پسماندگان سے بھلائی کرو تاکہ تمہارے پسماندگان پر بھی نظر شفقت پڑے۔(ح264/896)

اگر ان پھسلنوں سے بچ کر میرے پیر جم گئے، تو میں بہت سی چیزوں میں تبدیلی کر دوں گا۔(ح272/899)

وہ تھوڑا عمل جو پابندی سے بجا لایا جاتا ہے زیادہ فائدہ مند ہے اس کثیر عمل سے کہ جس سے دل اکتا جائے۔(ح278/902)

جوسفر کی دوری کو پیش نظر رکھتا ہے وہ کمر بستہ رہتا ہے۔(ح280/902)

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں۔(ح281/902)

تمہارے اور پند و نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ حائل ہے۔(ح282/903)

جسے جلدی سے موت آجاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے اور جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔(ح285/903)

تمہارا قاصد تمہاری عقل کا ترجمان ہے اور تمہاری طرف سے کامیاب ترین ترجمانی کرنے والا تمہارا خط ہے۔(ح301/908)

اولاد کے مرنے پر آدمی کو نیند آجاتی ہے مگر مال کے چھن جانے پر اسے نیند نہیں آتی۔(ح307/909)

اپنے منشی عبید اللہ بن ابی رافع ؓ سے فرمایا: دوات میں صوف ڈالا کرو اور قلم کی زبان لانبی رکھا کرو، سطروں کے درمیان فاصلہ زیادہ چھوڑا کرو اور حروف کو ساتھ ملا کر لکھا کرو کہ یہ خط کی دیدہ زیبی کے لیے مناسب ہے۔(ح315/911)

وہ عمر کہ جس کے بعد اللہ تعالیٰ آدمی کے عذر کو قبول نہیں کرتا، ساٹھ برس کی ہے۔(ح326/915)

سچا عذر پیش کرنے سے یہ زیادہ وقیع ہے کہ عذر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔(ح329/915)

جب کاہل اور ناکارہ افراد عمل میں کوتاہی کرتے ہیں تو اللہ کی طرف سے یہ عقلمندوں کے لیے ادائے فرض کا ایک بہترین موقع ہوتا ہے۔(ح331/916)

حکام اللہ کی سرزمین میں اس کے پاسبان ہیں۔(ح332/916)

ہر شخص کے مال میں دو حصہ دار ہوتے ہیں ایک وارث اور دوسرے حوادث۔(ح335/917)

جس سے مانگا جائے وہ اس وقت تک آزاد ہے جب تک وعدہ نہ کرے۔(ح336/917)

اصابت رائے اقبال و دولت سے وابستہ ہے اگر یہ ہے تو وہ بھی ہوتی ہے اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہوتی۔(ح339/917)

تمہاری آبرو قائم ہے جسے دست سوال دراز کرنا بہا دیتا ہے لہٰذا یہ خیال رہے کہ کس کے آگے اپنی آبروریزی کر رہے ہو۔(ح346/919)

جب سختی انتہاء کو پہنچ جائے تو کشائش و فراخی ہوگی اور جب ابتلاء و مصیبت کی کڑیاں تنگ ہو جائیں تو راحت و آسائش حاصل ہوتی ہے۔(ح351/920)

سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس عیب کو برا کہو جس کے مانند خود تمہارے اندر موجود ہے۔ (ح 353/921)

حضرتؑ کے سامنے ایک نے دوسرے شخص کو فرزند کے پیدا ہونے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ "شہسوار مبارک ہو"۔ جس پر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ تم بخشنے والے (خدا) کے شکرگزار ہوئے یہ بخشی ہوئی نعمت تمہیں مبارک ہو یہ اپنے کمال کو پہنچے اور اس کی نیکی و سعادت تمہیں نصیب ہو۔ (ح 354/921)

حضرتؑ کے عمال میں سے ایک شخص نے ایک بلند عمارت تعمیر کی جس پر آپؑ نے فرمایا چاندی کے سکوں نے سر نکالا ہے بلاشبہ یہ عمارت تمہاری ثروت کی غمازی کرتی ہے۔ (ح 355/921)

اے لوگو چاہیے کہ اللہ تم کو نعمت و آسائش کے موقع پر بھی اس طرح خائف و ترساں دیکھے جس طرح تمہیں عذاب سے ہراساں دیکھتا ہے بیشک جسے فراخ دستی حاصل ہو اور وہ اسے کم کم عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے تو اس نے خوفناک چیز سے اپنے کو مطمئن سمجھ لیا اور جو تنگدست ہو اور وہ اسے آزمائش نہ سمجھے تو اس نے اس ثواب کو ضائع کر دیا کہ جس کی امید و آرزو کی جاتی ہے۔ (ح 358/922)

جسے اپنی آبرو عزیز ہو، وہ لڑائی جھگڑے سے کنارہ کش رہے۔ (ح 362/923)

امکان پیدا ہونے سے پہلے کسی کام میں جلد بازی کرنا اور موقع آنے پر دیر کرنا دونوں حماقت میں داخل ہیں۔ (ح 363/923)

جو بات نہ ہونے والی ہو اس کے متعلق سوال نہ کرو اس لیے کہ جو ہے وہی تمہارے لیے کافی ہے۔ (ح 364/923)

فکر ایک روشن آئینہ ہے، عبرت اندوزی ایک خیرخواہ متنبہ کرنے والی چیز ہے، نفس کی اصلاح کے لیے یہی کافی ہے کہ جن چیزوں کو دوسروں کے لیے برا سمجھتے ہو ان سے بچ کر رہو۔ (ح 365/923)

بہت سے لوگ ایسے دن کا سامنا کرتے ہیں جس سے انہیں پیٹھ پھرانا نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ رات کے پہلے حصہ میں ان پر رشک کیا جاتا ہے اور آخری حصہ میں ان پر رونے والیوں کا کہرام بپا ہوتا ہے۔ (ح 380/930)

جو شخص کسی چیز کو طلب کرے، تو اسے یا اس کے بعض حصہ کو پالے گا (جوئندہ یابندہ)۔ (ح 386/931)

جسے عمل پیچھے ہٹائے اسے نسب آگے نہیں بڑھا سکتا (ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے) جسے ذاتی شرف و منزلت حاصل نہ ہو اسے آباؤ اجداد کی منزلت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (ح 389/932)

جس چیز پر قناعت کر لی جائے وہ کافی ہے۔ (ح 395/933)

جو شخص مختلف چیزوں کا طلب گار ہوتا ہے اس کی ساری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں "طلب الکل فوت الکل"۔ (ح403/935)

بندوں کی منفعت رسانی کے لیے اللہ کچھ بندگان خدا کو نعمتوں سے مخصوص کر لیتا ہے لہٰذا جب تک وہ دیتے دلاتے رہتے ہیں، اللہ ان نعمتوں کو ان کے ہاتھوں میں برقرار رکھتا ہے اور جب ان نعمتوں کو روک لیتے ہیں تو اللہ ان سے چھین کر دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ (ح425/941)

ایسا نہیں کہ اللہ کسی بندے کے لیے شکر کا دروازہ کھولے اور (نعمتوں کی) افزائش کا دروازہ بند کر دے۔ (ح435/944)

کسی بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو چیزوں پر بھروسا کرے ایک صحت اور دوسرے دولت کیونکہ ابھی تم کسی کو تندرست دیکھ رہے تھے کہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار پڑ جاتا ہے اور ابھی تم اسے دولتمند دیکھ رہے تھے کہ فقیر و نادار ہو جاتا ہے۔ (ح426/941)

نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے۔ (ح440/945)

حکومت لوگوں کے لیے آزمائش کا میدان ہے۔ (ح441/945)

تمہارے لیے ایک شہر دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں (بلکہ) بہترین شہر وہ ہے جو تمہارا بوجھ اٹھائے۔ (ح442/945)

وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو دل تنگی کا باعث ہو۔ (ح444/946)

(زہد کی مکمل تعریف قرآن کے دو جملوں میں ہے) ارشاد الٰہی ہے "جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز خدا تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں"۔ (ح439/945)

جو شخص ذرا سی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اللہ اسے بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ح448/947)

جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہوگی وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔ (ح449/947)

شعراء کی دوڑ ایک روش پر نہ تھی کہ گوئے سبقت لے جانے سے ان کی آخری حد کو پہچانا جائے اور اگر ایک کو ترجیح دینا ہی ہے تو پھر ملک ضلیل (گمراہ بادشاہ) ہے۔ (ح455/948)

تقدیر ٹھیرائے ہوئے اندازے پر غالب آ جاتی ہے یہاں تک کہ چارہ سازی ہی تباہی و آفت بن جاتی ہے۔ (ح459/950)

بردباری اور صبر دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور یہ دونوں بلند ہمتی کا نتیجہ ہیں۔(ح950/460)

ایک کلام کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا: ''لوگوں کے امور کا ایک حاکم وفرماں روا ذمہ دار ہوا جو سیدھے راستے پر چلا اور دوسروں کو اس راہ پر لگایا یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ ٹیک دیا''۔(ح952/467)

آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ مشرق ومغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا ''سورج کا ایک دن کا راستہ''۔(ح906/294)

وہ اس یاسر فالج کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی داؤں میں کامیابی کا متوقع ہوتا ہے۔

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ) یاسرون وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو نحر کی ہوئی اونٹنی پر جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینکتے ہیں اور فالج کے معنی جیتنے والے کے ہیں یوں کہا جاتا ہے ''قد فلج علیھم وفلجھم '' (وہ ان پر غالب ہوا) چنانچہ مشہور نظم کرنے والے شاعر کا قول ہے۔

''جب میں نے کسی فالج کو دیکھا کہ اس نے فلج حاصل کی''۔(حدیثہ 8/893)